اولیاء اللہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تعداد اور ان کے مراتب و درجات پر مشتمل
ایک خوبصورت ذخیرۂ معلومات

مقامِ قطب المدار

مفتی شاہ ابو الحماد محمد اسرافیل حیدری المداری

مدار الایمان اکیڈمی
دار النور آستانہ زندہ شاہ مدار
مکن پور شریف، کانپور (یوپی) پن: ۲۰۹۲۰۲

دم مدار بیڑا پار

MADAARI MEDIA

The Silsila e Aaliya Madaariya Social Platform

سلسلۂ مداریہ کے بزرگوں کی سیرت و سوانح
سلسلۂ عالیہ مداریہ سے متعلق کتابیں
سلسلۂ مداریہ کے علماء کے مضامین تحریرات
سلسلۂ مداریہ کے شعراء اکرام کے کلام

حاصل کرنے کے لئے اس ویب سائیٹ پر جایئے

www.MadaariMedia.com

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

Authority : Ghulam Farid Haidari Madaari

اولیاء اللہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تعداد اور ان کے
مراتب و درجات پر مشتمل ایک خوبصورت ذخیرۂ معلومات

بنام

مقامِ قطبُ المدار

تالیف

مفتی شاہ ابو الحماد محمد اسرافیل حیدری المداری

ناشر

مدار الایمان اکیڈمی

دار النور آستانہ زندہ شاہ مدار مکنپور شریف

© جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب : مقام قطب المدار

تالیف : مفتی ابوالحماد محمد اسرافیل حیدری المداری

سن اشاعت : ۲۰۲۳ء

باراول : ۱۰۰۰

ہدیہ :

فارمیٹنگ : مصباحی ٹائپ

ناشر : مدار الایمان اکیڈمی، مکنپور شریف

طباعت : مدار آفسیٹ انشاء پرنٹرس کانپور نگر

ملنے کے پتے

- المدار اکیڈمی، مکن پور شریف
- مدار بکڈپو، مکن پور شریف، کانپور نگر

contact: 9793347086

فہرست مشمولات

شرف انتساب ۹
قطب المدار ایک تعارف ۱۰
آپ کا نام نامی واسم گرامی: ۱۰
مدار پاک کے ننانوے اسمائے حسنیٰ ۱۰
کنیت: ۱۲
القاب وآداب: ۱۲
مراتب ودرجات ۱۲
ولادت باسعادت ۱۲
آپ کے والد کا اسم گرامی: ۱۲
حسب ونسب ۱۲
آپ کا شجرۂ نسب ۱۳
والدہ ماجدہ کی طرف سے شجرۂ پاک ۱۳
پیدائش کے وقت کرامات کا ظہور ۱۴
رسم بسم اللہ خوانی ۱۴
فراغت ۱۴
بیعت وخلافت ۱۴
سفر حرمین شریفین ۱۵
تعلیم روحانی ونسبت اویسیہ ۱۶
حکم رسالت کی تعمیل ۱۶

ره گزار و نقوش قدم ۱۷
حج بیت اللہ ۱۷
چلہ جات و نقوش قدم ۱۸
حضور مدار پاک کی ہندوستان آمد ۱۸
حُلَّۂ بہشتی سے نوازا جانا ۱۹
طویل العمری کی فضیلت ۱۹
ستر ۷۰ مرتبہ شب قدر کی زیارت ۲۰
بار گاہ نبوت سے خصوصی اکرام و نوازش ۲۰
مدار پاک گجرات میں ۲۲
قطب المدار اجمیر میں ۲۳
حضور مدار پاک کی دعا سے حضور سید سالار کی پیدائش ۲۳
مدار پاک کا کالپی میں نزول اجلال ۲۵
شیخ سراج الدین سوختہ کا واقعہ ۲۶
سراج الدین سوخت ہو گئے ۲۹
عتاب مدار سے قادر شاہ کا زوال ۲۹
مدار پاک جونپور میں ۳۰
علمائے ظاہر کا مدار پاک سے اختلاف کا سبب ۳۱
قطب المدار کے وسعت علمی کی ایک جھلک ۳۳
عالم اور دو ہزار عالم کی وضاحت ۳۳
حضرت حسین معز بلخی اور درس عوارف المعارف ۳۴
حضرت مدار پاک کا دوسرا سفر جونپور اور شاہ مینا پر عنایات ۳۶

قاضی محمود کنتوری پر فیضان مداریہ ۳۶
حروف قران کا محو ہو جانا ۳۸
علم ظاہر کا سینے سے محو ہونا ۳۹
مکن پور شریف کی واپسی ۴۰
حضرت شاہ مینا کو قطب بنایا ۴۱
قاضی مطہر قلہ شیر بارگاہ زندہ شاہ مدار میں ۴۳
قاضی شہاب الدین پر کالہ آتش کی شان و کرامت ۴۵
وصال مبارک ۴۷
اولیائے کرام کی تعداد ۴۹
وہ اولیاء اللہ جن کی تعداد مقرر ہے ۵۱
مدار پاک کا چہرہ ۷۴
دیوبندی مسلک میں مراتب اولیاء کا تصور ۷۷
سردار اولیاء کون؟ ۸۶
قطب المدار ۸۸
قطبیت کی مدت کی تعیین کا مسئلہ ۹۰
اقطاب محمدیین کی مدت خلافت ۹۳
سات دن کا قطب ۹۷
عرفان کی کنجی ۹۷
سب سے بڑا قطب قطب المدار ۹۸
افراد کی شان ۹۹
مقام قطبیت کبریٰ کے حامل کی شان ۹۹

قطب المدار پر مخلوق کے احوال روشن ہوتے ہیں ۱۰۲

قطب المدار ولایت کے تمام مقامات کا جامع ہوتا ہے ۱۰۲

مرتبہ قطب الاقطاب منتہائے درجہ ولایت ہے ۱۰۳

ولایت کی چار قسمیں ہیں: ۱۰۳

قطب کبریٰ قطب المدار کا مرتبہ ہے ۱۰۴

قطب المدار زمانہ میں یکتا ہوتا ہے ۱۰۵

حضرت مخدوم اشرف سمنانی قدس سرہ عیسوی المشرب تھے ۱۰۶

ولایت خاصہ محمدیہ کا فیضان ۱۰۶

لطائف چھ ہیں ۱۰۷

قطب المدار علم لدنی کا وارث ہوتا ہے ۱۰۷

نفس کی قسمیں ۱۰۸

نفس کی تین بڑی قسمیں بیان کی گئی ہیں ۱۱۲

ولایت خاصہ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام تمام مراتب ولایت سے ممتاز ہے ۱۱۶

قطب المدار کی تخت نشینی و تاجپوشی ۱۱۸

اختیار و تصرفات قطب المدار ۱۲۰

قطب مدار کا ہفت اقلیم پر تصرف ۱۲۲

عزل و نصب اقطاب کا مرتبہ ۱۲۲

کارخانہ ہستی کے اجرا کا کام قطب المدار کے ذمے رہتا ہے ۱۲۴

کیا قطب مدار کے فوت ہونے سے قیامت قائم ہو جائے گی ۱۲۴

جب آخری زمانے کا قطب مدار وفات پائے گا تو قیامت آجائے گی ۱۲۶

غوث اور قطب میں فرق ۱۲۹

قطب ایک مرتبہ ہے اور غوث ایک الگ مرتبہ ۱۳۲
حضرت مجدّد الف ثانی کے نزدیک غوث اور قطب میں فرق ۱۳۳
گروہِ اولیاء میں پہلا مرتبہ ۱۳۳
قطب مدار اور قطب ارشاد میں فرق ۱۳۴
قطب ارشاد و قطب مدار کی ذمہ داریاں مختلف ۱۳۵
کیا قطب المدار کے اختیارات و تصرفات پر اس کے ماتحت اولیاء میں سے کوئی اثر انداز ہو سکتا ہے؟ ۱۳۷
وہ کون کون حضرات ہیں جو قطب المدار ہوئے ۱۳۹
حضرت ابوالحسن نوری میاں مارہروی قدس سرہ کا قول ۱۴۲
وہ جو منصب قطبیت مداریہ و غوثیت کبری پر فائز ہوئے ۱۴۴
قطب اعظم اور مدار اعظم سے یہ زمانہ کبھی خالی نہیں رہتا ہے ۱۴۹
قطب کبریٰ اور غوث اعظم سے زمانہ کبھی بھی خالی نہیں رہے گا ۱۵۰
حضرت شیخ قطب الدین قدس سرہ ۱۵۲
فاضل بریلوی کا اپنا موقف ۱۵۲
ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ کا موقف ۱۶۱
مخدوم سمنانی قدس سرہ کا فرمان ۱۶۲
قطب کی نظر سے باہر ہونے کا مطلب ۱۶۴
مفردون و مکتومان اس حکم سے خارج ہیں ۱۶۴
ملک العارفین مدار العالمین سید احمد بدیع الدین رضی اللہ تعالی عنہ کی قطبیت مداریہ ۱۶۴
قطب المدار ۱۶۶

قطب المدار کی شہرت ۱۶۹
قطب المدار کا مرتبہ بہت بلند ہے ۱۷۱
قطب المدار کو پوری دنیا میں گشت کرایا جاتا ہے ۱۷۲
مقام اویسیت ۱۷۴
قطب المدار کو آسمانی کتابوں کی تعلیم ۱۷۹
رسول کریم کے اویسی ۱۸۰
مشرب اویسیہ بہت بڑا مرتبہ ہوتا ہے ۱۸۱
قطب المدار کو علوم اسرار کیمیا، ریمیا، ھیمیا، سیمیا اور ریمیا پر عبور حاصل تھا. ۱۸۳
علم کیمیا، سیمیا، ریمیا اور ھیمیا علوم انبیاء میں سے ہیں ۱۸۳
نسبت اویسیہ ہندوستان میں قطب المدار لے کر آئے ۱۸۳
حضرت مخدوم سعد اللہ کیسہ دار قدس سرہ کا اویسیت کے بارے میں ایک مکتوب ۱۸۴
اویسیت قطب المدار رضی اللہ تعالی عنہ سے متعلق قاضی شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کا مکتوب ۱۸۸
دعائے بشمخ شریف ۱۹۸
حصار دعائے بشمخ شریف ۱۹۹
اختتام دعائے بشمخ ۲۰۰
سلام بدرگاہ خیرالانام ۲۰۱
سلام بہ بارگاہ قطب المدار ۲۰۳

شرف انتساب

- ان تمام والدین کے نام جنہوں نے اپنے بچوں کو تعلیم و تربیت دی تو اچھی تعلیم و تربیت دی۔ ادب سکھایا تو اچھا ادب سکھایا۔
- اور ان کے نام جن کی اولاد عالم، فاضل، حافظ، مفتی اور محدث و مفسر بنے جن سے قوموں نے ہدایت پائی، جو دین اسلام کے دُعاۃ و مبلغین بنے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلاہ والسلام کی ہدایت و محبت سے مزین فرمایا۔
- اور ان مرشدان پاک باز کے نام جنہوں نے اپنی کیمیا نظر اور موثر صحبت سے مردہ دلوں کو حیات نو عطا فرما کر زمانے کی قیادت کے لائق بنایا۔
- اور ان صوفیائے باصفا کے نام جنہوں نے اصحاب صفہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی فکری و علمی وراثت کو امت کے حق داروں تک صحیح طور سے پہنچایا۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

ابو الحماد محمد اسرافیل حیدری المداری

قطب المدار ایک تعارف

آپ کا نام نامی و اسم گرامی:

حضرت سید احمد بدیع الدین ہے۔

مدار پاک کے ننانوے اسمائے حسنیٰ

بادشاہ نور الدین جہاں گیر کے عہد کی کتاب تحفۃ الابرار فی مناقب قطب المدار، جو ۱۰۲۵ھ مطابق ۱۶۱۶ء کی تصنیف ہے، اس کتاب کے مصنف جناب عزیز اللہ المداری نے حضور مدار پاک سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار کے ننانوے اسمائے حسنیٰ رقم فرمائے ہیں، ملاحظہ ہو:

۱-بدیع الدین، ۲- کریم الدین، ۳-نور الدین، ۴- عین الدین، ۵-زین الدین، ۶- قوام الدین، ۷-رواح الدین، ۸-صف الدین، ۹-اسم الدین، ۱۰-رحیم الدین، ۱۱-مجد الدین، ۱۲-حسام الدین، ۱۳-شاکر الدین، ۱۴-ولی الدین، ۱۵- حاصل الدین، ۱۶-رفیع الدین، ۱۷-ارتفاع الدین، ۱۸- خیر الدین، ۱۹-فداء الدین، ۲۰- شامل الدین، ۲۱- عامل الدین، ۲۲- حمید الدین، ۲۳- عماد الدین، ۲۴- مالک الدین، ۲۵- محی الدین، ۲۶- اسلام الدین، ۲۷- مسلم الدین، ۲۸- فہم الدین، ۲۹-فاتح الدین، ۳۰- مفتح الدین، ۳۱- مرقوم الدین، ۳۲- مرشد الدین، ۳۳- مرید الدین، ۳۴- صالح الدین، ۳۵- توفیق الدین، ۳۶- زبدۃ الدین، ۳۷- شریف الدین، ۳۸-غیاث الدین، ۳۹-واحد الدین، ۴۰- ظاہر الدین، ۴۱- مظہر الدین، ۴۲- طاہر الدین، ۴۳-مطہر الدین، ۴۴-

نظیر الدین، ۴۵- علی الدین، ۴۶- متعالی الدین، ۴۷- اشارۃ الدین، ۴۸- حکیم الدین، ۴۹- خادم الدین، ۵۰- نجم الدین، ۵۱- سراج الدین، ۵۲- برہان الدین، ۵۳- شمس الدین، ۵۴- نافع الدین، ۵۵- صادق الدین، ۵۶- صدیق الدین، ۵۷- مصدق الدین، ۵۸- ہاد الدین، ۵۹-مہدی الدین، ۶۰- مقام الدین، ۶۱-ضیاء الدین، ۶۲-سلطان الدین، ۶۳-مقوم الدین، ۶۴-فضل الدین، ۶۵-مدار الدین، ۶۶-صدر الدین، ۶۷-ناظر الدین، ۶۸-حافظ الدین، ۶۹-شاغل الدین، ۷۰-امام الدین، ۷۱-ناصر الدین، ۷۲-قدوۃ الدین، ۷۳-نصرۃ الدین، ۷۴-نظام الدین، ۷۵-دواء الدین، ۷۶-شفاء الدین، ۷۷-بقاء الدین، ۷۸-کمال الدین، ۷۹-جمال الدین، ۸۰-جلال الدین، ۸۱-حجۃ الدین، ۸۲-شہاب الدین، ۸۳-شاہد الدین، ۸۴- ثابت الدین، ۸۵-حیاء الدین، ۸۶- سعد الدین، ۸۷-سعید الدین، ۸۸- بہاء الدین، ۸۹-رکن الدین، ۹۰- معین الدین، ۹۱-لطیف الدین، ۹۲-رفیق الدین، ۹۳- شفیق الدین، ۹۴-کبیر الدین، ۹۵- مجتمع الدین، ۹۶-فتح الدین، ۹۷-صبغۃ الدین، ۹۸- فرید الدین، ۹۹- مہیمن الدین۔

اللهم انا نسئلك بحق هذه الاسماء كلها وبحق شرفها وكرامتها وحقائقها ودقائقها وتفيسرها وتعظيمها ان تعطينى خير الدنيا وخير الآخرة وان تصرّف عنّا شرّ الدنيا وشرّ الآخرة وأن لا تسلط علينا فى الدنيا والآخرة احداً من خلقك برحمتك يا ارحم الراحمين.

ایں اسمائے عظام بہر مہم کہ از سر حضور بخواند مہمش روا گردد و حاجت برسد بحرمت النبی وآلہ الامجاد۔

کنیت:

ابوتراب ہے۔ بعض ممالک میں احمد زندانِ صوف کے نام سے بھی مشہور ہیں۔

القاب وآداب:

اولیاء اللہ کی جماعت میں آپ کو "عبد اللہ" قطب الاقطاب، قطب الکبریٰ، قطب المدار، فردالافراد، اور قطب وحدت کہتے ہیں۔ عوام و خواص میں مدار اعظم، مدار عالم، مدار دوجہاں، مدارالعالمین، زندہ شاہ مدار، زندہ ولی، شاہ طبقات اور مدار پاک سے مشہور ہیں۔

مراتب و درجات

قطبیت کبریٰ، اویسیت، صمدیت، محبوبیت اور اسلام حقیقی جیسے مقامات بلند پر آپ فائز ہوئے۔

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت باسعادت صبح صادق کے وقت پیر کے دن یکم شوال المکرم ۲۴۲ ہجری مطابق ۵ ر فروری ۸۵۶ عیسوی میں ملک شام کے شہر حلب کے محلہ چنار میں ہوئی۔

آپ کے والد کا اسم گرامی:

آپ کے والد ماجد سید علی قدوۃ الدین الحلبی ہے۔ اور والدہ محترمہ سیدہ فاطمہ ثانیہ عرف بی بی ھاجرہ کے نام سے مشہور تھیں۔۔

حسب و نسب

آپ حسنی حسینی سید آل رسول ہیں۔ حضرت سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا حسب و نسب خود ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

اَنَا حَلَبِی بَدِیْعُ الْدِّیْن اِسْمِیْ
بِاُمِّیْ وَاَبِیْ حَسَنِیْ حُسَیْنِیْ
وَجَدِّی مُصْطَفٰی سُلْطَان دَارَیْن
مُحَمَّد اَحْمَدُ، مَحْمُود کَونَین [۱]

ترجمہ: میں حلب کا رہنے والا ہوں، میرا نام بدیع الدین ہے، ماں کی طرف سے حسنی اور باپ کی طرف سے حسینی سید ہوں۔ میرے نانا محترم مصطفٰی جان عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سلطان دارین ہیں، جن کی تعریف و ستائش دونوں جہاں میں کی جاتی ہے۔

آپ کا شجرۂ نسب

سید بدیع الدین احمد ابن سید قاضی قدوۃ الدین علی حلبی ابن سید بہاء الدین حسین ابن سید ظہیر الدین احمد بن اسمٰعیل ثانی ابن سید محمد ابن سید اسمٰعیل الاعرج ابن سید امام جعفر الصادق ابن سید امام محمد الباقر ابن سیدنا امام زین العابدین ابن سیدنا امام حسین شہید کربلاء ابن سیدنا مولا علی کرَّمَ اللہ وجہہ الکریم ابن ابی طالب و ابن سیدہ فاطمۃ الزہراء بنت رسول مقبول علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

والدہ ماجدہ کی طرف سے شجرۂ پاک

سید بدیع الدین احمد ابن سیدہ ھاجرہ المروف بفاطمۃ الثانیۃ بنت سید عبد اللہ ابن سید زاہد محمد ابن سید عابد ابن سید ابو صالح ابن سید ابو یوسف عبد اللہ ابن سید ابو القاسم محمد ابن سید عبد اللہ محض ابن سید حسن مثنٰی ابن سیدنا امام حسن ابن سیدنا امیر المومنین مولیٰ علی رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

---

۱ (الکواکب الدراریہ)

پیدائش کے وقت کرامات کا ظہور

آپ جب پیدا ہوئے پورا مکان روشنی سے پر نور ہو گیا، پیدا ہوتے ہی آپ نے سجدہ ادا کیا، اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا۔

حضرت ادریس حلبی جو ایک صاحب کرامت بزرگ تھے، آپ نے فرمایا جب بدیع الدین پیدا ہوئے تو روح پاک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم معہ جملہ اصحاب کبار و ائمہ اطہار خانۂ علی الحلبی میں جلوہ فرما ہوئی، والدین کو مبارک باد دی، ھاتف غیب سے ھٰذا ولی اللہ ھٰذا ولی اللہ کی صدا سنی گئی، اور بہت سی کرامات ظاہر ہوئیں، جو تفصیل سے سیرت کی کتابوں میں مندرج ہیں۔

رسم بسم اللہ خوانی

جب آپ کی عمر چار سال چار مہینے چار دن کی ہوئی تو آپ کے والد محترم نے رسم بسم اللہ خوانی کیلئے وقت کے سب سے بڑے استاذ حضرت حذیفۃ المرعشی الشامی کی خدمت میں پیش کیا، جو اپنے وقت کے بہت بڑے عالم تھے، استاد محترم نے اپنا پورا حق ادا کیا۔ ابتدائی تعلیم سے لیکر شریعت کے تمام علوم و فنون سے آراستہ و پیراستہ کیا۔

فراغت

جب آپ کی عمر مبارک ۱۴ر سال کی ہوئی تو علوم عقلیہ و نقلیہ میں آپ کو مہارت تامہ حاصل ہو چکی تھی، حافظ قرآن ہونے کے ساتھ ساتھ آپ تمامی آسمانی کتابوں خصوصا توریت، انجیل و زبور کے بھی حافظ و عالم تھے۔

بیعت و خلافت

ظاہری علوم حاصل کرنے کے بعد علم باطن کے حصول کیلئے سفر شروع کیا

اور جذبۂ شوق نے زیارت حرمین شریفین کیلئے قدم بڑھایا، والدین کریمین سے اجازت طلب کی، اور عازم مکہ مدینہ ہو گئے، جب وطن سے باہر نکلے تو قدم قدم رجال الغیب اور ارواح مقدسہ نے رہبری کی۔ بعض اہل مکاشفہ فرماتے ہیں کہ حضرت مدار پاک ۲۵۶ھ سے لیکر ۲۵۹ھ کے بیچ حضرت ملک شام کے مقامات متبرکہ پر ریاضات و مجاہدات میں مصروف رہے۔ ان مقامات پر بحکم الٰہی آپ کے لئے ایک غیبی معلم پہلے سے موجود رہا کرتا تھا، یہاں تک کہ ۲۵۹ھ میں ہاتف غیب کی بشارت سے آپ بیت المقدس میں سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی کی خدمت میں پیش ہوئے، سلطان العارفین نے حضرت احمد بدیع الدین قدس سرہ کو اپنی مریدی میں قبول فرمایا اور سلوک و معرفت کی تعلیم دے کر ریاضات و مجاھدات میں بٹھا دیا۔

جب کئی اربعین مکمل ہو گئے تو مرشد برحق نے خانوادۂ طیفوریہ میں اجازت و خلافت عطا فرما کر اپنے سلسلے کا امین و ماذون بنا دیا، اور وہ تمام امانتیں آپ کو سونپ دیں جن کو آپ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور دیگر مشائخ اہل ارشاد سے حاصل کیا تھا اور تاج خلافت و اجازت آپ کے سر پر رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا: بدیع الدین! اب آپ بلا تاخیر مقامات مقدسہ کا رخ کریں اور عازم حرمین طیبین ہوں۔

سفر حرمین شریفین

آپ حج بیت اللہ کیلئے مکہ معظمہ حاضر ہوئے، حج سے فارغ ہونے کے بعد ہاتف غیب نے صدا دی کہ بدیع الدین! تمہاری آرزوؤں اور مرادوں کے حصول کا وقت آ گیا ہے، گنبد خضریٰ کے مکین مقدس تیرے نانا جان سنہری

جالیوں سے تیری راہ دیکھ رہے ہیں، آنکھ کھلی تو دل کی دنیا میں مسرتوں کا طوفان برپا تھا اور دل بیتاب پر مدینہ منورہ کے خوبصورت احساسات چھائے ہوئے تھے۔

آپ مدینہ منورہ حاضر ہوئے، سرکار رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار مقدس میں حضوری کے شرف سے مشرف ہوئے۔ درود و سلام کا تحفہ پیش کیا۔

تعلیم روحانی و نسبت اویسیہ

اسی شب عالم مثال میں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے جمال اطہر کی زیارت سے مشرف فرمایا اور اپنے دل بند بدیع الدین قطب المدار کو اپنے دامن رحمت میں ڈھانپ لیا، اور پھر حضرت مولا علی کرم اللہ وجہ الکریم کے سپرد فرمایا اور فرمایا اے علی! اپنے نور نظر کو روحانیت کی تعلیم دو اور رجل کامل بنا کر میرے پاس لاؤ۔ مولیٰ علی کرَّمَ اللہ وجھہ الکریم نے مکمل تعلیم و تربیت فرما کر خدمت رسالت میں پیش کر دیا

تبلیغ اسلام کا حکم غرض کہ جب علوم ظاہری و باطنی اور نسبت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کا سینہ گہوارۂ نور بن گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بدیع الدین! ہندوستان جاؤ: اور وہاں جاکر مخلوق خدا کی ہدایت و رہنمائی میں کوشش کرو۔

حکم رسالت کی تعمیل

سید کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت پا کر اللہ پر توکل کر کے عازم ہندوستان ہوئے۔ تن تنہا ہندوستان کا سفر شروع کیا۔ ہندوستانی تاجروں کے ساتھ ۲۸۱ھ میں پانی والے جہاز پر سوار ہوئے اور اہل کشتی کو فضائل نبوی بیان کرنے کے بعد اسلام کی دعوت دی اور کلمۂ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی

تبلیغ فرمائی۔

کشتی پر کفار و مشرکین سوار تھے۔ آپ کی تبلیغ اور اسلام کی تعلیم ان کافروں کو پسند نہ آئی، سب نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا، جس سے حضرت سید بدیع الدین احمد کو دلی صدمہ ہوا۔ رنجیدہ ہوئے، خداوند قدوس کو اپنے محبوب ولی کی تکلیف گوارہ نہ ہوئی، اللہ کا غضب اہل کشتی پر نازل ہوا۔ سمندر میں ایک طوفان آیا۔ کشتی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر سمندر میں ڈوب گئی، پھر ایک تختہ ظاہر ہوا اس پر بیٹھ کر آپ اللہ تعالیٰ کے سہارے کئی دنوں بعد ساحل کھمبات گجرات پہونچے۔

رہ گزار و نقوش قدم

وہاں سے ہندوستان کے متعدد علاقوں کا دورہ فرمایا ہندوستان کے ہر خطے، ہر صوبے اور ہر علاقے میں آپ کے چلہ جات و نشانات اربعین ملتے ہیں، آپ کے نام پر قصبات و قریات، جبل و دشت، کوچہ و بازار اور لوگوں اور مقامات کے نام بکثرت ملتے ہیں۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ ہر طبقے، ہر علاقے میں اور ہر جہت سے آپ نے تبلیغ اسلام کی دعوت دین کو عام کیا، اور منشائے رسالت کو پورا کیا۔

حج بیت اللہ

سات بار ہندوستان سے مختلف راستوں سے حج و زیارت کیلئے تشریف لے گئے، بیشمار لوگوں کو کلمہ پڑھا کر دامن اسلام میں داخل کیا، اور ایمان و ھدایت کے نور سے منور فرمایا، ۵۹۶ سال کی طویل ترین حیات میں مریدین و خلفاء کا شمار ممکن نہیں۔

چلہ جات ونقوش قدم

کہتے ہیں کہ قدیم ہندوستان میں ۱۴۴۲ر (چودہ سو بیالیس) مقامات پر آپ کے نقوش قدم، نشانات اربعین، اور چلہ جات ہیں۔

اس طویل دور میں آپ کے معاصر اولیاء اللہ میں حضرت غوث الاعظم جیلانی، خواجہ معین الدین چشتی، حضرت سید سالار مسعو غازی بابا فرید، بختیار کاکی، صابر کلیر، اور انکے جلیل القدر خلفاء، مخدوم اشرف سمنانی، اور انکے خلفائے کرام، مخدوم جہانیاں جہاں گشت، اور مخدوم یحیٰ منیری قدست اسرارہم وغیرہ بیشمار بڑی ہستیاں ہیں اکثر نے آپ سے نسبت وفیوض مداریہ بھی حاصل کیا۔ اور ان کے خانوادوں میں نسبت مداریہ پہونچی۔ خلفاء ومریدین کی تعداد بھی بے شمار ہے۔ تقریباً ہر مشہور خانقاہ اور معروف سلسلے میں آپ کی خلافت کا شجرہ پہنچتا ہے۔

دو سو سے زیادہ کتب سیرت میں میں نے خود مختلف سلاسل طریقت کے بزرگان دین کے شجروں میں خلافت مداریہ کی سندیں دیکھی ہیں۔

وفوق کل ذی علم علیم کے تحت مجھ بے بضاعت وکم علم سے زیادہ علم والے لوگ بھی موجود ہیں۔

حضور مدار پاک کی ہندوستان آمد

طلوع ہو گیا ہر دل میں ہے قرار کا چاند
فلک پہ جب سے دکھائی دیا مدار کا چاند

حضور سیدنا سید احمد بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ اولیاء اللہ کی جماعت میں مظہر العجائب ومنبع الغرائب تھے۔ بے شمار خوارق عادات وکرامات آپ سے صادر ہوتی رہتی تھیں، آپ کا رخ روشن اس قدر پر نور، جلوہ بار اور مثل نیر تاباں

تجلی ریز تھا، کہ جو لوگ آپ کو بے حجاب دیکھتے، انہیں خدا یاد آجاتا، اور جلوؤں کی تاب نہ لاکر بیتاب و بے اختیار ہو کر سجدہ ریز ہو جاتے۔

سنن ابن ماجہ میں حدیث شریف ہے:

"خَيَارُكُمُ الَّذِينَ إِذَا رُأُوْا ذُكِرَ الله"

یعنی تم میں بہتر وہ ہیں جنہیں دیکھو تو خدا یاد آجائے، حضور مدار پاک قدس سرہ اس حدیث پاک کا مکمل نمونہ تھے۔

حُلّۂ بہشتی سے نوازا جانا

آپ کو بارگاہ رسالت سے باطن میں حلۂ بہشتی پہنایا گیا تھا۔ آپ کا لباس نہ میلا ہوتا نہ ژولیدہ، دھونے کی حاجت نہ ہوتی، اس پر مکھی نہیں بیٹھتی، آپ پر ضعف اور پیری کا اثر نہیں ہوتا، آپ کھانے پینے سے بھی بے نیاز کر دیئے گئے تھے، آپ مقام اویسیت، مقام قطبیت کبریٰ، مقام قطب المدار مقام صمدیت، مقام قربت و مقام فردانیت، مقام محبوبیت اور مقام معشوقی پر آپ فائز تھے۔ آپ کو علوم انبیاء سے نوازا گیا تھا، آپ تمام آسمانی کتابوں کے حافظ و عالم تھے، علم کیمیاء، لیمیاء، ھیمیاء، سیمیاء اور ریمیاء پر بھی کامل عبور تھا یہ علم اسرار ہیں جن کا مجموعہ "کلہ سِرًّا" سے عبارت ہے، آپ وارث علوم رسول اللہ تھے، صف اولیاء میں آپ کو طویل ترین حیات میسر ہوئی۔

طویل العمری کی فضیلت

۵۹۶ر سال کی عمر مبارک ہوئی۔ حدیث رسول علیہ الصلاۃ السلام ہے "خَيرُكُمْ مَنْ طَالَ عُمَرُهٗ وَحَسُنَ عَمَلُهٗ" یعنی تم میں بہتر وہ ہے جس کی عمر طویل اور عمل احسان والا ہے" آپ اس حدیث شریف کے مکمل مصداق تھے،

جن انبیاء کرام کی طویل ترین عمریں ہوئیں اس وصف طول عمری میں بھی آپ ان انبیاء کرام کے وارث ٹھہرے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو مقام اویسیت سے سرفراز فرماکر اسلام حقیقی کے رموز واسرار سے نوازا، تمام علوم ومعارف، علوم لدنیہ اور حقائق اشیاء کے عرفان عطاکر کے لطائف ومعارف کی آگہی سے آپ کو مشرف فرماکر مقامات ومراتب کی بلندیاں عطافرمادی، اور اپنی طرف سے اپنا داعیٔ اسلام بناکر ہندوستان بھیجا۔

ستر ۷۰ مرتبہ شب قدر کی زیارت

مُلّا لعل بدخشی اپنی کتاب ثمرات القدس مولفہ ۱۰۰۹ھ میں رقم کرتے ہیں کہ " حضور مدار پاک نے ستر ۷۰ رمرتبہ شب قدر کی زیارت کی۔" اور پورے عالم میں سیاحی فرماکر ہر جگہ دعوت وتبلیغ اسلام کا کام کیا۔ آپ کے نام سے مدار کا چاند اور مدار کا مہینہ مشہور ہے۔

بارگاہ نبوت سے خصوصی اکرام ونوازش

بحر زخار مولفہ شیخ وجیہ الدین اشرف حصہ سوئم میں ہے:

ترجمہ: کہ صاحب مرات مداری "ایمان محمودی" سے نقل کرتے ہیں "جب قطب المدار سید احمد بدیع الدین قدس سرہ مکہ معظمہ سے ہندوستان آنے کے ارادے سے جہاز پر سوار ہوئے، طوفان کی وجہ سے کشتی ٹوٹ گئی، اور تختے درہم برہم ہوگئے، اتفاقاً گیارہ اشخاص ایک تختے پر تھے ان میں سے ایک حضرت قطب المدار بھی تھے، چند روز بعد ان میں سے دس آدمی تو بھوک کی وجہ سے مر گئے، اور حضرت قوتِ ولایت کی وجہ سے زندہ رہے، رفتہ رفتہ وہ تختہ بہتا ہوا ایک پہاڑ پر پہنچا، حضرت تختے سے نیچے اترے، ایک عظیم الشان عمارت کا مشاہدہ کیا،

اس کے قریب گئے، دیکھا کہ اس عمارت کے دروازے پر ایک بوڑھا آدمی انسانی صورت میں لباس فاخرہ پہنے ہوئے، مسرور و متبسم بیٹھا ہوا ہے، وہ کہہ رہا ہے قطب المدار آؤ، خوش آمدید! ہمارا آقا دیر سے تمہارا انتظار کر رہا ہے، آپ فرماتے ہیں، ہمارے لیئے لباس فاخرہ ملکوتی مہیا کیا گیا۔ میں اس بشارت سے خوش ہو کر محل کے اندر داخل ہوا، وہاں روح افزا، فرحت بخش اور دل کش باغ دیکھا، باغ کے اندر ایک مرصع گنبد والا گھر دیکھا، جس میں یاقوت کا ایک تخت بچھا ہوا تھا، اور ایک نورانی بزرگ عظمت و شوکت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، حضور قطب المدار نے خود کے گونا گوں باطنی کمالات کے باوجود اس صاحب کمال بزرگ کی طرف آنکھ بھر کر دیکھنے کی طاقت نہیں پائی، مغلوب ہو کر سر سجدے میں رکھ دیا، اس بزرگ نے اپنا ہاتھ بڑھا کر ان کے سر پر رکھا، اور فرمایا کہ شاہ مدار! سر اٹھاؤ۔ آؤ! اور میرے ساتھ کھانا کھاؤ، حضرت زندہ شاہ مدار نے عرض کیا" مجھے ایسا کھانا عطا کریں جس کے کھانے کے بعد پھر کبھی کھانے کی خواہش نہ ہو"، بزرگ نے فرمایا ایسا ہی کھانا میں نے اللہ کے حکم سے تمہارے لئے تیار کر رکھا ہے، پھر آپ کو اس تخت پر بٹھایا اور شیر برنج کھلایا، ایک ایک لقمے پر ایک ایک آسمان کی حقیقت آپ پر منکشف ہوتی رہی، جب ساتواں لقمہ حلق سے نیچے اترا، عرش سے فرش تک سارے حجابات اٹھ گئے، (دیگر کتب میں نو لقمے کھلانے کا ذکر ہے) اس کے بعد بزرگ نے ایک دستار ایک پیراہن اور ایک ازار پہنا کر فرمایا یہ کپڑے تمہاری باقی عمر کیلیئے کافی ہیں، جو نہ پرانے ہوں گے نہ انہیں دھونے کی ضرورت ہو گی، پھر دعا کی، ان شاءاللہ تعالیٰ اس کے بعد دنیا کا کوئی حادثہ تم پر مسلط نہیں ہو گا، اور ان پہاڑوں سے سلامتی کے ساتھ گزر

جاؤ گے، اور تمہاری ولایت کا تصرف زندگی اور موت دونوں حالتوں میں جاری رہے گا۔

اکرام و نوازشات حاصل کرنے کے بعد جب آپ اس مکان سے باہر نکلے جب پیچھے مڑ کر دیکھا، تو اس مرد نورانی کا نام و نشان تک باقی نہ تھا۔ قادر قدرت کے کمال قدرت سے متحیر ہوئے، سر مراقبہ میں جھکایا، ندائے غیبی آئی، جو نورانی مرد پیشوائی کر رہا تھا، وہ عالم عنصری پر مامور ملائکہ کے سردار تھے۔ وہ پورے ربع مسکون پر تصرف رکھتے ہیں۔ اور وہ صفت انوار جمال و جلال الوہیت سے موصوف ہیں۔ انبیاء و اولیاء تک رب کا فیض پہنچاتے ہیں۔ انکا نام ستخیثا ہے۔ پس آپ وہاں سے گجرات کی طرف روانہ ہوئے۔

مدار پاک گجرات میں

قطب المدار سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہندوستان تشریف آوری سے اہالیان ہند پر اسلام کا رنگ چڑھنا تھا، اور ایمان و وفا کی خوشبو سے لوگوں کے دل و دماغ معطر ہونے تھے، ہر گوشۂ ہند میں اسلام کا پیغام پہنچنا تھا، اور حکم رسالت کی تعمیل و تکمیل ہونی تھی۔ اس لیئے حضور مدار اعظم بدیع الزمان سید احمد بدیع الدین قدس سرہ نے اپنے سفر تبلیغ کا آغاز گجرات کی زرخیز زمین سے ہی کر دیا۔ جیسے ہی آپ گجرات کی ساحلی پہاڑیوں میں داخل ہوئے۔

دوسرے دن دنیا کے سات ابدالوں میں سے ایک آپ کے قریب آیا اور پھر آپ کو جنگلوں اور پہاڑوں سے نکال کر بہت مختصر سے وقت میں ولایت گجرات میں پہنچا کر روپوش ہو گیا۔ حضور مدار پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب علاقہ گجرات میں رونق افروز ہوئے تو ہر قسم کی مخلوق آپ کی خدمت میں حاضر ہونے

لگی۔ لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہونے لگا اور آپ کی خوب خوب شہرت ہو گئی۔

قطب المدار اجمیر میں

مرات مداری اور بحر زخار کے مصنفین لکھتے ہیں کہ جس عرصے میں تبلیغ و ہدایت فرماتے ہوئے حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہ اجمیر پہنچے حضرت خواجہ معین الحق والدین چشتی سے ملاقات کی، اور کچھ دنوں تک حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کی روحانی محبت کے سبب بہت خلوص و اپنایئت کے ساتھ اس مبارک جگہ پر ٹھہرے رہے۔

تاریخ محمودی میں ہے کہ حضرت زندہ شاہ مدار حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی ولادت سے ایک سو ستائیس سال پہلے ۴۰۴ھ میں اجمیر شریف میں کوکلا پہاڑی پر موجود تھے۔ جب سلطان محمود غزنوی نے ۴۰۴ہجری میں ہندوستان پر سترہواں حملہ کیا تھا۔

ہندی ساہتیہ کار آچاریہ چتر سین نے اپنی کتاب سومناتھ مطبوعہ ہند پاکٹس بکس میں لکھا ہے "کہ حضرت شاہ مدار کی دعا سے محمود غزنوی کو اجمیر میں فتح ملی۔"

حضور مدار پاک کی دعا سے حضور سید سالار کی پیدائش

تاریخ محمودی میں لکھا ہے کہ اسی اجمیر میں حضرت سید احمد زندہ شاہ مدار قدس سرہ کی دعاء سے ۴۰۵ھ میں سید سالار مسعود غازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بی بی ستر معلّٰی کے بطن سے پیدا ہوئے۔ جو بادشاہ محمود غزنوی کی ہمشیرہ تھیں۔ اور اس طرح سید ساہو سالار غازی کو فیضیاب فرمایا۔ اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرتِ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے آپ کی ملاقات تیسرے یا چوتھے سفر میں ہوئی۔ اس لئے کہ خواجہ معین الدین چشتی

اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۵۳۱ھ یا ۵۳۷ھ مطابق ۲/ فروری ۱۱۴۳عیسوی میں بمقام چشت قریۂ سنجر یا سجز سیستان ایران میں پیدا ہوئے۔ ۵۸۸ھ میں اجمیر وارد ہوئے اور ۶/ رجب ۶۳۳ ہجری مطابق ۱۵/ مارچ ۱۲۳۶عیسوی میں وصال فرمایا۔ جبکہ مدار پاک کی پیدائش بروایت صحیحہ ۲۴۲ ہجری ہے اور ہندوستان آمد ۲۸۲ھ میں ہے۔

اس مناسبت سے اجمیر شریف میں حیات خواجۂ پاک میں مدار پاک کی آمد ۵۹۰ھ کے بعد ہی ہوئی ہو گی۔ اس ملاقات سے ان لوگوں کے دعوے رد ہوتے ہیں جو کہتے ہیں کہ حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہ ۷۱۶/ یا ۷۱۵ ہجری یا ۵۹۰ ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔ کیونکہ ۷۱۶ھ میں پیدا ہونے کی صورت میں خواجہ غریب نواز متوفی ۶۳۳ھ سے ملاقات کیسے ممکن ہو گی!!!

اجمیر شریف میں آج بھی ایک پہاڑ کی چوٹی پر " جسے اب مدار ٹیکری کہتے ہیں" فقراء حضرات اکھٹا ہوتے اور چراغاں کرتے ہیں۔ اور لوگ عقیدت کے ساتھ وہاں زندہ شاہ مدار کے نشان اربعین یعنی چلہ گاہ پر حاضری دیتے ہیں۔ کیونکہ حضرت زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مقام پر قیام فرما ہوئے تھے، اس پہاڑی کو کوکلا پہاڑی بھی کہتے ہیں۔ کسی بزرگ نے بہت خوب کہا ہے۔ ؎

ہر مقامے کہ نشان کف پائے تو بود
سالہا سجدۂ اصحاب نظر خواہد بود

یعنی جس زمین پر تیرے قدموں کے نشاں ہونگے۔ سالوں سال اللہ والے وہاں سجدہ کرتے رہیں گے۔

پھر چند دنوں کے بعد حضرت خواجہ بزرگ معین الحق والدین چشتی قدس

سرہ نے بیشمار محبت و مہربانی کے ساتھ امر باطن کے مطابق حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہ کے قیام فرمانے کی جگہ کا اشارہ فرمایا جس کی بشارت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے آپ کو بھی دی گئی تھی اور پھر اعزاز و اکرام کے ساتھ رخصت فرمایا۔ حضرت زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو کر مسرت و شادمانی کے ساتھ اجمیر شریف سے نکلے اور اطراف و جوانب میں سیر فرماتے ہوئے منزل مقصود کی طرف روانہ ہوئے۔

مدار پاک کا کالپی میں نزول اجلال

بحر زخار جلد سوئم میں اور مرات مداری میں مدار پاک کے احوال میں ہے کہ چند دنوں کے بعد حضور مدار پاک شہر کالپی پہونچے (تاریخی روایات کی تطبیق سے اندازہ لگتاہے کہ حضور مدار پاک اپنے آخری سفر ہند میں کالپی تشریف لے گئے تھے اس لئے کہ شیخ سراج کی وفات ۸۳۰ ہجری میں ہوئی ہے اور حضور مدار پاک کا وصال ۸۳۸ھ میں ہے) اور دریا جمنا کے کنارے ایک مسجد تھی وہاں قیام پذیر ہوئے۔ اور چند صاحب حال و باشعور مریدین مثل شاہ عَلّا اور سید جمال الدین عرف جَمّن اور سید احمد بادپا وغیر ہم جو عالم سیر وطیر میں بے مثال تھے۔ یہ سب گرامی قدر ہمراہ تھے، جو ولایت گجرات اور اطراف و ہر دیار سے آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے تھے۔ پس شہر کالپی اور اس کے ارد گرد میں آپ کی تشریف آوری کی دھوم مچ گئی۔ ہر قسم کے لوگ عقیدت کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے، کمالات و خوارق عادات کے سوا کسی دوسری بات کا چرچا ان کے درمیان نہیں ہوتا۔ اور بے شمار کرامات و خوارق عادات حضرت مدار پاک کے اختیار سے ظہور پزیر ہونے لگیں۔ اللہ تعالی نے اپنے فضل اور

خاص عنایات سے حضرت زندہ شاہ مدار کے وجود مسعود کو سر تاپا کرامت بنایا تھا، کہ آپ نہ کھانا کھاتے نہ پانی پیتے اور جو کپڑے آپ کے بدن مبارک سے لگ گئے وہ نہ پرانے ہوتے نہ میلے۔ آپ ہمیشہ تر و تازہ خوش و خرم اور صحت مند رہتے۔ بڑھاپے، پیری، پریشانی و بیماری اور غمگینی کا اثر آپ کے حال سے کبھی ظاہر نہیں ہوتا تھا۔ آپ کمال درجہ فنا فی اللہ ہو کر مشاہدہ حق الحق میں مستغرق رہتے۔ عالم وجود میں اتنی پر عظمت اور بے مثال زندگانی کون گزار سکتا ہے؟ اور اتنا بڑا مقام اللہ تعالیٰ مخلوق میں کسے عطا فرماتا ہے؟۔(ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے)۔

شیخ سراج الدین سوختہ کا واقعہ

حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہ محبوب خدا اور مستجاب الدعوات آل رسول تھے، آپ جو کہہ دیتے اللہ تعالیٰ اسے پورا فرما دیتا، آپ جس سے آزردہ ہو جاتے وہ ہدایت کے نور سے محروم ہو جاتا۔ اس کی حیات تنگ ہو جاتی، آپ کا باغی کبھی مسرور نہیں رہتا۔

مرات مداری میں ہے کہ

حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شہر کالپی میں تشریف لائے سلطنت کالپی اور دیار کالپی قادر شاہ پسر سلطان محمود شاہ کے زیر نگیں تھے۔ قادر شاہ فیروز شاہ بادشاہ دہلوی کی اولاد میں سے ایک تھا۔ اور مخدوم شیخ سراج الدین سوختہ (متوفی ۸۳۰ ہجری) کا مرید تھا، ان کی پیری و پیشوائی کا ڈنکا بجاتا تھا۔ وہ بہت صاحب اختیار تھا۔ قادر شاہ اپنے فرمابرداروں کے ساتھ شیخ سراج الدین موصوف کا مرید صادق الاعتقاد تھا۔ اس وجہ سے اس نے حضرت شاہ مدار قدس

سرہ کی بارگاہ میں کچھ خاص توجہ نہیں دی، اور غفلت کا شکار رہا۔ لیکن جب حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہ کی کرامات وکمالات کا شہرہ پورے ہندوستان میں ہوا۔ اور ان کا آفتاب ولایت پوری مخلوقات پر چمکا، تو مجبوراً قادر شاہ بھی حضرت سیدنا قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت کی سعادت حاصل کرنے کے لئے بیقرار ہوا۔

بحر زخار جو ۱۱۰۰ہجری کے بعد کی کتاب ہے اس کے جلد سوئم میں اور مرات مداری جو ۱۰۵۰ھ کے بعد کی کتاب ہے اور مرأت الاسرار جو اسی دور کی تصنیف ہے اور اخبار الاخیار میں بھی ہے جو اسی دور کی کتاب ہے اس جگہ مرأت مداری سے نقل کرتے ہیں اس میں تحریر ہے کہ کالپی میں جہاں حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہ جلوہ فرماتھے۔ وہاں آپ کے قیام گاہ پر قادر شاہ(والیٔ کالپی) پہنچا، حضرت زندہ ولی کے خدام نے کہا کہ ابھی ملاقات کا وقت نہیں ہے، اور ہمیں اجازت نہیں کہ ہم آپ کے آنے کی خبر بھی اس وقت حضور کو کریں۔ کہ اس وقت حضور مدار پاک ایک صاحب دل فقیر کے ساتھ تنہائی میں محو گفتگو ہیں۔ بعض منافقین نے تعصب و حسد کی وجہ قادر شاہ کو پیغام پہنچایا کہ ایک جوگی آیا ہے، حضرت مدار صاحب اسی کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ قادر شاہ اپنی آمد پر شرمندہ و ناراض ہو کر حضرت کے خادموں سے کہا کہ اپنے مخدوم سے کہو کہ ہمارے شہر میں نہ رہیں۔ اور خود دارالسطنت واپس آگیا۔ جب یہ مقدمہ حضرت زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہونچا تو تھوڑی دیر کے بعد حجرہ سے باہر تشریف لائے اور دریائے جمنا کو پار کر کے دوسری طرف چلے گئے۔ اور ایک خادم کو حکم دیا کہ تین روز ٹھہرا رہے، اور اس کی خبر لائے۔

پس حضرت قطب المدار قدس سرہ کے فقط تشریف لے جانے کی وجہ سے قادر شاہ کے تمام جسم میں آبلے پڑ گئے، اور آبلے کی جلن سے بیتاب وبیقرار ہو کر اپنے پیر سراج الدین سوختہ کے پاس گیا۔ شیخ موصوف نے اپنا کُرتا قادر شاہ کو عطا کیا۔ اسے پہننے کے بعد اپنی حالت پر آگیا۔ اور آبلے کی گرمی اور کوئی اثر باقی نہ رہا۔ حضرت مدار پاک کا خادم جب اس جگہ گیا اور دیکھا کہ وہ سراج الدین سوختہ کی پناہ لئے ہے۔ وہاں سے دریائے جمنا پار کر کے حضرت قطب المدار قدس سرہ کی خدمت میں خبر پونچائی۔ تو ازراہ غیرت ان کی زبان ترجمان سے نکل گیا کہ سراج کیوں نہیں جل گیا۔ فقط اتنا کہہ دینے سے شیخ سراج الدین سوختہ کے اعضاء پر آبلے ظاہر ہونے لگے۔ اور ان کی گرمی سے جلنے لگے۔ یہاں تک کہ (۸۳۰ ہجری میں) اپنی جان ملک الموت کے حوالے کر دی اور خود کو قادر شاہ پر قربان کر دیا۔ پس اسی دن سے انہیں سراج الدین سوختہ کہتے ہیں۔ اور سوختہ نام پڑنے کی وجہ یہی ہے، جو بیان ہوا۔ ان کا مزار کالپی شہر میں مشہور ہے۔

شیخ سراج الدین سوختہ کے سوخت ہونے اور قادر شاہ کے زوال کا واقعہ اخبار الاخیار مولفہ محدث عبد الحق دہلوی (۹۵۸ھ مطابق ۱۵۵۱ء / ۱۰۵۲ھ) و مرات الاسرار مولفہ ۱۰۶۵ھ عبد الرحمٰن چشتی متوفی ۱۰۹۳ھ اور بحر زخار مولفہ شیخ وجیہ الدین اشرف اور دیگر اصحاب سیر نے بھی تحریر کی ہے۔ ان سب کتب سیر میں اتنی ہی بات درج ہے کہ مدار اعظم کے غضب و آزردگی کے سبب شیخ سراج الدین سوختہ جسم و جاں ہو کر فوت ہو گئے اور قادر شاہ نبیرہ سلطان فیروز شاہ کی حکومت کا زوال ہو گیا۔ اور حضور مدار اعظم قدس سرہ وہاں سے جونپور کی طرف روانہ ہو گئے۔

سراج الدین سوخت ہو گئے

بحر زخار (مولفہ شیخ وجیہ الدین اشرف لکھنوی) جلد سوئم میں شیخ سراج الدین سوختہ کے سوخت ہونے کا واقعہ اس طرح درج ہے۔

"ایک دن قادر شاہ آپ کی خدمت میں آیا، اس وقت حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہ ایک صاحب دل درویش کے ساتھ محو گفتگو تھے، خادموں نے قادر شاہ سے معذرت کرتے ہوئے کہا، ہم اس وقت تمہارے آنے کی اطلاع حضرت کو نہیں دے سکتے، حاکم نے شرمندگی محسوس کی، اور دارالامارت کی طرف لوٹ گیا۔ اور فقراء سے کہا تم اپنے شیخ سے کہہ دو کہ ہمارے شہر سے نکل جائیں، جب مریدوں نے یہ بات حضرت کی خدمت میں پہنچائی، آپ نے فوراً ہی دریا پار کیا۔ اور ایک خادم سے فرمایا تم تین دن یہیں رہو اور حاکم کی خبر میرے پاس لاؤ، اسی وقت حاکم کے پورے جسم پر آبلے پڑ گئے۔ وہ شیخ سراج الدین کی خدمت میں حاضر ہوا، اور پریشانی بیان کی، شیخ نے اپنا خرقہ پہنایا، حاکم صحت مند ہو گیا، یہ خبر جب حضرت کو پنچائی گئی، فرمایا! سراج الدین کیوں نہیں جل گیا؟ یہ بات کہتے ہی شیخ سراج الدین کے پورے جسم پر آبلے پیدا ہو گیے۔ اورانہوں نے کہنا شروع کیا، میں۔ جل گیا میں جل گیا، اس طرح چند دنوں بعد وفات پائی۔ اس دن سے شیخ سراج الدین کو سوختہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ چند دنوں بعد مالوہ کے بادشاہ ہوشنگ ملک نے کالپی کو فتح کر لیا اور قادر شاہ کی حکومت ختم ہو گئی۔"

عتاب مدار سے قادر شاہ کا زوال

مرات مداری و مرات الاسرار میں شیخ سراج الدین سوختہ اور قادر شاہ کی بابت لکھا ہے:

اس کے بعد قادر شاہ کی سلطنت میں بھی بہت بڑا فتور اور سخت زوال آیا کہ جونپور کی طرف سے سلطان ابراہیم شرقی نے کالپی فتح کرنے کے لئے لشکر کشی کی، اور سلطان ہوشنگ آباد کی جانب سے ولایت مالوہ کے حاکم بے پناہ لشکر لے کر پہونچے، قادر شاہ بھاگ گیا اور شہر کالپی اپنی تابع حکومتوں کے ساتھ بغیر جنگ کے سلطان ہوشنگ آباد کے قبضہ میں آگیا، اور یہاں اس نے اپنے نام کا خطبہ وسکہ جاری کر دیا، سلطان ابراہیم شرقی راستے سے واپس ہو کر جونپور چلے گئے، تاریخ ہند میں بھی یہ مقدمہ اسی طرح مذکور ہے۔ ع۔ پروانہ اس لئے جلا کہ وہ شمع سے ٹکرا گیا۔ اور جو جلے ہوؤں پر آفت آئی وہ آئی۔"

مدار پاک جونپور میں

صاحب مراۃ مداری لکھتے ہیں:

حضرت مدار اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ منزلیں طے فرماتے ہوئے شہر جونپور تشریف لائے چونکہ کالپی کا حال حضرت کی تشریف آوری سے پہلے سلطان ابراہیم شرقی کو پہونچ گیا تھا (یہ سفر اندازۃً ۸۳۰ھ میں ہوا) فقط حضرت مدار پاک کے پہنچنے کی خبر سن کر کمال نیاز مندی سے تمامی ارکان سلطنت کے ساتھ حاضر ہو کر شرف ملاقات حاصل کیا اور مدار پاک کی عنایت و التفات کا حامل ہوا۔ قاضی شہاب الدین کی بے اعتنائی تمام شہری حضور مدار پاک کی بارگاہ میں حاضری کی سعادت سے مشرف ہوئے مگر ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی (۷۶۱ھ / ۸۴۹ھ) اپنے متبعین و موافقین کے ساتھ حضرت کی زیارت کے لئے نہیں آئے، اور دشمنی پر کمربستہ ہوئے۔ انہیں اپنے گھر میں اور سلطان ابراہیم شرقی (دور حکومت ۱۴۰۲ھ / ۱۴۴۰ھ) کی مجلس میں عداوت کے سوا

کوئی دوسرا کام نہیں رہا، لیکن سلطان ابراہیم شرقی بالکل توجہ نہیں دیتے تھے، اس وجہ سے قاضی صاحب بہت حیران و پریشان رہتے۔ اور مدار پاک کے بکثرت خوارق عادات و کرامات کے ظہور کی وجہ سے کسی منافق و مدعی کا ہاتھ آفتاب ولایت حضرت زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف نہیں بڑھتا تھا، اور جس شہر و قصبے میں تشریف لے جاتے علمائے ظاہر کے ساتھ اس قسم کی ناموافق ملاقات پیش آتی، چونکہ آپ وحدت الوجود میں نہایت استغراق رکھتے تھے ہر ایک سے مصالحت کے طور طریقہ کو پسند کرنے پر توجہ نہیں دیتے تھے۔ آخر کار وہ جماعت خود بخود شرمندہ ہو جاتی تھی۔

علمائے ظاہر کا مدار پاک سے اختلاف کا سبب

صاحب مرات مداری صاحب رسالہ ایمان محمودی کے حوالے سے کہتے ہیں کہ علماء ظاہر کا حضرت زندہ شاہ مدار سے مخالفت کا سبب یہ تھا کہ وہ یعنی مدار پاک قدس سرہ نے علم دینی و معارف یقینی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم کی پاک روحوں سے حاصل کیا اور آسمانی کتب حضرت امام مہدی بن حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روح پر فتوح سے پڑھی تھی۔ آپ اختلاف مذاہب سے آگے بڑھ کر مشرب حق کو پہونچے ہوئے تھے۔

یہ علماء ان کے سامنے طفل مکتب تھے۔ حضرت مدار پاک بالکل رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وائمہ اہل بیت کے نقش قدم پر چلتے تھے۔

آپ کے بعض طور طریقے مجتہدین کی رائے و قیاس کے موافق نہیں لگتے تھے۔ اسی وجہ سے ناسمجھ علمائے ظاہر بحث کرتے تھے۔

باوجود اس کے کہ تمام دنیا والوں پر ظاہر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم کے دور میں بالکل اختلاف مذاہب نہیں تھا۔ اور تیس سال کی مدت جو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث کے موافق خلافت راشدہ کے لئے مقرر ہوئی۔ جیسا کہ نبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الخلافته من بعدی ثلاثون سنته

یعنی خلافت میرے بعد تیس سال تک رہے گی۔

پس انیتس سال چھ ماہ تک مسند خلافت ظاہری و باطنی پر حضرات شیخین وحضرات ختنین متمکن رہے، اور دوسرے چھ ماہ خلافت راشدہ کی مدت حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکمل فرماکر اس خلافت راشدہ کے تمام حقوق کو کماحقہ ادا فرمایا. اور بعد تکمیل مدت خود اس سے دست بردار ہو گئے۔ اور حکومت دنیا کو اہل دنیا کے لئے چھوڑدی۔ اس طرح ایام خلافت پورے ہوئے۔ پس تیس کی مدت مذکور میں بھی ہرگز اختلاف مذاہب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے قول وفعل میں ظاہر نہیں ہوا۔ اور جب ایام خلافت پورے ہوئے تو اسلام کی حکومت کی ذمہ داری بنی امیہ کے ہاتھ لگی۔ اس کے بعد یہ حکومت بنی عباس نے لے لی۔ ان قوموں سے ایسے حکام پیدا ہوئے جن کی فرمابرداری علماء کے لئے ضروری قرار دی گئی۔ بعض علمائے دین مثل امام اعظم ابو حنیفہ وامام احمد بن حنبل نے کمال دیانت و تقویٰ کی وجہ سے بعض امور میں حکام وقت کی پیروی نہیں کی، جس کی پاداش میں ظالموں کے قید وبند میں ظلماً شہید کر دیئے گئے۔ اور ان ہی وجوہ سے مجبوراً دین کے امور میں اختلاف پیدا ہوا، بعض مقدمات مجتہدین کی رائے و قیاس کے موافق قرار پائے۔ پس ہر جگہ اور ہر دور میں ایک نیا مذہب

وجود میں آتا چلا گیا۔

قطب المدار کے وسعت علمی کی ایک جھلک

حضور سیدنا سید احمد بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قاضی شہاب الدین دولت آبادی قدس سرہ العزیز نے سوال کیا کہ حضور! اٹھارہ ہزار عالم جنہیں اللہ تعالیٰ نے خلق فرمایا ہے انہیں کہاں رکھا ہے؟ حضور سیدنا قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتنا شاندار اور حقائق سے بھرپور جواب عطا فرمایا ملاحظہ کریں:

" نقل است از شاہ مدار بدیع الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ قاضی شہاب الدین دولت آبادی پرسید کہ ھژدہ ہزار عالم کہ خدائے متعال آفریدہ است کجاداشتہ اند؟
حضرت بدیع الدین فرمود کہ ہشت ہزار عالم در آسمان است، وہشت ہزار عالم در دریاو در تہِ زمین است، ودو ہزار عالم در دنیا متوطن است۔[1]

ترجمہ: حضرت شاہ مدار بدیع الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ ہزار عالم پیدا کر کے انھیں کہاں رکھا ہے؟

حضرت بدیع الدین شاہ مدار نے فرمایا کہ آٹھ ہزار عالم آسمان میں ہیں، اور آٹھ ہزار عالم دریا اور تہِ زمین میں ہیں اور دو ہزار عالم دنیا میں موجود ہیں۔

عالم اور دو ہزار عالم کی وضاحت

اب عالم اور دو ہزار عالم کی وضاحت بھی ملاحظہ کریں۔

پرسید عالم کرا گویند۔؟ حضرت بدیع الدین فرمود: سرشت گویند۔ وآنکہ

---

[1] کشف اللغات والاصطلاحات، مطبع اودھ اردو اخبار ۱۸۵۷

دو ہزار عالم در دنیا است یک ہزار عالم شکمی است کہ بچہ آرد و دومی ہزار عالم بیضاوی است کہ بیضہ آرند۔

ترجمہ پھر عرض کیا کہ عالم کسے کہتے ہیں۔ارشاد فرمایا: عالم سرشت یعنی طینت وجبلت کو کہتے ہیں۔اور جو دو ہزار عالم دنیا میں موجود ہیں ان میں سے ایک ہزار عالم شکمی ہیں، کہ حامل ہو کر بچہ جنتے ہیں یعنی ایک ہزار عالم ان جانداروں کا ہے جو بچہ جنتے ہیں۔

اور دوسرے ایک ہزار عالم ان جانداروں کا ہے جو بیضہ والے یعنی انڈا دینے والے ہیں جن کے انڈوں سے وقت مقررہ پر بچے پیدا ہوتے ہیں۔

حضرت حسین معز بلخی اور درس عوارف المعارف

مرات مداری میں شیخ عبد الرحمٰن چشتی اور بحر زخار میں وجیہ الدین اشرف فرنگی محل رقم فرماتے ہیں:

"مدار پاک قدس سرہ جب جون پور میں تشریف لائے اور اس مقام پر قیام فرمایا جہاں اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا تو حضرت شیخ حسین معز بلخی (متوفی ۹۰۱ھ) قدس سرہ جو حضرت مخدوم شرف الدین یحیی منیری قدس سرہ کے رازدار اور مریدِ پاک اعتقاد ہیں، بہار سے چل کر جونپور پہونچے۔ ان کے آنے کا سبب یہ ہوا کہ آپ نے مخدوم شیخ شرف الدین یحیٰ منیری (۶۶۱ھ۔۷۸۶ھ) سے کتاب عوارف المعارف صرف آدھی ہی پڑھی تھی کہ حضرت شیخ منیری کی وفات کا وقت آگیا۔ شیخ حسین بہت متفکر ہوئے کہ عوارف المعارف پوری نہ پڑھ سکے۔ شیخ شرف الدین نے آنکھیں کھول دی اور ارشاد فرمایا کہ شیخ حسین اطمینان رکھو، چند دنوں بعد حضرت شیخ بدیع الدین الملقب بہ زندہ شاہ مدار جو بہت بڑے عارف

کامل ہیں، شہر جونپور میں تشریف لائیں گے۔ بہت مناسب ہے کہ تم اس وقت وہاں جاکر کتاب عوارف المعارف کا نصف آخر اس یکتائے جہان ہستی سے پڑھ لو، تمہیں بے شمار فوائد و برکات حاصل ہوں گے۔ بہرحال جب شیخ حسین معز بلخی حضرت مدار پاک قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور مدار پاک نے کمال مہربانی سے نقاب روئے مبارک سے اٹھا دیا۔ شیخ حسین حضور قطب المدار کے انوار بے مثال اور جمال ولایت کو دیکھ کر بے اختیار سر زمین پر رکھ دیا اور بے ساختہ یہ شعر گنگنانے لگے ؎

کہ می گوید کہ حق صورت نہ بندد
من اینکہ دیدہ ام ذات مصور

یعنی کون کہتا ہے کہ حق کی صورت کا دیدار نہیں ہو سکتا میں نے دات مصور کو دیکھا ہے۔

حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہ نے خوش ہو کر انہیں سمندر توحید کا لقب عطا فرمایا اور ان سے پہلے حضرت شیخ شرف الدین یحیٰی منیری نے انہیں نوشۂ توحید کا لقب دیا تھا۔ پس انہوں نے آدھی کتاب عوارف حضور زندہ شاہ مدار قدس سرہ سے پڑھ کر ازل و ابد کی سعادت حاصل کی۔

علمائے جونپور پر حضرت مدار پاک کے کمالات و کرامات کا اتنا غلبہ ہو گیا تھا کہ وہ اس سے آگے کچھ سوچنے سے عاجز تھے۔ حضرت میر سید صدر جہاں جو سید عالی نسب اور جامع علوم اور مفتیٔ دربار سلطان ابراہیم شرقی تھے۔ آپ حضور مدار پاک کے صدق مقال و کمال حال پر آگاہ ہو کر حضور مدار پاک کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور مخلص و معتقد ہو گئے اور ان کے متبعین بھی حضور مدار پاک کے

ارادات مند ہو گئے۔

حضرت مدار پاک کا دوسرا سفر جونپور اور شاہ مینا پر عنایات

سلطان ابراہیم شرقی کو حضور مدار پاک سے بڑی عقیدت تھی۔ صاحب مرات مداری شیخ عبدالرحمٰن چشتی تحریر فرماتے ہیں کہ

سلطان ابراہیم شرقی مع امراء سلطنت و اکابرین شہر جونپور ہدایا و تحائف کے ساتھ شوق ملاقات سے معمور ہو کر خدمت میں پہونچے۔

چونکہ حضور مدار پاک نے سفر جونپور کا وعدہ فرمایا تھا۔ اس لئے اس جماعت کی درخواست کے مطابق اس طرف روانہ ہوئے۔ جب شہر لکھنؤ کے قریب پہونچے تو مخدوم شیخ محمد مینا قدس سرہ نے چند گروہ کے ساتھ استقبال کیا، اور بیحد خلوص کے ساتھ شہر میں لے گئے، اور اس طرح خدمت گزاری و نیاز مندی دکھائی کہ اس سے زیادہ کا تصور نہیں ہو سکتا۔ حضور مدار پاک نے بہت خوش ہو کر فرمایا کہ شیخ محمد مینا اس کے مستحق ہیں کہ انہیں یہاں کا صاحب ولایت کہا جائے۔ اسی دن سے مخدوم شاہ مینا کو صاحب ولایت کہتے ہیں۔۔

قاضی محمود کنتوری پر فیضان مداریہ

پس مخدوم شیخ محمد مینا کو اس عطائے خاص سے مشرف کرتے ہوئے حضرت قطب المدار قدس سرہ قاضی محمود کنتوری کی ہدایت کے لئے قصبہ کنتور (ضلع بارہ بنکی) کی طرف روانہ ہوئے۔

صاحب مرات مداری لکھتے ہیں کہ حضرت قاضی محمود کنتوری کے احوال جو کچھ نقل متواتر و معتبر سے تحقیق کے ساتھ ملے ہیں وہ یہ ہے کہ ان کے والد بزرگوار قصبہ کنتور کے بڑے بزرگوں میں سے تھے، جب علوم ظاہری کی تعلیم

سے فراغت پائی تو اس وقت ارادت و طریقت کے حصول کے لئے حضرت مخدوم شیخ ابوالفتح چشتی کی خدمت میں شہر جونپور گئے، اور ان کی ارادت کے شرف سے مشرف ہوئے۔

اس وقت قاضی محمود چودہ سال کی عمر میں والد گرامی کے ساتھ تھے۔ دوسرے دن ان کو مخدوم شیخ ابوالفتح قدس سرہ کی بارگاہ میں لے گئے اور عرض کی کہ بندہ بھی ارادت کا امیدوار ہے۔ مخدوم نے تھوڑی دیر خاموش رہ کر فرمایا کہ تمہارے اس لڑکے کا مرید ہونا دوسری جگہ مقرر ہو چکا ہے۔

کچھ دنوں کے بعد شیخ بدیع الدین مدار قدس سرہ کہ ایک عارف کامل ہیں داہنے جانب سے تشریف لائیں گے۔ تمہارا لڑکا ان بزرگ سے مرید ہو گا۔ اور مرتبۂ ارشاد پر فائز ہو گا۔ اس بچے کی قاعدے سے پرورش کرو اس لئے کہ تمہارا پورا خاندان اس بچے کے کمالات کے سبب روشن ہو گا۔ پس اسی دن سے ان کے والد ان کی تربیت میں مشغول ہو گئے، اور تھوڑی سی مدت میں انہیں تمام علوم نقلیہ و عقلیہ کی تعلیم دے دی۔

تھوڑے دنوں کے بعد ان کے والد باوقار رحلت فرماگئے۔ قاضی محمود والد کے مسند پر بیٹھ کر تدریس علوم میں مشغول ہوگئے۔ ایک ایک وقت میں تقریباً دو سو طالب علم مجلس درس میں استفادہ کرتے تھے۔ اسی درمیان حضرت مدار پاک قدس سرہ قصبہ کنتور میں رونق افروز ہوئے۔ اور اس جامع مسجد میں جو قاضی محمود کے دروازے پر تھی نزول فرمایا۔ اور حضور کا معمول تھا کہ جب امام کوئی متقی و صاحب دل نہ ہوتا تو غایت احتیاط کی وجہ سے فرض نماز تنہا ادا فرماتے۔ حضرت نماز عصر ادا کر رہے تھے کہ قاضی محمود شاگردوں کی جماعت کے ساتھ

مسجد میں پہونچے۔ بہت غصہ ہوئے، اور کسی طرح نماز عصر شاگردوں کے ساتھ ادا کی، اور حضرت قطب المدار کے پاس آکر علمی مباحثہ نماز باجماعت کے بارے میں شروع کیا۔ مدار پاک بھی مسکراتے ہوئے علمی جواب دے دیتے۔ دھیرے دھیرے آواز بلند ہو گئی۔ حضور مدار پاک نے روئے مقدس سے نقاب الٹ کر زبان وحدت بیان سے ارشاد فرمایا کہ قاضی! شاید تم نے قرآن مجید نہیں پڑھا ہے، جو اس بارے میں اتنا شور مچاتے ہو۔

حروف قران کا محو ہو جانا

قاضی محمود نے کہا کہ میں قرآن سے ہی بولتا ہوں۔ آپ نے فرمایا قرآن شریف لاؤ۔ جب قرآن شریف کھولا تو قران مجید کے سارے اوراق سادہ نکلے۔ قاضی محمود کو ایک حرف بھی لکھا ہوا دکھائی نہیں پڑا، تمام اوراق ان کی نظر میں سفید دکھائی دینے لگے۔ قاضی محمود بہت بیقرار ہو کر بے دست وپا ہو گئے۔ اور سوال کیا کہ آپ کا اسم شریف کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ لوگ بدیع الدین کہتے ہیں۔ فوراً قاضی محمود کو مخدوم شیخ ابوالفتح جونپوری کی وصیت یاد آئی۔ اور خواب غفلت سے بیدار ہو کر بے اختیار مدار پاک کے قدموں میں سر رکھ دیا، اور مرید ہونے کی گزارش کی۔ آحضرت نے فرمایا کہ جب تک اس علم کو فراموش نہیں کروگے جو اس وقت تیرے سینے میں ہے۔ تمہیں مرید نہیں کروں گا کیونکہ علم سب سے بڑا حجاب ہے۔

العلم حجاب اکبر

یعنی علم سب سے بڑا حجاب واقع ہوا ہے۔

علم ظاہر کا سینے سے محو ہونا

قاضی صاحب حیران و ششدر ہوئے کہ علم کو سینے سے کیسے محو کیا جا سکتا ہے۔ پھر کافی عاجزی و نیاز مندی کے بعد حضرت مدار پاک نے مہربانی فرماتے ہوئے اپنا لعاب دہن جو اکسیر اعظم کا درجہ رکھتا ہے انگشت شہادت سے قاضی محمود کی زبان پر لگا دیا۔ وہ تمام علوم جو ان کے راستے کے لئے حجاب بنے ہوئے تھے تھوڑی دیر میں وہ سب ان کے سینہ سے محو ہو گئے اور آپ علوم ظاہر سے بالکل خالی ہو گئے۔ تین دن کے بعد مدار پاک نے قاضی محمود کو اپنے دامن بیعت میں لے کر مرید کر لیا۔ اور شغل باطن کی سعادت میں مشغول فرما دیا۔ اللہ تعالی نے اس علم کی جگہ پر جو حجاب بنا ہوا تھا انہیں خاص علم لدنی عطا فرما دیا۔

حضرت قطب المدار قدس سرہ کی اس توجہ خاص کی وجہ سے قاضی موصوف ارباب طریقت و حقیقت کے کاملوں سے آگے بڑھے ہوئے تھے۔ اور جب حضرت زندہ مدار قدس سرہ جونپور کی طرف جانے لگے تو قاضی محمود اپنا سب کچھ چھوڑ کر اس سفر میں آپ کے ہمراہ ہو گئے۔ اور مدار پاک کی توجہ سے آپ بہت قوی الحال ہو گئے۔ سرمستی اور بے خودی بڑھ گئی ان کے سینۂ بے کینہ میں عشق و محبت کی حرارت اس طور سے ظاہر ہوتی کہ قریب جلنے کے پہونچ جاتے، پھر کئی مشک پانی ان کے چہرے پر ڈالا جاتا مگر سوزش محبت ختم نہیں ہوتی۔ آخر بہت ریاضت و مجاہدے کے بعد تسکین حاصل ہوتی۔ لیکن مستی و بیباکی سے خالی نہیں ہوتے۔ حضور مدار پاک ان کی بہت ناز اٹھاتے تھے۔ اور کبھی یہاں تک فرماتے کہ ہندستان میں میری آمد خاص اس مرد عالی قدر کی ہدایت و ارشاد کے لئے ہوئی ہے۔

بہر حال حضرت مدار پاک قدس سرہ جونپور کے قریب پہونچے تو سلطان ابراہیم شرقی و میر صدر جہاں و قاضی شہاب الدین پرکالۂ آتش اکابر اہل شہر کے ساتھ استقبال کے لئے آئے۔ اور کما حقہ آداب خدمت بجالائے اور مکمل اعزاز و احترام کے ساتھ حضور مدار پاک کو شہر میں لے گئے۔ اور دارین کی سعادت مندی حاصل کی۔ چند سال حضرت اس جماعت مذکور کے اعتقاد و اخلاص کو پختہ کرنے اور بعض مریدوں کو پایۂ تکمیل تک پہونچانے کے لئے جونپور میں اقامت پذیر رہے۔ اور ایک جہان اس یگانۂ آفاق کے فیضان سے مستفیض ہوا۔

اس مرتبہ جونپور میں تشریف لانے پر مخلوق کا اژدہام اور مریدوں کا ہجوم اس کثرت سے ہوا کہ شمار نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ہزاروں لوگ حضرت کے حجرۂ متبرکہ کے ارد گرد رات و دن پروانوں کی طرح نثار محبت ہوتے رہے۔

مکن پور شریف کی واپسی

حضور زندہ شاہ مدار قدس سرہ عموماً مخلوق کے ہجوم سے کنارہ کش رہتے تھے۔ اور اکثر اوقات گوشۂ تنہائی میں گزارتے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حکم کی تعمیل و تکمیل کیلئے جونپور سے نکل کر مقام متبرک مکن پور شریف کو واپسی کا ارادہ فرمایا سلطان ابراہیم شرقی اور میر مفتی سید صدر جہاں و ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی اور تمامی شہر والے کمال عقیدت کے ساتھ حضور مدار پاک کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہیں رکنے کی درخواست پیش کی۔ حضرت مدار پاک قدس سرہ نے فرمایا کہ آپ سب عزیزوں کی محبت سے امید ہے کہ آپ سب مستحق اجر ہوں گے۔ لیکن فی الحال ہم کو معذور سمجھیں ہمارا ہر کام مامور من اللہ ہے۔ ان شاء اللہ خیال خاطر احباب کے

لئے ایک سفر ضرور ہو گا۔ پس بے بس ہو کر تمام اہمنشین مایوس ہوئے۔ سلطان ابراہیم شرقی بھے رخصت ہوئے اور حضور مکن پور شریف کے لئے روانہ ہو گئے۔

حضرت شاہ مینا کو قطب بنایا

جب شہر لکھنؤ کے قریب پہونچے شہر کے اندر داخل نہیں ہوئے۔ دریائے گومتی کے کنارے ایک بلند مقام پر رخت اقامت ڈالا۔ اہل شہر نے بار گاہ میں پہونچ کر شرف ملازمت حاصل کیا۔ اس کے بعد ایک بوڑھی عورت اپنے بیمار لڑکے کو حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہ کی خدمت میں لائی۔ اور عجز وانکساری کے ساتھ دعا کی درخواست کی۔ حضور مدار پاک نے کرم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ شہر شیخ محمد مینا قدس سرہ کی ولایت کی تحویل میں دے دیا ہے۔ اپنے لڑکے کو انہیں کی خدمت میں لے کر جاؤ۔ کہ اس بچے کی صحت انہیں کی دعا پر موقوف کر دی گئی ہے۔ اس بوڑھی عورت کو نہیں معلوم تھا کہ شیخ محمد مینا کون صاحب ہیں؟ اور کہاں رہتے ہیں؟

ان دنوں حضرت شیخ مینا قدس سرہ کمسن تھے اور اپنے باپ کی نیابت میں مخدوم شیخ قیام الدین کی بار گاہ میں جاروب کشی کرتے تھے۔ کوئی شخص ان کے فضل کمال سے واقف نہیں تھا۔ بہر حال سفر جونپور کے دوران حضرت مدار پاک قدس سرہ اور شیخ قیام الدین کے درمیان جو معاملہ حضرت قاضی شہاب الدین قدوائی کے سبب سے ہو چکا تھا جیسا کہ گزشتہ اوراق میں بیان ہو چکا ہے. حضرت مدار پاک نے کمال کرم بخشی سے اس کی تلافی بھی قاضی شہاب الدین کے ذریعے فرمادی۔ اور شیخ مخدوم محمد مینا کے بارے میں نوازش فرمائی۔ اور ان کو ظاہری و باطنی سعادت بخشی۔ اور شیخ مخدوم قیام الدین کی جگہ پر آپ کو مقرر

فرمایا۔ پس قاضی شہاب کو اپنے پاس بلا کر اپنی خاص جائے نماز (مصلّٰی) دے کر فرمایا کہ اسے لے کر فلاں محلے میں جاؤ، اس لئے کہ محمد مینا کو ابھی خود اپنی ولایت کی معرفت نہیں ہے۔ بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں، ان کو میری دعا کہو اور یہ جائے نماز دے کر ان سے کہو کہ اللہ تعالی نے شہر لکھنؤ کی خدمت اور ولایت تمارے حوالے کی ہے۔ اس بوڑھی عورت کے لڑکے لئے دعا کرو. اس لئے کہ اس کی شفا تمہاری دعا کے اوپر موقوف ہے۔ قاضی شہاب الدین نے بہت خلوص و توجہ سے حضور کا پیغام متبرک مُصَلّٰی کے ساتھ شیخ مینا کو پہونچایا، شیخ محمد مینا قدس سرہ نے بہت عقیدت کے ساتھ بے پناہ انکساری کا اظہار قاضی شہاب الدین سے کیا۔ اور سجدۂ شکر ادا کیا۔ اور اس مصلّٰی کو اپنے سر پر رکھ کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا۔ اور عرض کی کہ اے پروردگار حضرت زندہ شاہ مدار کے اس مصلّٰی کی برکت سے اس بوڑھی عورت کے لڑکے کو شفا عطا فرما۔ اسی وقت بچہ صحت یاب ہو گیا۔ اور شفا حاصل ہو گئی۔ اسی دن سے حضرت شیخ محمد مینا کے کمالات کی شہرت حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہ کی توجہ سے پورے شہر میں پھیل گئی۔ اور ایک عالَم نے آپ سے ہدایت پائی۔ چنانچہ آج تک حضرت شیخ محمد مینا کے کمالات و بزرگی ساری خلقت پر ظاہر ہیں۔ پس چند دنوں کے بعد دعوت و تبلیغ فرماتے ہوئے حضرت مدار پاک قدس سرہ مقام متبرک مکن پور میں جلوہ بار ہو کر طالبان صادق الاعتقاد کے ساتھ رشد و ہدایت میں مشغول ہو گئے۔ اور صحرائے ضلالت میں بھٹکے ہوؤں کو راہ حق دیکھائی۔ آپ کے فضل و کمال کی شہرت شرق و غرب تک پھیل گئی۔ اور ہر طرف سے لوگ عقیدت و محبت کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ مکن پور نیاز مندانِ حق پرست کا قبلۂ حاجات بن گیا۔

قاضی مطہر قلہ شیر بارگاہ زندہ شاہ مدار میں

حضرت قاضی مطہر قلہ شیر حضور مدار اعظم سید بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ کے اجل خلیفہ تھے۔ بہت بڑے عالم و فاضل اور علوم عقلیہ و نقلیہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے، گروہ اولیاء میں بڑے منصب پر فائز تھے۔ آپ کے علم و فضل کا دور دور تک شہرہ تھا۔

مرات مداری و تحفۃ الابرار و بحر زخار میں حضرت قاضی مطہر قلہ شیر کے بارے میں مرقوم ہے کہ آپ اس وقت جامع علوم و فنون، کامل زمانہ و عارف یگانہ تھے۔ جب مدار پاک جون پور سے مکن پور شریف واپس تشریف لائے تو قاضی مطہر قلہ شیر زوردار بحث کرنے والے سو شاگردوں کے ساتھ بطور امتحان و مباحثہ حضور مدار اعظم کی خدمت میں پہونچے۔ حضرت مدار پاک قدس سرہ نے ان کے آنے سے پہلے اپنے صاحب کمال مریدین مثل شاہ اَلّا عرف شاہ اعلیٰ، سید جمال الدین المشہور بہ سید جمن جتی، سید احمد بادپا اور قاضی شہاب الدین قدوائی وغیرھم جو فنائے توحید میں ڈوبے ہوئے تھے اور بہت ہی قوی الحال بزرگ تھے، ان سب کو بتاکید منع فرمادِیا کہ قاضی مطہر امتحان و مباحثہ کے لئے آرہے ہیں، تم میں سے کوئی ایک بھی ان کی گفتگو کا جواب نہ دے گا۔ میں ان سے اپنے طور پر گفتگو کروں گا۔

بہر حال قاضی مطہر نے اپنے شاگردوں کے ساتھ آکر ملاقات کی، اور بیحد غرور علم سے فوراً وحدۃ الوجود کی بحث چھیڑ دی، اور اس مسئلہ میں ارباب تصوف کے اعتماد کا جو طور طریقہ ثابت ہے اس کے خلاف دلائل دینے لگے، حضرت مدار قدس سرہ کمال بردباری سے ان کے لئے میدان کشادہ چھوڑے ہوئے تھے،

اور خود بھی دلائل علمی پیش فرمارہے تھے۔ یہاں تک کہ سات دن اسی قسم کی بحث ان کے درمیان جاری رہی، جب گفتگو مرتبۂ توحید کی انتہا پر پہنچی، تو حضرت مدار پاک قدس سرہ غیرت علم احدیت سے سرشار ہو گئے۔ اور حال پر جلال غالب ہو گیا۔ پس آپ نے اپنے روئے مبارک سے نقاب الٹ دیا، اور زبان وحدت بیان سے فرمایا، کہ اے طفل مکتب! غور سے دیکھ کہ ہمارا پروردگار ایک ہے اور وہ تمام اشیاء کو محیط ہے۔ اس جامع اور قاطع اضافت کلمہ کے فقط ارشاد فرمانے سے قاضی مطہر مغلوب ہو گئے، ان کا بدن کانپنے لگا اور بے اختیار سر سجدے میں رکھ دیا، دریائے توحید میں اس طرح ڈبکی لگائی کہ تین شبانہ روز تک بیہوش رہے۔ ان کے شاگرد الگ بے ہوش پڑے رہے۔ تین دن کے بعد شاہ اَلاً کو حکم ہوا کہ ہمارے وضو کا بچا ہوا پانی اٹھاؤ اور قاضی مطہر اور ان کے شاگردوں کے چہروں پر چھڑکو۔ جب وہ لوگ ہوش میں آئیں تو انہیں ہمارے پاس لاؤ۔ شاہ اَلاً نے قدمبوسی کرتے ہوئے پانی اٹھایا، اور ان لوگوں کے چہرے پر چھڑک دیا۔ اور ان لوگوں کو ہوش میں لاکر حضرت مدار پاک قدس سرہ کی خدمت میں حاضر کیا۔ حضرت مدار پاک نے پھر نقاب اٹھا دیا۔ قاضی مطہر نے مع اپنے شاگردوں کے سر نیاز زمین پر رکھ کر توبہ کی۔ اور مرید ہونے کا شرف حاصل کیا۔ پھر سید جمال الدین اور سید احمد بادپا کو حکم ہوا کہ قاضی موصوف کو شاگردوں کے ساتھ کچھ دنوں تک صحبت میں تربیت دو تاکہ اس جماعت کی اصطلاح کو سمجھ سکیں۔ اس کے بعد میں انہیں شغل باطن میں مشغول کروں گا۔ الغرض چندروز کے بعد قاضی مطہر کو صوفیان اہل صفا کے مشرب پر مشغول کر کے بلندی و تکمیل کے درجہ پر پہونچا دیا۔ کہ وہ خود صاحب ارشاد ہو گئے۔ اور ایک عالم کو دولت سے

مالامال کیا۔ قاضی مطہر کے مرید ہونے کے بعد اکابر علماء و دیگر بے شمار لوگ حضرت مدار پاک کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو کر فیض یاب ہوئے۔

قاضی شہاب الدین پر کالہ آتش کی شان و کرامت

حضور مدار پاک کے خلفائے با وقار میں حضرت قاضی شہاب الدین پر کالۂ آتش قدس سرہ بہت وجیہو شکیل، بارعب و پر شکوہ بلند ھمت اور باتصرف مرید و خلیفہ تھے۔ صاحب مرات مداری لکھتے ہیں کہ

ایک دن حضور مدار پاک مسند ارشاد پر جلوہ گر تھے اور مریدان صاحبان کمال آپ کی خدمت میں تھے، کہ کئی ہزار لوگ مکن پور و قنوج کے اطراف کے دیہاتوں سے آئے، اور بہت عاجزانہ درخواست پیش کی کہ ہمارے سروں پر ایک بلا اور آفت نازل ہو گئی ہے۔ اب تک بہت سارے لوگ مر چکے ہیں، اور روز مر رہے ہیں، حضور آپ اس دیار میں صاحب ولایت ہیں، اس وقت ہماری پریشان حالی پر رحم فرمائیں، تاکہ ہم سب اس بلائے ناگہانی سے نجات پا جائیں، حضرت مدار پاک قدس سرہ تھوڑی دیر خاموش رہے، پھر چہرۂ مقدس قاضی شہاب الدین قدوائی کی طرف کیا اور ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ بہت پریشان ہیں۔ فلاں ٹلیہ پر جاکر مشغول دعا ہو جاؤ، اور جو بلا ان پر مسلط ہے اسے اپنے قابو میں کر لو، قاضی شہاب الدین جو حضور قطب مدار کے محبوب ترین مرید و خلیفہ تھے، ادب و احترام کے ساتھ کھڑے ہوئے، سب حیران ہوئے کہ یہ آدمی کیا کر پائے گا، آپ نشان دہی کے مطابق اس بلند ٹیلہ پر جاکر تین شبانہ روز مشغول دعا و عبادت رہے، تین دن کے بعد ایسا گرد و غبار کا طوفان آیا کہ پورا علاقہ تاریک ہو گیا۔ اس گرد و غبار کے درمیان ایک شعلہ ظاہر ہوا اور کوندتی ہوئی بجلی کی طرح قاضی

شہاب کے سامنے پہونچا۔ قاضی شہاب نے جو عین شہاب تھے غلبہ حال کے باعث منہ کھول دیا اور اس شعلۂ آتش کو نگل گئے، اور وہ گرد وغبار مٹ گیا۔ قاضی شہاب وہاں سے اٹھ کر اپنی قیام گاہ پہونچے، لیکن ان کے پیٹ میں عارضہ لاحق ہو گیا۔ خدام نے اس مسئلے کو حضرت مدار پاک قدس سرہ کی خدمت میں پہونچایا۔ آپ بنفس نفیس تشریف لائے، اور اپنا ہاتھ قاضی شہاب کے پیٹ پر رکھ کر دعا فرمائی، عارضہ دفع ہو گیا۔ آپ نے جو آگ کا شعلہ کھایا تھا در حقیقت وہ وبا تھی، اور مخلوق خدا کو اس وبا سے نجات مل گئی۔ اسی دن سے قاضی شہاب کا وبا خوار (وبادور کرنے والا) لقب ہو گیا اور ان کے کمالات کی شہرت پورے ہندوستان میں پھیل گئی۔ ایک دن حضرت مدار پاک قدس سرہ کے تمامی کامل مریدین خدمت میں حاضر تھے، انکے درمیان یہ طے کیا کہ جو شخص حضور کے خاص حجرے کی طرف پاؤں پھیلائے گا وہ ایک اشرفی جرمانہ دے گا۔ ایک مرتبہ قاضی شہاب نے اپنی حالت بیخودی و بے باکی کی وجہ سے اپنا پاوں حضرت مدار پاک کے حجرے کی طرف پھیلا دیا۔ تمام مریدین نے انہیں پکڑ لیا اور کہا کہ ایک اشرفی بطور جرمانہ دیجئے۔ لوگ محو گفتگو ہی تھے کہ حضور مدار پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجرۂ پاک سے باہر تشریف لائے اور فرمایا! کہ آپ لوگوں کے بیچ کون سی گفتگو جاری ہے۔ مریدین نے حقیقت حال بیان کیا۔ حضور مدار پاک نے کمال مہربانی وجوہر شناسی سے فرمایا کہ انہیں معاف کیجئے اس معاملے میں قاضی شہاب کا سر اور پیر برابر ہے یعنی یہ دریائے توحید میں ڈوبے ہوئے ہیں سر و پیر میں فرق نہیں کر سکتے ہیں۔ کسی بزرگ نے اس بارے میں بہت ہی خوب کہا ہے۔

ما مست الستیم قضا را نشنا سیم | از غایت مستی سر و پا را نشنا سیم

یعنی ہم شراب الست سے مست ہیں قضا کو نہیں پہچانتے ہیں۔ وفور کیف و مستی میں سر و پا میں امتیاز نہیں رکھتے۔ حضرت مدار پاک قدس سرہ کے اکثر مریدین ایسے ہی قوی الحال ہوئے۔

وصال مبارک

حضور سیدنا سید بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ کا وصال ۱۷ر جمادی الاولیٰ کو صبح صادق کے وقت ۸۳۸ ہجری میں مکن پور شریف میں ہوا نماز جنازہ حضرت قاضی حسام الدین سلامتی نے پڑھائی جو سرکار مدار پاک کے مرید و خلیفہ اور رازدار تھے۔ مرقد مبارک پر گنبد اور حرم اقدس کی چہار دیواری کی تعمیر بادشاہ ابراہیم شرقی جونپوری نے کرائی اور گنبد ابیض کا سنہرا کلس خالص سونے سے آپ کے خلیفہ حضرت مکن سرباز قدس سرہ نے پیش کیا اور درگاہ معلّیٰ میں چاروں مرمریں جالیاں بعد میں شہنشاہ عالمگیر کے حکم سے پیش ہوئیں اور عالمگیری مسجد اور تینوں بلند دروازے بھی شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر کی عقیدت کی نشانیاں ہیں۔

مرقد منور مرجع خلائق ہے۔ ۱۵ر۱۶ر۱۷ر جمادی الاولیٰ یعنی مدار کے چاند میں مذکورہ تاریخوں میں عرس شریف کی خاص تقریبات ہوتی ہیں۔

عرس مقدس کی آخری تاریخ کو سترہویں شریف کہتے ہیں جو خاص وصال کی تاریخ بھی ہے۔ شہنشاہ عالمگیر اورنگزیب کی ایک رباعی درگاہ شریف کے مین دروازے پر منقوش ہے۔

بیا کہ اوجِ کمالات را ظہور ایں جا است
بیا کہ مرجع ہر قیصر و قصور ایں جا است

جناب اقدس شاہنشہِ مدار جہاں
بپائے دیدہ بیا و ببیں کہ نور ایں جا است

یعنی

ہر اوج ہر کمال کا مظہر ہے اس جگہ
امید گاہِ شاہ و تونگر ہے اس جگہ
آنکھوں کے بل جو ار مدار جہاں میں آؤ
دیکھو کہ نور خالق اکبر ہے اس جگہ

اولیائے کرام کی تعداد

سوال:

- روئے زمین میں بیک وقت اولیاء اللہ کی تعداد کتنی ہوتی ہے؟
- ان اولیائے کرام کو کن کن ناموں سے جانا جاتا ہے؟
- ان میں سب سے بڑا ولی یا اولیاء کا سردار کون ہوتا ہے؟ کیا یہ سچ ہے کہ قطب مدار کے فوت ہونے پر قیامت قائم ہو جائے گی؟
- کیا غوث اور قطب ایک ہی ہوتے ہیں یا ان میں کچھ فرق ہوتا ہے؟
- حضور سیدنا بدیع الدین احمد قطب المدار الحلبی ثم مکنپوری قدس سرہ القوی ولایت کے کس درجہ پر فائز تھے؟

سائل: محمد نستعین خاں مداری ساکن نستولی
امام مدینہ مسجد شاہ مدار پنکی کٹرہ کانپور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلجواب اَللّٰھُمَّ ھدایۃَ الحقِّ وَالصَّوَابِ

روئے زمین میں اولیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اللہ تعالیٰ کے امور واحکام سرانجام دینے کیلئے اللہ تعالی کی طرف سے منتخب کئے جاتے ہیں۔ ان اولیاء اللہ کے مختلف نام ہوتے ہیں اور انکے مناصب و مراتب بھی جداگانہ ہوتے

ہیں۔ ان میں سے بعض کو بعض پر فوقیت ہوتی ہے۔ حسب منصب ان اولیاء اللہ کے ذمے کام ہوتے ہیں۔ تفسیر روح البیان کے اردو ترجمہ کے حاشیہ پر زیر آیت "وَ الْجِبَالَ اَوْتَادًا" مترجم فیض احمد اویسی نے تحریر کی ہے کہ رجال اللہ کو بارہ اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(۱)اقطاب

(۲)غوث

(۳)امامان

(۴)اوتاد

(۵)ابدال

(۶)اخیار

(۷)ابرار

(۸)نقباء

(۹)نجباء

(۱۰)عمد

(۱۱)مکتومان

(۱۲)مفردون

مفردون سے آگے محبوبیت کا مقام ہوتا ہے۔

حضرت امام محقق یوسف نبہانی علیہ الرحمہ نے جامع کرامات اولیاء میں ان کے علاوہ بھی بہت سارے مناصب و مقامات اور ان پر فائز اولیاء اللہ کی تعداد کی طرف اشارہ فرمایا ہے. اختصار کے ساتھ اسے رقم کرتے ہیں۔

وہ اولیاء اللہ جن کی تعداد مقرر ہے

وہ اولیاء اللہ جن کی تعداد مقرر ہے انہیں درجہ ذیل ناموں سے جانتے ہیں۔

(۱) اقطاب: یہ حضرات اِصالۃً یا نیابۃً سب احوال کے جامع ہوتے ہیں۔ جب یہ لفظ بغیر اضافت استعمال ہو تو ایسے عظیم انسان پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جو زمانہ بھر میں صرف ایک ہی ہوتا ہے۔

(۲) ائمہ یا امامان: یہ ہر دور میں صرف دو ہوتے ہیں تیسرا قطعاً نہیں ہوتا۔ ایک کا نام عبدُ الرَّب ہے اور دوسرے کا نام عبد الملک ہوتا ہے۔ ایک عالم ملکوت کے مشاہدہ میں محو رہتا ہے، دوسرا عالم مَلک میں۔ اس قطب کو عبد اللہ کہتے ہیں۔

لطائف اشرفی میں ہے:

> جو داہنے طرف غوث کے ہوتا ہے وہ ناظرِ عالمِ ملکوت ہوتا ہے اور جو بائیں جانب ہوتا ہے وہ ناظرِ عالمِ اجسام ہے۔ ناظر عالم جسمانی کا مرتبہ ناظر عالم ملکوتی سے بہتر ہے۔[۱]

(۳) اوتاد: یہ صرف چار حضرات ہیں۔ کسی دور میں ان میں کمی بیشی نہیں ہوتی ہے۔ ان چار میں سے ایک کے ذریعے اللہ کریم مشرق کی حفاظت فرماتا ہے۔ دوسرا مغرب کی، تیسرا جنوب اور چوتھا شمال میں ولایت کا مرکز ہوتا ہے۔

ان کے صفاتی نام:

۱. عبد الحی
۲. عبد العلیم
۳. عبد القادر

---

[۱] (لطائف اشرفی مترجم:۱۳۸)

اور عبد المرید ہیں۔

(۴) **ابدال:** یہ سات سے کم و بیش نہیں ہوتے۔ اللہ تعالی ان کے ذریعے اقالیم سبعہ کی حفاظت فرماتا ہے۔

(۵) **نقباء:** ہر دور میں صرف بارہ نقیب ہوتے ہیں۔ آسمان کے بارہ ہی برج ہیں۔ اور ہر نقیب ایک برج کی خاصیتوں کا عالم ہوتا ہے۔

(۶) **نجباء:** یہ ہر دور میں آٹھ سے کم و بیش نہیں ہوتے۔ ان حضرات کے احوال سے ہی قبولیت کی علامات ظاہر ہوتی ہیں۔

(۷) **حواری:** حواری ہر دور میں صرف ایک ہوتا ہے۔ جب وہ فوت ہوتا ہے تو دوسرا اس کا جانشین بنتا ہے۔

(۸) **رجبی:** رجبی حضرات ہر دور میں چالیس ہوتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن پر عظمتِ الٰہی کی عظمت کا حال طاری رہتا ہے۔ یہ افراد ہوتے ہیں۔ انہیں رجبی اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس مقام کا حال رجب کی پہلی تاریخ سے آخری تاریخ تک جاری رہتا ہے پھر یہ کیف و مستی ختم ہو جاتی ہے۔

(۹) **ختم:** یہ ہر دور میں ساری دنیا میں صرف ایک ہوتا ہے۔ ایسی ہستی پر اللہ تعالی ولایت محمدی کا خاتمہ فرماتا ہے۔ اولیائے محمدی میں ان سے بڑی ہستی کوئی نہیں ہوتی۔

(۱۰) **قلب آدم علیہ السلام کے مطابق دلوں والے:** یہ تین سو (۳۰۰) حضرات ہیں۔ یہ ہر زمانہ میں اسی مقدار میں ہوتے ہیں۔

(۱۱) **قلب نوح علیہ السلام کے مطابق ۴۰ر مردان حق:** حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ کی امت میں سدا چالیس آدمی

قلب نوح علیہ السلام کے مطابق ہوں گے۔ ان حضرات کا مقام غیرت دینیہ کا مقام ہے، یہ وہ مقام ہے جس کی چڑھائی بہت مشکل ہے۔ ان چالیس میں جو عادات متفرقہ ہیں ان کا مجموعہ سیدنا نوح علیہ السلام کی ذات ہے۔ اسی طرح اوپر والے ۳۰۰؍ حضرات کی عادات شریفہ کا مجموعہ ذات حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام ہے۔

(۱۲) ترجمان قلب ابراہیم علیہ السلام: یہ سات افراد ہیں۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے روایت کردہ حدیث شریف کے مطابق ان کی تعداد سات میں ہی منحصر رہتی ہے۔ ان کا مقام سب قسم کے شکوک و اوہام سے سلامتی وحفاظت کا مقام ہے۔ اس دنیا میں ہی ان کے سینوں سے اللہ تعالی بغض و کینہ کو نکال لیا ہوتا ہے۔ یہ علم صحیح اور یقین کامل کے نمائندے ہوتے ہیں۔

(۱۳) قلب جبرائیل علیہ السلام کے پانچ نمائندے: ان حضرات کی تعداد بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق کسی دور میں پانچ سے کم نہیں ہوتی۔ وہ اس طریق ولایت کے شاہ ہیں۔ ان کے علوم حضرت جبرائیل علیہ السلام کی قوتوں جتنے ہوتے ہیں۔ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کی قوتوں کو ان کے بازوؤں اور پروں سے تعبیر کیا جاتا ہے، جن کے ذریعے وہ آسمان پر چڑھتے اور اترتے ہیں۔ ان پانچوں حضرات کا علم حضرت جبرائیل علیہ السلام کے علم سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ وہی ان حضرات کے غیبی مددگار بنتے ہیں۔

(۱۴) قلب میکائیل علیہ السلام کے تین حضرات: یہ بھی ہر دور میں تین ہی ہوتے ہیں۔ یہ صرف خیر، نرمی، رحمت اور توجہ کے منبع ہوتے ہیں۔ ان تینوں

حضرات میں بسط و کشادگی، نرمی و شفقت انتہائی درجہ ہوتی ہے۔ وہ ایسی چیزوں کا ہی مشاہدہ کرتے ہیں جو باعث شفقت ہوں۔ ان حضرات کو میکائیل علیہ السلام کی قوتوں کے مطابق علوم عطا ہوتے ہیں۔

(۱۵) قلب اسرافیل علیہ السلام کا نمائندہ فرد واحد: ہر زمانہ میں یہ صرف ایک ہوتا ہے۔ امر اور اس کی نقیض پر انہیں تسلط ہے۔ یعنی وہ دونوں طرفوں امر و نہی کے جامع ہیں علم اسرافیل علیہ السلام کے جامع کے لئے حدیث میں یہی مروی ہے۔

حضرت ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسرافیل علیہ السلام کے قلب کے مطابق تھے۔

حضرت ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> بے شک مخلوق میں اللہ تعالی کے تین سو آدمی ایسے ہیں جن کے دل حضرت آدم علیہ السلام کے دل کے مانند ہیں، اور مخلوق میں اللہ تعالی کے چالیس بندے ایسے ہیں جن کے دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قلب پر ہیں، اور مخلوق میں سات ایسے بندے ہیں جن کے قلوب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب پر ہیں، اور مخلوق میں اللہ پاک کے پانچ ایسے بندے ہیں جن کے دل حضرت جبرائیل علیہ السلام کے قلب پر ہیں، اور مخلوق میں اللہ تعالی کے تین ایسے بندے ہیں جن کے قلوب حضرت میکائیل علیہ السلام کے قلب پر ہیں، اور

مخلوق میں اللہ تعالی کا ایک بندہ ایسا ہے جس کا قلب حضرت اسرافیل علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے، تو جب وہ فردِ واحد جو حضرت اسرافیل علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے فوت ہوتا ہے تو اس جگہ تین آدمیوں میں سے کسی کو اللہ پاک لے آتا ہے، اور جب تین میں سے کوئی وفات پاتا ہے تو پانچ میں سے کسی کو اس کی جگہ اللہ پاک لے آتا ہے، اور جب پانچ میں سے کسی کا وصال ہوتا ہے تو سات میں سے کسی کو ان کی جگہ کر دیتا ہے، اور ان سات میں سے کسی کا انتقال ہوتا ہے تو چالیس میں سے کسی کو اس کی جگہ مقرر کر دیتا ہے، اور جب ۴۰؍ میں سے کوئی پردہ کرتا ہے تو تین سو میں سے اللہ تعالی کسی کو لے لیتا ہے، اور جب ۳۰۰؍ میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو عامۃ المؤمنین میں سے کسی کو اس کی جگہ منتخب فرمالیتا ہے۔ پس اللہ تعالی انہیں کے ذریعہ سے کسی کو موت دیتا ہے اور کسی کو حیات عطا فرماتا ہے۔ انہیں کی وجہ سے زمین میں سبزہ اگاتا ہے اور اہل زمین سے بلائیں دور کرتا ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا گیا کہ کس طرح اللہ تعالی ان کے ذریعے موت دیتا ہے اور زندگی عطا فرماتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کیونکہ وہ اللہ تعالی سے امتوں کی کثرت کی دعا مانگتے ہیں تو وہ کثیر ہو جاتی ہے یہ ان کے ذریعے زندہ کرنا ہے۔ اور وہ ظالم و جابر لوگوں کے لئے بد دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالی کے اذن سے وہ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ یہ ان کے ذریعہ موت دینا ہے۔ وہ بارش کی دعا مانگتے ہیں تو لوگوں پر بارش برسائی جاتی ہے۔ وہ اللہ پاک سے دعا

کرتے ہیں تو زمین لوگوں کے لئے غلہ اگاتی ہے۔ اور وہ دعا کرتے ہیں تو ان کے صدقے لوگوں سے قسم قسم کی بلائیں ٹلتی ہیں۔

حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں:

عن عبد الله رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ان لله في الخلق ثلاث مائة قلوبهم على قلب آدم (عليه السلام)،ولله تعالى في الخلق اربعون قلوبهم على قلب موسى(عليه السلام)، ولله تعالى في الخلق سبعة قلوبهم على قلب ابراهيم (عليه السلام)، ولله تعالى في الخلق خمسة قلوبهم على قلب جبريل(عليه السلام)، ولله تعالى في الخلق ثلاثه قلوبهم على قلب ميكائيل (عليه السلام)، ولله تعالى في الخلق واحد قلبه على قلب اسرافيل(علىه السلام) فاذا مات الواحد ابدل الله تعالى مكانه من الثلاثة، واذا مات من الثلاثة ابدل الله تعالى مكانه من الخمسة، واذا مات من الخمسة ابدل الله مكانه من السبعة، واذا مات من السبعة ابدل الله تعالى مكانه من الاربعين، واذا مات من الاربعين ابدل الله تعالى مكانه من ثلاث مائة، واذا مات من الثلاث مائة، ابدل الله تعالى مكانه من العامة، فبهم يحيي ويميت ويمطر وينبت ويدفع البلاء- قيل لعبد الله ابن

مسعود کیف یحیي ویمیت قال لانہم یسالون اللہ اکثار الامم فیکثرون ویدعون علی الجبابرۃ فیقصمون ویستسقون فیسقون ویسالون فتنبت الارض ویدعون فیدفع بہم انواع البلاء۔[1]

(۱۶) مردان عالم الناس رضی اللہ تعالی عنہم: یہ قلب داؤد علیہ السلام کے مطابق ہوتے ہیں۔ یہ ہر دور میں ہوتے ہیں ان میں کمی بیشی نہیں ہوتی۔

(۱۷) رجال الغیب رضی اللہ تعالی عنہ: یہ دس حضرات ہوتے ہیں کم و بیش نہیں ہوتے ہمیشہ ان کے احوال پر انوار الٰہی کا نزول رہتا ہے۔

(۱۸) وہ اٹھارہ حضرات جو امر الٰہی کو امر الٰہی سے ظاہر کرتے ہیں: یہ اسی تعداد میں ہمیشہ پائے جاتے ہیں، یہ قائم باللہ ہوتے ہیں، حقوق اللہ کو قائم کرتے ہیں، اسباب کو ثابت فرماتے ہیں۔

(۱۹) قوت خداوندی کے مظہر رجال الحق: یہ آٹھ حضرات ہوتے ہیں انہیں رجال القہر بھی کہا جاتا ہے۔

(۲۰) انہیں آٹھ کے انداز کے پانچ اور حضرات ہوتے ہیں: یہ ہمیشہ پانچ ہی کی تعداد میں ہوتے ہیں قوت میں اوپر والے آٹھ حضرات کے مظہر ہوتے ہیں مگر ان میں تھوڑی نرمی ہوتی ہے۔

(۲۱) نوازشات خداوندی اور توجہات الٰہی کے پندرہ نمائندے: وہ اللہ کریم کے سب بندوں مومن و کافر کے لیے دنیا میں سراپا رحمت ہوتے ہیں، ان کی نگاہیں مخلوق خدا پر سخاوت وجود کی حیثیت سے پڑتی ہیں۔

---

[1] اخرجہ ابو نعیم فی حلیۃ الاولیاء ۱/۴، والدیلمی فی مسند الفردوس ۱/۱۸۷

(۲۲) ہر دور میں چار نفوس قدسیہ رضوان اللہ تعالی علیہم: یہ نمائندگان ہیبت و جلال ہوتے ہیں. یہ اوتاد کے مددگار ہوتے ہیں، ان کے احوال پر روحانیت طاری رہتی ہے، ان کے دل سماوی ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک عظیم المرتبت انسان قلب محمدی علیہ الصلوۃ والسلام کے انوار کا مظہر ہوتا ہے۔ دوسرا بزرگ قلب شعیب علیہ السلام کا پیرو اور تیسرا ولی جناب صالح علیہ السلام کا مقتدی اور چوتھا مرد راہ قلب ھود علیہ السلام کا عکاس ہوتا ہے۔ ایک کو عالم بالا سے جناب عزرائیل علیہ السلام تو دوسرے کو حضرت جبرائیل علیہ السلام اور تیسرے کو حضرت میکائیل علیہ السلام اور چوتھے کو حضرت اسرافیل علیہ السلام اپنی نگاہوں کا مرکز بنائے رہتے ہیں۔

(۲۳) چوبیس رجال فتح: یہ ہمیشہ اسی تعداد میں ہوتے ہیں انہیں کے ذریعہ اہل اللہ کے دلوں پر معارف واسرار کے غنچے وا ہوتے ہیں۔

(۲۴) ہر دور کے سات مردان حق: جنہیں رجال المدارج العلی کہتے ہیں۔ انہیں ہر نفس میں معراج حاصل ہے۔ عالم انفاس کا وہ مقام اعلی ہیں۔ یعنی اولیائے عالی مقام کا یہ مقام رفیع ہیں۔

(۲۵) تحت اسفل کے اکیس نمائندگان: وہ اس نفس کے اہل ہیں جو ذات خداوندی سے قبول کرتے ہیں۔ لیکن اپنے نکلنے والے نفس کی واقفیت تک نہیں رکھتے - یہ ہمیشہ اسی تعداد میں رہتے ہیں۔

(۲۶) امداد الہی و کونی کے تین نمائندہ حضرات: ان کی ہمیشہ یہی تعداد رہتی ہے اللہ کریم سے مدد طلب کرتے ہیں اور مخلوق خدا کو مدد دیتے ہیں۔

(۲۷) الٰہیون ورحمانیون: یہ تین حضرات ہوتے ہیں۔

(۲۸) ایک ہی فرد وحید: یہ کبھی عورت بھی ہوتی ہے اس کی علامت ھو القاہر فوق عبادہ ہے یعنی اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر۔ اسے ہر چیز پر قدرت کا غلبہ حاصل ہوتا ہے وہ جرات مند، بہادر، پیش رو اور حق کے متعلق تقریر الدعاوی ہوتا ہے، اس کی زبان سے حق ہی نکلتا ہے، اور عادلانہ فیصلے ہی اس سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

حضرت علامہ نبہانی فرماتے ہیں کہ ہمارے پیشوا حضرت عبد القادر جیلانی بغدادی اسی مقام پر فائز تھے۔ آپ کو بہت عظمت و شکوہ حاصل تھا، اور حق کی طرف سے مخلوق پر قدرت و غلبہ حاصل تھا۔ آپ بڑی شان والے تھے۔ آپ کے واقعات زبان زد خلق ہیں۔ (علامہ نبہانی فرماتے ہیں) میری حضور غوث پاک سے ملاقات نہ ہو سکی لیکن جو ہمارے زمانے میں اس مرتبے پر فائز ہیں میں ان سے ملا، لیکن ان صاحب سے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ اور بہت سے معاملات میں بہت ہی آگے تھے۔ اب یہ صاحب بھی عالم آخرت کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔ مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ ان کے بعد اس منصب جلیلہ پر کون فائز ہوا ہے۔

(۲۹) ہر زمانے کا مرکب و ممتزج فرد واحد رضی اللہ عنہ: اس کے مقام کا اس کے دور میں دوسرا نہیں ہوتا ہے۔ یہ عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہت رکھنے والا ہوتا ہے۔ روح و بشر کے امتزاج سے ولادت پاتا ہے۔ اس کا کوئی بشر باپ نہیں ہوتا، اس ظاہری دنیا میں اس کی مثال بلقیس تھی، جو جن و انس کا منتزج تھی۔ اس کی تخلیق بطور خارق عادت ہوتی ہے۔

(۳۰) ایک ہی مرد وحید: جس کے دقایق سب عالم میں پھیلے ہوئے ہوتے

ہیں۔ وہ غریب وانوکھے مقام والا ہوتا ہے۔ بعض اہل طریق پر معاملہ مشتبہ ہو جاتا ہے تو وہ اس مرد حق کو قطب سمجھنے لگتے ہیں۔ حالانکہ یہ قطب نہیں ہوتا۔ اس مقام پر عورت بھی فائز ہو سکتی ہے۔

(۳۱) وہ حضرات عالی مقام جنہیں سقیف الرفرف کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

(۳۲) دو مردان غنا بوجہ ذات خدا: یہ ہر دور میں عالم انفاس یعنی مراتب والے اولیاء سے ہوتے ہیں۔

(۳۳) وہ فرد وحید جو ہر جی میں اپنا دل بتکرار پہنچاتا ہے: اس سے زیادہ عجیب حال والا کوئی آدمی مردان خدا میں نہیں ہے، اور اس گوہر نایاب سے زیادہ کسی کو معرفت خداوندی عارفان خدا میں سے حاصل نہیں۔ وہ پیکر خشیت و تقویٰ ہوتا ہے۔ میں نے اس کی تلاش کی، پایا اور استفادہ کیا۔ کتاب اللہ میں اس گوہر مقصود کی علامت "كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَّ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ" کا مظہر ہے۔ غالبا ایسے ہی فرد وحید کے لئے مجدد الف ثانی نے مکتوبات میں فرمایا ہے وہ قطب الارشاد جو کمالات فردیہ کا بھی جامع ہو نہایت ہی عزیز الوجود ہوتا ہے اس قسم کا گوہر صدیوں اور قرنوں کے بعد ظہور پذیر ہوتا ہے۔

(۳۴) عین تحکیم وزوائد کے دس عظیم المرتبت مردان حق: یہ ہر دور میں اسی تعداد میں ہوتے ہیں۔ ان کا مقام دعاء میں خوشی کی زبان سے انتہائی خصوصیت کا اظہار ہے۔ غیب ان کے لئے شہادت ہوتا ہے۔ ان کا حال غیب پر ایمان کی زیادتی اور اس غیب کو حاصل کرنے کا یقین ہے۔ غیب ان کے لئے غائب نہیں بلکہ ہر غیب ان کے لئے عالم شہادت ہے، اور ہر حال ان کے لیے عبادت ہے۔

(۳۵) بارہ نفوس قدسیہ جو ابدال نہیں بلکہ بدلاء ہیں: یہ ہمیشہ بارہ ہی رہتے ہیں۔

(۳۶) پانچ مردان اشتیاق: یہ حضرات طریق خدا کے بادشاہ ہیں۔ وجود عالم کی حفاظت ان ہی کے باوجود وجودوں کی مرحون احسان ہے وہ رات دن ہمہ وقت عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔

(۳۷) ہر دور کے چھ نفوس قدسیہ: احمد سبتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی جماعت مقدسہ کے ایک فرد جلیل تھے۔

۷۷ر یہ تو ان اولیائے کرام کا ذکر ہوا جن کی تعداد مقرر ہے اور وہ اولیاء عظام جن کی تعداد متعین نہیں ہے بلکہ ہر دور میں ان میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے انہیں ذیل کے مختلف ناموں سے جانا جاتا ہے:

(۱) ملامتیہ

(۲) فقراء: مولیٰ کریم نے سب موجودات کے شرف اور اپنی ذات کے بطور شاہد کے ارشاد فرمایا "یَآاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰهِ" یعنی تم سب اللہ کے محتاج ہو حضرت بایزید بسطامی نے عرض کی میرے مولیٰ! میں تیرے تقرب کا کسے ذریعہ قرار دوں؟ جواب ملا! اس چیز کو ذریعہ بناؤ جو مجھ میں نہیں ہے یعنی عاجزی، فقر اور مسکنت کو۔

(۳) صوفیاء

(۴) عبّاد

(۵) معارف الٰہیہ

(۶) زہاد گرامی

(۷) حضرات رجال الماء

(۸) افراد

ان کی کوئی تعداد نہیں ہوتی زبان شرع میں یہ مقربین ہیں اس طبقہ کی ایک عظیم بزرگ حضور غوث اعظم بغدادی رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھی محمد اوانی المعروف بہ ابن القائد تھے جو بغداد کے علاقہ اوانہ کے رہنے والے تھے، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ انہیں معربد الحضرۃ (دربار کا تندخو) کے نام سے یاد فرماتے۔

حضور غوث جو مردان حق کے طریق کے حاکم ہیں فرماتے ہیں کہ ابن قائد رحمہ اللہ تعالی افراد میں شامل ہیں۔ یہ افراد حضرات قطب کے دائرہ سے باہر نکل جانے والے ہوتے ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام اسی طبقہ کے ایک فرد ہیں۔ فرشتوں میں ان کی مثال وہ عظیم المرتبت فرشتے ہیں جن کی روحیں جلال خداوندی میں حیران و سرگردان ہیں۔ انہیں "کَرُّوبی" کہا جاتا ہے۔ یہ دربار خداوندی میں سدا معتکف رہتے ہیں۔ اس کی ذات عالی کے بغیر کسی کو نہیں پہچانتے ہیں۔ جس کی معرفت رکھتے ہیں اس کے بغیر کسی اور کا مشاہدہ نہیں کرتے ہیں۔ وہ مشاہدۂ خداوندی میں محو رہتے ہیں، اور محویت کا یہ عالم ہوتا ہے کہ ان کی جانوں کو خود ان کی ذاتوں کا علم نہیں ہوتا ہے۔ صدیقیت اور نبوت شرعیہ کے درمیان ان کا مقام و درجہ ہوتا ہے۔ یہ ایک عظیم منصب ہے جسے اکثر اہل طریقت بھی نہیں جانتے۔[۱]

(۹) امناء رضی اللہ عنہم: حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ لِلّٰہِ اُمَنَاءَ اللہ کے کچھ امین بندے بھی ہیں۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح

[۱] جامع کرامات اولیاء ۲۵۹/۲۵۸

رضی اللہ تعالی عنہ کے متعلق فرمایا کہ وہ اس امت کے امین ہیں۔ جماعت امناء ہمیشہ اولیاء کے ملامتیہ گروہ سے منتخب کی جاتی ہے۔ یہ ملامتیہ کے اکابر اور خواص ہوتے ہیں۔ ان کے احوال اسلئے معلوم نہیں ہوسکتے کہ یہ مخلوق کے ساتھ معلوم اور اور عادتی احکام کے مطابق سلوک کرتے ہیں۔یہی احکام مطلوب ایمان ہیں۔

امام نبھانی فرماتے ہیں کہ وہ اولیائے طریقت اور آئمہ طُرُقِ خداوندی کے مولا و آقا ہوتے ہیں۔ زمانے کا سید عالم بھی اسی جماعت سے ہوتا ہے۔ یہ دراصل حکماء ہیں جو امور کو اپنے مقامات پر نہ صرف متعین فرماتے ہیں بلکہ انہیں پختگی بھی فرماتے ہیں۔ اسباب کو اپنے اماکن پر براجمان کرتے اور نامناسب محلات سے الگ کرتے ہیں۔

(۱۰) احباب رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین: چونکہ یہ محبان خدا ہیں اس لیے ان کی آزمائش ہوتی ہے، اور یہ محبوبان خدا بھی ہوتے ہیں، اس لیے ان کا انتخاب اور چناؤ بھی ہوتا ہے۔ اور اجتباء اور اصطفاء کے تاج بھی پہنائے جاتے ہیں۔

(۱۱) قُرّاء حضرات: نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اہل قرآن ہی خاصان خدا اور اہل اللہ ہیں۔

(۱۲) مُحَدَّثُون: مُحَدَّثُون حضرات، یہ دو قسم کے ہیں ایک گروہ وہ ہے جن کے ساتھ پردے کے پیچھے سے باتیں ہوتی ہیں۔ دوسرا گروہ وہ ہے جن کے دلوں میں اور کبھی ان کے کانوں میں ارواح ملکیہ باتیں ڈال دیتی ہیں۔ اور کبھی ان کے سامنے لکھ کر پیش کر دیتی ہیں۔ یہ سب مُحَدَّث ہیں۔ ان کے مقام تک پہنچنے کے لئے نفسی ریاضتیں اور بدنی مجاہدے بے پناہ ضروری ہیں۔ خواہ ان کا انداز کوئی بھی ہو۔ کیونکہ جانیں جب طبیعت کی کُدورت سے مُنَزَّہ ہو جاتی ہیں تو وہ اپنے لیے

مناسب دنیا سے مل جاتی ہیں، پھر انہیں بھی علوم اسرار ملکوت اسی طرح حاصل ہوتے ہیں جو فرشتوں کی ارواح عالیہ کو حاصل ہوتے ہیں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی جماعت قدسیہ کے فرد وحید اور پیشوا ہیں۔

(۱۳) اخلاء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

(۱۴) السمراء

(۱۵) ورثہ:

۱- اپنی جانوں پر زیادتیاں کرنے والے

۲- میانہ رو

۳- نیکیوں میں آگے بڑھنے والے۔

اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ج وَ مِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ج وَ مِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ

یعنی پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا اپنے چنے ہوئے بندوں کو تو ان میں کوئی اپنی جان پر زیادتی کرتا ہے، کوئی میانہ رو ہے، اور کوئی اللہ کے حکم سے بھلائیوں میں سبقت لے گیا۔ بس یہی بڑا فضل ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

العلماء ورثة الانبياء.

یعنی علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

ان اصحاب ولایت کے علاوہ بھی کچھ نفوس قدسیہ ہیں سابقہ معدود و غیر

معدود اقسام کی طرف مضاف ہونے والے اصحاب ولایت حضرات ہیں۔

(۱) انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام:

اللہ تعالی انہیں ولایت نبوت عطا فرماتا ہے یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالی نے اپنی ذات کے لئے بنایا ہوا ہے۔ اور اپنی خدمت کے لئے چنا ہوا ہے سب بندوں سے۔ انہیں اپنی سرکار کے لیے مختص کیا ہے۔ ان کی ذاتو کے لیے مخصوص عبادت مشروع فرمائی ہے۔ تو یہ نبوت کا مقام ولایت کا ایک خاص مقام ہوتا ہے۔ وہ اللہ کی طرف سے ایسی شریعت لے کر آتے ہیں جو ان کے لیے کچھ معاملات کو حلال اور کچھ کو حرام قرار دیتی ہے۔ اور یہ احکام ان ہی سے خاص ہوتے ہیں۔ کیونکہ کہ یہ دار دنیا جو موت و زندگی کا گھر ہے اس میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا

اللہ وہ ہے جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ کرے کہ کون زیادہ حسن عمل کرتا ہے۔

یہاں آیت میں "لِیَبْلُوَکُمْ" سے جو لفظ ابتلاء سے ماخوذ ہے اس سے مراد تکلیف شرعی ہے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ ولایت نبوت نبوت عامہ ہے اور تشریعی نبوت نبوت خاصہ ہے۔

(۲) رسل صلوات اللہ علیہم:

اللہ کریم انہیں ولایت رسالت عطا فرماتا ہے یہ ایسے مرسل نبی ہوتے ہیں جنہیں یا تو کچھ لوگوں کے لئے مبعوث کیا جاتا ہے یا اُن کی بعثت ساری دنیا کے لیے ہوتی ہے۔

دوسری قسم کی بعثت صرف نبی مکرم رؤف معظم خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حصہ بنی۔ اللہ کریم نے جس تبلیغ کا حکم سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس آیت میں فرمایا ہے:

یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ۔

اے حبیب رسول! جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل ہوا آپ اس کی تبلیغ فرمادو۔

اور دوسری آیت میں فرمایا:

مَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ۔

اور رسول پر تو پہنچانے کی ہی ذمہ داری ہے۔

مقام تبلیغ میں اللہ تعالی نے نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو مقام رسالت سے مخاطب کیا ہے اور اشارہ فرمایا ہے کہ اصل تبلیغ منصب رسالت کے ہی شایان شان ہے۔

(۳) صدیقین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین:

اللہ کریم نے انہیں ولایت صدیقیت عطا فرمار کھی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ۔

اور وہ جو اللہ اور اس کے تمام رسولوں پر ایمان لائیں وہی صدیقین ہیں۔

صدیق وہ ہوتا ہے جو صرف مخبر صادق علیہ السلام کی خبر پا کر اللہ کریم اور رسول رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آتا ہے اس کے پاس دلیل صرف نور ایمان کی ہوتی ہے۔ یہ دلیل اس کے دل کی گہرائیوں سے اٹھتی ہے اور ہر قسم کی شکوک وترددات کو جو قول رسول میں پیدا کیے جاسکتے ہیں کاٹ کر رکھ

دیتی ہے۔ یہ مقام اتنا بلند ہے کہ نبوت تشریعی اور صدیقیت میں کوئی اور مرتبہ حائل نہیں ہے۔ ادھر صدیق کے صدق کی بلندی و بالائی سے آدمی آگے بڑھا ادھر مقام نبوت کے قصر رفیع میں گو داخل ہو گیا۔ سید کل دانائے سبل علیہ الصلاۃ و السلام کے بعد نبوت تشریعی کا دعویٰ کرنے والا کافر ہے، وہ یہ دعوی کر کے صادق و مصدوق علیہ السلام کی تکذیب کا مرتکب ہو گیا ہے۔ ہاں یہ یاد رہے کہ مقام صدیقیت سے اوپر اور مقام نبوت تشریعی سے نیچے ایک مقام "قربت" کا ضرور ہے۔ حسب ارشاد شیخ اکبر "یہ مقام قربت کا مقام ہے جو افراد کو عطا ہوتا ہے"۔ یہ نبوّت تشریعی سے تو عند اللہ نیچے ہے لیکن مقام صدیقیت سے اوپر ہے۔ یہ وہ مقام ہے جسے لفظ سر سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ یہیں سے قلب صدیق اکبر میں جانشیں ہوا تو وہ سب صدیقوں سے افضل قرار پائے۔

(۴) شہداء رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین

(۵) صلحاء رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین

(۶) مسلمون و مسلمات:

اللہ تعالی نے ان حضرات کو ولایت اسلام سے مزین فرمایا ہے اسلام ہر مُنَزَل من اللہ چیز کی اطاعت و اتباع کا نام ہے۔

(۷) مومنوں و مومنات:

اللہ کریم انہیں ولایت ایمان سے نوازا ہوتا ہے۔ ایمان قول، عمل اور اعتقاد کا نام ہے۔ شرعا ولغۃ ایمان کی حقیقت اعتقاد ہی ہے، لیکن قول و عمل کی قید شرعاً ہے، لغۃً نہیں۔

(۸) قانتون و قانتات رضوان اللہ تعالی علیہم

(۹) صادقون وصادقات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

(۱۰) صابرون وصابرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

(۱۱) خاشعون وخاشعات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

(۱۲) مُتَصَدِّقُون ومتصدقات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

(۱۳) صائمون وصائمات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

(۱۴) حافظون وحافظات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

(۱۵) ذاکرون وذاکرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

(۱۶) تائبون وتائبات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

(۱۷) طاہرون وطاہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

(۱۸) حامدون وحامدات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

(۱۹) سائحون وسائحات یعنی راہ حق کے مجاہدون و مجاہدات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

(۲۰) راکعون وراکعات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

(۲۱) ساجدون وساجدات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

(۲۲) امر بالمعروف کرنے والے خواتین وحضرات

(۲۳) منکر سے روکنے والے خواتین وحضرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

(۲۴) صاحبان حلم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

(۲۵) اَوّاھُون رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

(۲۶) وہ ولایت مآب جو اللہ تعالیٰ کے غالب آنے والے لشکر ہیں

(۲۷) اخیار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

ارشاد ہے:

وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ۔

یعنی بے شک وہ ہمارے نزدیک چنے ہوئے پسندیدہ ہیں۔

(۲۸) اَوَّلُون رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین

(۲۹) مُطْمَئِنِّین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

(۳۰) مُخْبِتِین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین، ان کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ الَّذِينَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُم

یعنی اے حبیب! آپ خوشخبری سنا دو ان تواضع کرنے والوں کو کہ جب اللہ کا ذکر ہوتا ہے ان کے دل خوف الٰہی کے سبب پگھلنے اور نرم ہونے لگتے ہیں۔

(۳۱) مبصرون رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین۔ ان میں مرد و عورت دونوں شامل ہیں۔

(۳۲) منیبین و منیبات رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین

(۳۳) مہاجرون و مہاجرات رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین

(۳۴) مشفقون و مشفقات رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین:

یہ حضرات خوف خدا سے ولایت اشفاق کے منبع بن جاتے ہیں ان کے بارے میں ارشاد عالی ہے:

اَلَّذِينَ هُمْ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ

وہ جو اپنے رب کے ڈر سے سہمے ہوئے رہتے ہیں۔

(۳۵) عہد خداوندی کو پورا کرنے والے خواتین و حضرات رضوان اللہ

تعالی علیہم اجمعین اللہ تعالیٰ انہیں ایفائے عہد سے نوازتا ہے۔ ارشاد ہے:

وَالْمُوْفُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدُوا

اللہ کا عہد پورا کرنے والے جب وہ کسی سے عہد کریں۔

(۳۶) واصلون و واصلات رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین۔ یعنی صلہ رحمی کرنے والے خواتین وحضرات۔

(۳۷) خائفین و خائفات: اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے خوف کی ولایت سے نوازا ہے۔

(۳۸) کُرَمَاء: اللہ کریم نے انہیں کرمِ نفس کی ولایت سے سرفراز فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا

یعنی جو نگاہ رب العزت سے ساقط ہے یہ ان پر نگاہ غلط انداز بھی نہیں ڈالتے، اور اسے دیکھ کر اپنی نگاہوں کو گدلا کرنے سے احتراز کرتے ہیں۔ اور اپنی شان کریمی کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔[۱]

اولیاء اللہ تعالی کے انواع و اجناس کی تفصیلی بیان سے اس سوال کا بھرپور جواب حاصل ہو گیا کہ اولیاء اللہ کی تعداد روئے زمین میں کتنی ہوتی ہے؟ انہیں کن کن ناموں سے جانا جاتا ہے؟ ان میں سب سے بڑا ولی یا اولیاء کا سردار کون ہوتا ہے؟ کس مقام پر عورتیں بھی فائز ہو سکتی ہیں؟ اور کون سے مقامات صرف رجال اللہ کے لیے خاص ہیں؟

یہاں یہ ناچیز ابو الحماد حیدری المداری یہ مناسب سمجھ رہا ہے کہ کچھ خاص

---

[۱] ماخوذ از جامع کرامات اولیاء ص ۲۳۰ سے ۲۹۳، علامہ یوسف نبھانی

اولیاء اللہ کی وہ شان بھی اس جگہ رقم فرمادی جائے جن کی خاص شان و مکان پر انبیائے سابقین رشک فرمائیں گے اور اولیائے خیر الامت کے مقامات و مراتب پر نفوسِ قدسیہ غبطہ فرمائیں گے۔ چنانچہ حضرت معاذ بن جبل صحابی رسول صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ میرے عزت و جلال کے لیے آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے والے اولیاء کے لئے ایسے نور کے منبر ہوں گے کہ جن پر انبیاء و شہداء رشک کریں گے۔

چنانچہ ترمذی، احمد بن حنبل، ابو نعیم اور منذری نے روایت کی ہے، ترمذی کے الفاظ یہ ہیں:

عن معاذ بن جبل رضي الله تعالى عنه قال سمعتُ رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقولُ قال اللّٰهُ تعالى عز وجل اَلْمُتَحَابُّونَ فِي جَلَالِی لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُورٍ يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّونَ وَالشُّهَدَاءُ وفي الباب عن ابى الدرداء وابن مسعود وعبادة ابن الصامت وابي هريرة وابى مالك الاشعرى. قال ابو عيسى هذا حديث حسن صحيح.[1]

اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور

---

[1] سنن الترمذی، کتاب الزہد- مسند احمد بن حنبل، ۲۳۹/ ۵- حلیة الاولیاء ۱/۱۳۱ الترغیب والترهیب ۴/۱۱

اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالی کے کچھ برگزیدہ خاص بندے ایسے ہیں جو نہ انبیاء ہیں اور نہ شہداء ہیں، لیکن قیامت کے دن انبیاء کرام اور شہدائے عظام اللہ تعالی کی طرف سے عطا کردہ شان و مقام دیکھ کر ان پر رشک کریں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ ہمیں ان کے بارے میں بتائیں کہ وہ کون لوگ ہیں حضور نے ارشاد فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپس میں باہمی محبت صرف اللہ کی ذات کے لیے کی۔ ان کی محبت نہ کسی رشتے داری کی وجہ سے ہوئی اور نہ ہی آپس میں مالی لین دین کی وجہ سے۔ تو خدا کی قسم بلاشبہ ان کے چہرے نور سے بھرپور ہوں گے۔ وہ نور علی نور ہیں انہیں اس دن کوئی خوف نہیں ہو گا جو دوسرے لوگ خوف میں ہوں گے اور انہیں کوئی غم نہیں ہو گا جب دوسرے لوگ غم میں ہونگے اور سورہ یونس کی اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی:

اَلَآ اِنَّ اَولِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

خبر دار! بے شک اولیاء اللہ پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔

ابو داؤد نے متن حدیث اس طرح روایت کی ہے:

عن عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه قال قال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم اِنَّ من عبادِ اللهِ لَاُنَاسًا مَا هُم بِاَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَغْبطُهُمُ الاَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمَكَانِهِم مِنَ اللّٰهِ قَالُوا: يا رسولَ الله تُخْبِرُنَا مَنْ هُم؟ "قال هم قوم تحابوا بروح الله على غير ارحام

بینهم ولا اموال یتعاطونها، فواللہ ان وجوھهم لنور وانهم لعلی نور لا یخافون اذا خاف الناس ولا یحزنون اذا حزن الناس. وقرء ھذه الایة اَلَا ان اولیاء اللہ لا خوف علیهم ولا ھم یحزنون "[1]

مذکورہ دونوں حدیثوں حدیث قدسی و حدیث رسول علیہ السلام میں وضاحت ہے کہ کچھ اولیاء اللہ ایسے ہوں گے جن پر انبیاء و شہداء رشک فرمائیں گے اور یہ کہ وہ صرف اللہ کی ذات اور جلال سے محبت کرتے ہوں گے اور یہ کہ ان کے چہرے پر نور ہوں گے، اور وہ نور کے ممبروں پر چمکتے ہوں گے، انہیں کوئی خوف ہو گا اور نہ کوئی غم ہو گا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی ایک روایت ہے جسے امام احمد بن حنبل، ابو یعلیٰ اور حکیم ترمذی نے روایت کیا ہے کہ

وہ بغیر حساب و کتاب کے جنت میں جائیں گے "یدخلون الجنة بغیر حساب" اور ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے "وجوھهم کالقمر لیلة البدر" اور ان کے دل ایک مرد کے دل پر ہونگے "قلوبهم علی قلب رجل واحد" اور ان ہر ایک کے ساتھ ۷۰-۷۰ (ستر ستر) ہزار بلا حساب

---

[1] اخرجه ابو داود في السنن باب فی الرھن ۳/۲۸۸ حدیث نمبر ۳۵۲۷- والنسائی فی السنن الکبری سورۃ یونس ۶/۳۶۲- وابن حبان فی الصحیح ۲/۳۳۲- وابو یعلی فی المسند ۱۰/۴۹۰ و البیهقي فی شعب الایمان

وکتاب کے جنت میں جائیں گے۔"مع کل واحد سبعین الفا"۔[1]

حضرت محدث عبدالحق دہلوی فرماتے ہیں کہ:

"حضور سید بدیع الدین مدار رضی اللہ تعالی عنہ کا چہرہ اتنا روشن اور اتنا منور تھا کہ جو کوئی آپ کو دیکھتا جلووں کی تاب نہ لاکر خدا کو یاد کر کے سجدہ ریز ہو جاتا تھا۔ اکثر حالات میں چہرہ شریف پر نقاب ڈالے رہتے تھے۔ اصل عبارت یہ ہے "گویند ہر کرا بر جمال او نظر افتادے بے اختیار سجود کردے و اکثر احوال برقعہ بر رو کشیدہ بودے۔"[2]

مدار پاک کا چہرہ

حضور مدار پاک کا چہرہ چودھویں کی چاند کی طرح روشن تھا آپ کو دیکھ کر خدا یاد آجاتا تھا۔ حضرت شیخ محمد غوثی مندوی قدس سرہ القوی اپنی کتاب گلزار ابرار میں رقم کرتے ہیں کہ شیخ بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ کے جمال میں نور الٰہی کی چمک تھی، جس کی وجہ سے دیکھنے والا بے ارادہ سجدہ میں گر پڑتا تھا۔ اسی وجہ سے ہمیشہ چہرہ پر نقاب ڈالے رہتے تھے۔ اور مرآۃِ مداری مؤلفہ عبد الرحمٰن چشتی میں ہے:

"حضرت قادر مطلق شاہ مدار راجمال باکمال عطا فرمودہ بود، وجذبۂ حقیقی چناں بروئے مبارکش جلوہ گر گشتہ کہ ہیچ کس تاب ندیدن

---

[1] مسند احمد بن حنبل ۱/۶، رقم الحدیث ۲۲، مسند ابي یعلی ۱/۳۰۲، نوادر الاصول ۱/۳۰۲

[2] اخبار الاخیار ص:۳۲۸ مطبوعہ تہران

داشت۔"[1]

ترجمہ: حضرت قادر مطلق نے زندہ شاہ مدار قدس سرہ کو ایسا جمال باکمال عطا فرمایا تھا اور جذبۂ حقیقی ان کے روئے مبارک میں اس شان سے جلوہ گر فرمایا تھا کہ کوئی شخص آپ کو دیکھنے کی تاب نہیں رکھتا تھا۔

آپ ہی جیسے لوگوں کے لیے حدیث میں یہ بشارت ہے:

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا کہ کیا میں تمھیں تم میں سے سب سے بہترین لوگوں کے بارے میں خبر نہ دے دوں؟ صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ! کیوں نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے بہترین لوگ "خیار الناس" وہ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ یاد آجائے۔

چنانچہ ابن ماجہ، احمد بن حنبل اور امام بخاری نے حدیث نقل فرمائی ہے:

عن اسماء بنت يزيد رضي الله تعالى عنها قالت سمعت رسولَ اللهِ صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخِيَارِكُمْ؟ قالوا: يا رسولَ اللّٰهِ بَلَىٰ! قال: خِيَارِكُم اُلَّذِينَ اِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ.[2]

اسی طرح امام نسائی نے سنن کبریٰ میں سورہ یونس کی ضمن میں حضرت ابن

[1] مرأت مداری، مترجم ص ۱۳۳

[2] ابن ماجة كتاب الزهد، مسند احمد بن حنبل ٦/٤٥٩، الادب المفرد ١/١١٩

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اولیاء اللہ کی علامت اس شان کے ساتھ بیان فرمائی ہے کہ اولیاء اللہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وہ لوگ ہیں جنہیں دیکھنے پر اللہ یاد آجائے۔ الفاظ حدیث یہ ہیں:

عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: سئل رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم عن اولياء الله؟ فقال: اَلَّذِيْنَ اِذَا رُؤُوا ذُكِرَ اللهُ. [1]

وعن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيحُ لِذِكْرِ اللّٰهِ اِذَا رُؤُوا ذُكِرَ اللّٰهُ. [2]

اللہ تعالی کے دربار سے ان کے لئے خاص رحمت اور خاص عافیت نصیب ہے۔ یہ ہمیشہ رحمت کے سائے میں رہتے ہیں، اور عافیت میں زندگی گزارتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

قال: لِلّٰهِ ضَنَائِنُ مِنْ عِبَادِه يَغْذُوهُمْ فِي رَحْمَتِه وَيُحْيِيهِمْ فِي عَافِيَتِه وَاِذَا تَوَفَّاهُمْ تَوَفَّاهُمْ اِلٰى جَنَّتِه. (رواه ابن ابي الدنيا)

اُوْلٰئِكَ الَّذِيْنَ تَمُرُّ عَلَيْهِمِ الْفِتَنُ كَقَطْعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ

---

[1] سنن النسائی ٦/٣٦٢ رقم حدیث ١١٣٢٥

[2] رواه الطبراني في المعجم الكبير ١٠/٢٠٥ والبيهقى فى شعب الايمان ١/٤٠٠

وَهُوَ مِنْهَا فِي عَافِيَةٍ. (رواه ابن ابی الدنیا، وابو نعیم، والطبراني)

ترجمہ: اللہ تعالی کے کچھ خاص بندے ایسے ہیں جنہیں وہ اپنی خاص رحمت سے نوازتا ہے، اور انہیں اپنی عافیت میں زندہ رکھتا ہے۔ اور جب انہیں موت دیتا ہے تو انہیں جنت کی خاطر موت دیتا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر فتنے اس طرح گزرتے ہیں جیسے سخت تاریک رات۔ اور وہ ان فتنوں اور آزمائشوں سے بھی عافیت میں ہوں گے۔[1]

دیوبندی مسلک میں مراتب اولیاء کا تصور

دیوبندی مسلک کے بانیان میں سے ایک بہت بڑے عالم اور ان کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی ہیں۔ آپ کثیر التصانیف ہیں۔ دیوبندی جماعت کے مجدّدوں میں آپ کا بھی نام لیا جاتا ہے۔ طریقت و سلوک میں آپ کی ایک کتاب "شریعت وطریقت" کے نام سے بہت مشہور ہے۔ اس میں مولانا تھانوی نے اولیاءاللہ کے مدارج ومراتب پر قدرے تفصیلی گفتگو کی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے:

ابدال: یہ چالیس ہوتے ہیں بائیس یا بارہ شام میں، اور اٹھارہ یا اٹھائیس عراق میں رہتے ہیں۔"

تھانوی صاحب کی آگے کی گفتگو کو روک کر میں اس مقام پر ابدال کے بارے میں کچھ حدیثیں ذکر کر دینا مناسب سمجھتا ہوں تا کہ ابدال کا مفہوم حدیث شریف سے واضح ہو جائے۔

چنانچہ امام حاکم قدس سرہ کی ایک روایت عبداللہ ابن زریر غافقی رضی اللہ

---

[1] رواہ ابن ابی الدنیا فی الاولیاء ۱/۲۹، والحیثمی فی مجمع الزوائد ۱۰/۲٦۵

تعالیٰ عنہ سے ہے کہ انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم سے سنا: آپ فرماتے ہیں:

لا تَسُبُّوا اهل الشام وَسُبُّوا ظَلَمَتَهُم فَاِنَّ فِيهِمُ الاَبْدَالَ.[۱]

اسی طرح امام احمد بن حنبل نے مسند میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں ایک روایت نقل کی ہے کہ مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ سے سنا ہے:

سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه واله وسلم يقول الابدال يكونون بالشام وهم اربعون رجلا كلما مات رجل ابدل الله مكانه رجلا يسقىٰ بهم الغيث وينتصر بهم على الاعداء ويصرف عن اهل الشام بهم العذاب- وفي رواية قلوبهم على قلب ابراهيم، يدفع الله بهم عن اهل الارض يقال لهم الابدال.[۲]

ترجمہ: میں نے رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے ہیں ابدال شام میں ہونگے، اور وہ چالیس آدمی ہوں گے۔ جب ان میں سے کوئی وفات پا جائے گا تو اللہ تعالی اس کی جگہ دوسرے آدمی کو لے آئے گا، اور یہی وہ لوگ ہیں جن کے ذریعہ

---

[۱] رواه الحاكم في المستدرك ٤/٤٧٨، وابن ابي شيبة في المصنف٧/٤٦٠ وقال الحاكم هذا حديث صحيح الاسناد

[۲] مسند احمد بن حنبل، معجم الكبير للطبرانى، ٦٣ / ١٠

بادل برستے ہیں۔ اور جن کے وسیلہ سے دشمنوں پر فتح ونصرت طلب کی جاتی ہے، اور جن کے طفیل اہل شام سے عذاب ٹالا جاتا ہے۔

ایک روایت میں ہے ان کے قلوب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب پر ہوتے ہیں، ان کے تصدق اللہ تعالی اہل زمین سے عذاب ٹالتا ہے اور بلائیں دور فرماتا ہے۔ ان ہی کو ابدال کہا جاتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ یہ ابدالیت کا مرتبہ انہیں نماز روزہ اور صدقہ کی وجہ سے نہیں ملتا ہے بلکہ یہ مرتبہ سخاوت اور مسلمانوں کے لئے نصیحت کی بدولت اللہ پاک انہیں عطا فرماتا ہے۔

عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لا يزال اربعون رجلا من امتي قلوبهم على قلب ابراهيم، يدفع الله بهم عن اهل الارض ويقال بهم الابدال. قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم انهم لم يدركوها بصلاة ولا بصوم ولا بصدقة- قالوا يا رسول الله فبم ادركوها؟ قال بالسخاء والنصيحة للمسلمين.[۱]

یعنی میری امت میں ایسے چالیس لوگ ہمیشہ رہیں گے جن کے دل حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے قلب پر ہوں گے۔ ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ زمین والوں سے عذاب دفع کرتا ہے۔ انہیں

---

[۱] رواه الطبراني في المعظم الكبير وابو نعيم في الحلية الاولياء ٤/١٧٣

ابدال کہا جاتا ہے۔ ان کا یہ مرتبہ نماز، روزہ اور زکوۃ کے وجہ سے نہیں ہے، بلکہ دل کی سخاوت اور مسلمانوں کے لئے نصیحت کی وجہ سے ہے۔ طبرانی اور ابو نعیم نے اس حدیث کی روایت کی ہے۔

اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ایک اور روایت ہے جس میں ان کی تعداد ساٹھ بتائی گئی ہے اور یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ کوئی مغرور، ہوا پرست، کوئی بدعتی اور کوئی چرب زبان ابدال کے منصب پر نہیں ہو سکتا ہے، چنانچہ روایت ہے:

عَنْ عَلِيٍّ رضي الله تعالى عنه قال: سألتُ رسولَ اللهِ صلى الله تعالى عليه وآله وسلم عَنِ الْأَبْدَالِ قَالَ هُم سِتُّونَ رَجُلاً قُلتُ يا رسولَ اللّٰهِ حِلْهُمْ لِيْ، قَالَ لَيْسُوا بالمُتَنَطِّعِين ولا بالمبتدعين ولا بِالْمُتَعَمِّقِين لَمْ يَنَالُوا مَا نَالُو بِكَثْرَةِ صِيَام وَلَا صَلاةٍ وَلَا بِصَدقَةٍ وَلٰكِنْ بِسَخَاءِ النَّفْسِ وَسَلَامَةِ الْقلُوبِ والنصيحة لأئمتهم. انهم يا على! في امتي اَقلُّ من الكبريت الاحمر.[۱]

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ابدال کے بارے میں دریافت کیا تو ارشاد ہوا کہ وہ ساٹھ لوگ ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے ان کی صفات بتائیں۔ ارشاد ہوا: کہ نہ وہ ہوا پرست ہونگے، اور نہ بدعتی ہونگے، اور نہ ہی چرب زبان اور بکواسی ہونگے۔ اور انہوں نے جو یہ مقام حاصل

۱؎ اخرجه ابن ابي الدنيا في الاولياء ۱/۱۲ حديث نمبر ۸

کیاہوا ہے، تو نہ وہ کثرت صوم وصلوٰۃ کی وجہ سے ہے اور نہ ہی صدقہ و زکوۃ کی وجہ سے، بلکہ انہیں یہ مقام سخاوت نفس اور دلوں کی سلامتی اور اپنے آئمہ کرام کے لیے خیر خواہی سے حاصل کیا ہے۔ اور اے علی !میری امت میں وہ کبریت احمر سے بھی کم ہیں۔

مولانا اشرف علی تھانوی اپنی کتاب شریعت وطریقت میں لکھتے ہیں کہ اخیار ۵۰۰ / یا ۷۰۰ / رہوتے ہیں ان کو ایک جگہ قرار نہیں۔ یہ سیاح ہوتے ہیں اور ان کا نام حسین ہوتا ہے۔

اس مقام پر بھی میں دو حدیثیں نقل کرکے مولانا تھانوی کی بات آگے بڑھاؤں گا۔

چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

خِيارُ امتي في كل قرن خمسمأية (۵۰۰) والابدال اربعون. فلاالخمسمائة ينقصون ولا الاربعون. كلما مات رجل ابدل الله من الخمسمائة مكانه وادخل في الاربعين مكانهم يعفون عَمَّن ظلمهم، ويحسنون الى من اساء اليهم. ويتواسون فيما اتاهم الله. [۱]

یعنی میری امت میں پانچ سو لوگ ہر قرن میں ہوں گے انہی اخیار کہا جائے گا۔اور چالیس ابدال ہوں گے۔تو نہ پانچ سو والے کھی

[۱] رواه ابو نعيم والديلمي- ابو نعيم في حلية الاولياء ۱/۸ والديلمى فى مسند الفردوس ۲/۱۷٤ والمناوى فى فيض القدير ۳/٤٦١ والعسقلانى فى القول المسدد ۱/۸۲

کم ہوں گے اور نہ کبھی چالیس ابدال۔ ان میں سے جب ایک آدمی کا انتقال ہوگا تو پانچ سو میں سے کسی ایک کو اس کی جگہ بدل کر دیا جائے گا۔ ان کی شان یہ ہوگی کہ ان پر اگر کوئی کسی طرح کا ظلم کرے گا ہو معاف کر دیں گے۔ اور جو کوئی ان کی برائی چاہے گا وہ اس کے ساتھ احسان کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ جو کچھ انہیں عطا فرمائے گا اس میں وہ ایک دوسرے کی دادرسی فرمائیں گے۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہ ارشاد مروی ہے کہ:

الابدال من الشام والنجباء من اهل مصر والاخيار من اهل العراق.[1]

ابدال اہل شام میں سے، نجباء اہل مصر میں سے، اور اخیار اہل عراق میں سے ہوں گے۔

اسی جگہ تاریخ دمشق میں اور الحاوی للفتاوی میں ہے حضرت فضیل ابن فضالہ فرماتے ہیں کہ ابدال شام کے حمص میں پچیس ۲۵/ کی تعداد میں اور دمشق میں تیرہ ۱۳/ کی تعداد میں اور بیسان میں ۲/ (دو) حضرات، اقامت پزیر رہتے ہیں۔[2] واللہ اعلم بالصواب۔

مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

اقطاب: قطب العالم ایک ہوتا ہے اس کو قطب العالم قطب اکبر و قطب الارشاد و قطب الاقطاب و قطب المدار بھی کہتے ہیں۔ عالم غیب

---

[1] رواه ابن عساكر في تاريخ دمشق الكبير ١/٢٩٧ والسيوطي في الحاوي للفتاوى ٦٥

[2] تاريخ دمشق ٢٩٩ / ١، الحاوي للفتاویٰ، ص:٦٥٥

میں اس کا نام عبداللہ ہوتا ہے اس کے دو وزیر ہوتے ہیں جو امامین کہلاتے ہیں وزیر یمین کا نام عبدالملک اور وزیر یسار کا نام عبدالرب ہوتا ہے اس کے علاوہ بارہ قطب اور ہوتے ہیں۔

بارہ اقطاب: اس کے علاوہ بارہ قطب اور ہوتے ہیں۔ ان میں سات تو سات اقلیم میں رہتے ہیں ان کو "قطب اقالیم" کہتے ہیں، اور پانچ یمن میں رہتے ہیں ان کو "قطب ولایت" کہتے ہیں۔ یہ عدد تو اقطاب معینہ کا ہے۔

اقطاب غیر معین: اوران اقطاب معینہ کے علاوہ ہر شہر اور اور ہر قریہ میں ایک قطب ہوتا ہے؛ شیخ ابن عربی نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ ہر بستی میں خواہ کافر ہی کیوں نہ ہو، ایک قطب ہوتا ہے "اس کلام کے دو مطلب ہو سکتے ہیں " ایک تو یہ کہ وہ بظاہر وہاں کے ہی باشندوں میں سے ہو مگر اندر ہی اندر مسلمان ہو اور یہ بعید ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وہاں مقیم نہ ہو مگر وہ بستی اس کے تصرف میں ہو۔ اورایک صورت جو ابن عربی کے ہی کلام سے مفہوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اس میں عقل نہ ہو لہذا وہ شریعت کا مکلف ہی نہ ہو، جس مذہب پر مرضی ہو عمل کرلے کسی بھی مذہب پر نہ چلے۔ مگر ایسے آدمی کی خاص علامت ہے کہ اہل باطن اس کا ادب کرتے ہیں۔ تو اہل باطن کو دیکھا جائے جس کا وہ ادب کرتے ہوں عام شخص بھی اس کا احترام اور ادب کرے۔ ورنہ ہر کافر کا معتقد ہرگز نہ بنے۔ کیوں کہ اس طرح تو جہاد وغیرہ سب بند ہو جائے گا۔"

اوتاد: یہ چار ہوتے ہیں۔ عالم کے چاروں کونوں میں رہتے ہیں۔
عمد: یہ بھی چار ہوتے ہیں زمین کے چاروں گوشوں میں رہتے ہیں۔ اور سب کا نام محمد ہوتا ہے۔
غوث: قطب الاقطاب کو ہی غوث کہتے ہیں؛ غوث ترقی کر کے فرد ہو جاتا ہے، اور فرد ترقی کر کے قطب وحدت ہو جاتا ہے۔
نجباء: یہ ۷۰/ (ستّر) ہوتے ہیں اور مصر میں رہتے ہیں" سب کا نام حسن ہوتا ہے۔
نقباء: تین سو ہوتے ہیں ملک مغرب میں رہتے ہیں۔ سب کا نام علی ہوتا ہے۔[1]
مولانا تھانوی مزید لکھتے ہیں:
اولیاء اللہ کی دو قسمیں ہوتی ہیں: ایک اہل ارشاد ان میں اتم واعم قطب ارشاد ہوتا ہے۔ یہ حضرات انبیاء کے حقیقی نائب ہوتے ہیں، لوگوں کے قلوب میں انوار وبرکات اُن کی وجہ سے آتے ہیں؛ برکات سے فائدہ اٹھانے کے لئے ان کے ساتھ اعتقاد کا ہونا ضروری ہے۔" ان کا طرز " طرز نبوّت "ہوتا ہے "۔ دوسرے وہ اولیاء ہیں جن کے متعلق خدمت اصلاح معاش وانتظام امور دنیویہ ودفع بلیلات ہے، کہ اپنی ہمت باطنی سے باذن الٰہی ان امور کی درستگی کرتے ہیں۔
بعض علماء نے کرامت کی حد مقرر کی ہے۔ مگر محققین کے نزدیک سوائے قرآن جیسا کوئی معجزہ لانے کے " باقی ہر چیز ولی سے

---

[1] شریعت وطریقت ص۳۳۸، ۳۳۹

ممکن ہے مثلاً بغیر باپ کے بچہ پیدا کرنا؛ یا کسی جماد کا حیوان بن جانا یا ملائکہ سے باتیں کرنا " جاننا چاہئیے کہ ولی سے بعد از وفات بھی تصرّفات و کرامت کا صدور ہوتا ہے۔ اور یہ امر معنیً تواتر کی حد تک پہنچ گیا ہے۔[۱]

یہاں دیوبندی حکیم الامت اور مجدّد مولانا اشرف علی تھانوی کی کتاب کا حوالہ صرف اس لیے دیا گیا تاکہ عوام مسلمین اور عصری علمائے دیوبند کو بھی معلوم ہو جائے کہ اولیاء اللہ کے مراتب و درجات و اختیارات و تصرفات اور ولایت و کرامت کے قائل جتنا خانقاہی سنی حنفی، شافعی، مالکی، اور حنبلی علماء اہل سنت ہیں اتنا ہی اکابر علمائے دیوبند بھی قائل ہیں۔ اس بابت دونوں گروہ کا تقریبا تقریبا ایک ہی جیسا عقیدہ ہے۔ البتہ مسلک سلفیہ وہابیہ میں اس قسم کی ولایت کا تصور اور عقیدہ خال خال ہی ملتا ہے۔

مولانا تھانوی نے صراحت کے ساتھ تحریر کر دی کہ قطب ارشاد جسے قطبُ المدار بھی کہتے ہیں۔ اہل ارشاد میں یہ انبیاء کے حقیقی نائب ہوتا ہے۔ لوگوں کے قلوب میں انوار و برکات اُن ہی کی وجہ سے آتے ہیں۔ برکات سے سے فائدہ اٹھانے کیلئے اُن انکے ساتھ اعتقاد کا ہونا ضروری ہے۔ ان کا طرز طرزِ نبوّت ہوتا ہے۔ عالم غیب میں قطب المدار کو "عبد اللہ " کہتے ہیں اس کے دو وزیر ہوتے ہیں جو امامین کہلاتے ہیں وزیر یمین کا نام عبدل الملک اور وزیر یسار کا نام عبد الرب ہوتا ہے۔

---

[۱] شریعت وطریقت ص۳۲۶/۳۲۷ از مولانا اشرف علی تھانوی حکیم الامّت

سردار اولیاء کون؟

اب رہا یہ سوال کے اُن تمام اولیاء اُمّت میں اپنے زمانے کا سردار ولایت کون ہوتا ہے؟ تو اس سلسلے میں نبوّت و رسالت کے بعد امامت کبریٰ و خلافت کبریٰ اور مقام قربت و محبوبیت و صحابیت و تابعیت سے قطع نظر ائمہ طریقت و معرفت نے زمانے میں اولیاء کا سردار کسے کہا ہے ان کی تصنیفات سے کچھ عبارتیں میں ناظرین و قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جس سے واضح ہو جائیگا کہ اولیاء اُمّت میں اپنے وقت کا سردار کون ہوتا ہے۔

پہلے یہ حدیث پاک زیب نظر فرمائیں:

حضرت سہل ابن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

"اِنَّ هٰذا الخير خزائن ولتلك الخزائن مفاتيحَ، فطوبیٰ لعبد جعله اللهُ مفتاحا للخير مغلاقا للشرِّ." [1]

یعنی یہ خیر دراصل اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں۔ اور ان خزانوں کو کھولنے کی کچھ چابیاں ہیں۔ تو اس شخص کو مبارک باد اور بشارت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے خیر کی کنجی بنادیا ہے اور شر کو بند کرنے والا بنادیا ہے۔

یعنی قطب الاقطاب و قطب المدار خیر کی کنجیاں ہوتے ہیں۔ ان ہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا فیض عالم میں تقسیم ہوتا ہے۔

شیخ عبد الرحمن چشتی نے مراۃ الاسرار میں اقطاب کی ایک لمبی فہرست مرتب کی ہے اس میں آپ نے بارہ اقطاب کا خصوصی ذکر کیا ہے۔ اس تفصیل

---

[1] ابن ماجہ ۱/۸۷،والمنذری فی الترغیب وابن حبان فی الصحیح ۲/۷۹

سے پتہ چلتاہے کہ قطب المدار سب سے بڑے مرتبے کا ولی ہوتا ہے۔ آپ تحریر کرتے ہیں:

وہ اقطاب جو انبیاء علیہم السلام کے قلب پر ہوتے ہیں تمام اقطاب حضرات انبیاء علیہم السلام کے قلب پر ہوتے ہیں۔ بارہ اقطاب ایسے ہیں جو بعضے انبیاء علیہم السلام کے قلب پر ہیں۔ جن میں:

پہلا قطب: حضرت نوح علیہ السلام کے قلب پر ہے اس کا ورد سورہ یٰسین شریف ہوتا ہے۔

دوسرا قطب: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے۔ اسکا ورد سورہ اخلاص ہے۔

تیسرا قطب: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے۔ اسکاورد سورہ نصر اذاجاء نصر اللہ ہے۔

چوتھا قطب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے اسکاورد سورۂ فتح ہے۔

پانچواں قطب: حضرت داؤد علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے اس کاورد سورہ زلزال ہے۔

چھٹا قطب: سلیمان علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے۔ اسکاورد سورہ واقعہ ہے۔

ساتواں قطب: حضرت ایوب علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے۔ اسکا ورد سورہ بقر ہے۔

آٹھواں قطب: حضرت الیاس علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے۔ اسکا ورد سورہ کہف ہے۔

نواں قطب: حضرت لوط علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے۔ اسکا ورد سورہ

نمل ہے۔

دسواں قطب: حضرت ہود علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے۔ اسکا ورد سورہ انعام ہے۔

گیارہواں قطب: حضرت صالح علیہ السلام کے قلب پر ہے اسکا ورد سورہ طٰہٰ ہے۔

بارہواں قطب: حضرت شیث علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے اسکا ورد سورۂ ملک ہے۔

یہ کل بارہ اقطاب ہیں، حضرت عیسیٰ و مہدی علیہما السلام فردیت کی وجہ سے ان سے خارج ہیں۔ جیسا کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرئیل۔ اس حدیث میں علماء سے مراد اولیاء ربانیین ہیں۔

قطب المدار

قطب المدار، تو وہ ایک ہی ہوتا ہے۔ اس کا نام عبد اللہ ہوتا ہے۔ وہ سوادِ اعظم میں سکونت کرتا ہے۔ اسکا فیض عالم علوی اور عالم سفلی دونوں میں ہوتا ہے۔ تمام اقطاب مذکورین قطبُ المدار کے حکم کے ماتحت ہوتے ہیں۔ تمام اولیاء اللہ قطب المدار کے ماتحت ہوتے ہیں۔

قطب المدار یعنی قطب عالم کا فیض اقطاب اقالیم پر وارد ہوتا ہے، اور اقطاب اقالیم کا فیض اقطاب ولایت پر ہوتا ہے۔ اور اقطاب ولایت کا فیض تمام اولیاء پر وارد ہوتا ہے۔ اسی طرح قیامت تک یہ فیوض جاری رہیں گے۔

اے محبوب! جب ایک ولی ترقی کرتا ہے تو قطب ولایت کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے، اور قطب ولایت ترقی کرتا ہے تو قطب اقلیم کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے، اور جب قطب اقلیم ترقی کرتا ہے تو "عبد الرب" کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ اور

جب عبد الرب ترقی کرتا ہے تو قطب ارشاد کے مقام پر فائز ہو جاتا ہے۔" جسے قطب المدار بھی کہتے ہیں۔ قطبِ مدار کے دائیں طرف کا وزیر ہو جاتا ہے، تو یہ تیسرے درجے پر قطب ارشاد ہو جاتا ہے یعنی قطب عالم ہو جاتا ہے۔ پس قطب عالم کی عمر دراز ہوتی ہے۔ وہ سلوک میں ہوتا ہے اور ترقی کرکے مقام فردانیت پر پہنچ جاتا ہے۔[1]

اے محبوب! قطب مدار یعنی قطب عالم کا وہ مرتبہ ہے کہ اگر وہ چاہے تو اقطاب کو قطبیت کے مرتبہ سے معزول کر سکتا ہے۔ اور قطبِ الاقطاب اور غوث کی دعا سے دوسرا شخص مرتبۂ قطب پر پہنچ سکتا ہے۔

صفحہ ۱۰۴ر پر تحریر فرماتے ہیں: اے محبوب! غور سے سُن؛ قطب مدار کی عمر کی میعاد مختلف ہوتی ہے۔ اس مقام میں بعض کی میعاد ۳۳ر سال تین مہینے، بعض کی ۳۳ر سال چار ماہ آٹھ دن بعض کی ۲۸ر سال ۳ر مہینے دو دن، بعض کی ۲۵ر سال، بعض کی ۲۲ر سال ۱۱ر ماہ ۲۰ر دن، اور بعض کی میعاد ۱۹ر سال ۵ر مہینے دو دن ہوتی ہے۔

اے محبوب ۳۳ر سال ۴ر ماہ سے زیادہ نہیں ہوتی ہے۔ اور ۱۹ر سال ۵ر ماہ سے دو دن سے کم نہیں ہوتی۔ اگر میعاد مذکور میں کسی کا اجل آجاتا ہے تو رحلت کر جاتے ہیں، اور جب قطب اس میعاد کے اندر سلوک میں ترقّی کرتے ہیں تو افراد کے مقام پر پہنچ جاتے ہیں۔

افراد کی میعاد اس مقام میں ۵۵ر سال ہوتی ہے نہ زیادہ نہ کم۔ اگر اس میعاد میں اجل آجاتا ہے تو رحلت کر جاتے ہیں اور اگر اس مدت میں سلوک میں ترقی

---

[1] مراۃ الاسرار، ص: ۹۲-۹۴

کرتے ہیں تو قطبِ حقیقی کے مقام پر پہنچ جاتے ہیں۔

قطبِ حقیقی کی عمر اس مقام میں ۲۳؍ سال دس دن ہوتی ہے۔ اور یہ مقام مقامِ مشوقی ہے۔ مقامِ قطبِ وحدت اور مرتبۂ محبوبیت یہ ہے کہ جو کچھ معشوق کہتا ہے حق تعالیٰ عزوجل وہی کرتا ہے۔[1]

میں فقیر ابو الحماد کہتا ہوں کہ یہاں یہ بات بھی قابل بیان ہے کہ حضور غوث الاعظم قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اس مقام پر پہنچنے کے بعد بعض افراد کو حفاظت تمام کے ساتھ منصب ارشاد کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے یعنی وہ مقام محبوبیت و فردانیت کا جامع ہوتے ہوئے مقام قطب الارشادی کا کام بھی سرانجام دیتے ہیں۔ (الفتح الربانی)

اور عمروں کے یہ تخمینے محض استقرائی ہیں۔ اور صرف بعض بزرگوں کا اپنا ذاتی کشف ہے۔ اس کی وضاحت آگے کی جائے گی ان شاء اللہ۔

یہ تو ان حضرات کا اپنا کشف ہے جس میں انھوں نے اقطاب کے لیے مدتوں کی تعین فرمائی ہے۔ لیکن حضرت علی الخواص رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ اقطاب کا اپنے مناصب عالیہ اور خاص عہدوں پر متعین ہونے کی کوئی مدت مقرر نہیں ہے۔

قطبیت کی مدت کی تعیین کا مسئلہ

غوث صمدانی سید عبدالوھاب شعرانی اپنے شیخ قطب عالم حضرت علی الخواص رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے قطبیت کے بارے میں سوال کیا:

---

[1] مراۃ الاسرار و بحر المعانی

"وسئلته رضی اللہ تعالی عنہ عن القطبیة هل لها مدة یقیم فیها صاحبها من سنة فما دونها الی ثلثة ایام او الی یوم کما قیل؟ فقال رضی اللہ تعالی عنہ اعلم انه لیس للفروع الا ماکان للاصول، فقد اقام صلی اللہ تعالی علیه وسلم فی القطبیة مدة رسالته وهی ثلث وعشرون سنة علی الاصح. واتفقوا علی انه لیس بعده احد افضل من ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ وقد اقام فی خلافته عن اللہ ورسوله سنتین ونحوا اربعة اشهر."[ا]

ترجمہ: میں نے اپنے شیخ حضرت علی الخواص قدس سرہ سے قطبیت کے بارے میں سوال کیا کہ آیا اس کی کوئی مدت مقرر ہے سال بھر تک، یا سال سے کم، یا تین دن تک، یا ایک دن تک جیسا کہ کہا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: جان لے کہ بے شک فروع کے لیے نہیں ہے مگر وہی جو اصول کے لیے تھا۔ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مقام قطبیت پر ظاہری مدت رسالت میں قائم رہے جو کہ ۲۳ر سال ہے اصح قول کے مطابق۔ اور اس بات پر سب متفق ہیں کہ آپ کے بعد کوئی بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل نہیں۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے رسول صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی عطا کردہ خلافت میں دو سال اور تقریباً چار ماہ رہے۔

ا؎

آگے فرماتے ہیں!

وهو اول الخلفاء الاقطاب و استمرت القطبية بعده الى ظهور المهدى فهو آخر الخلفاء المُحَمّدِيِّين ثم يتولى بعده قطب وقته و خليفة الله عيسى ابن مريم عليه وعلى نبينا الصلوة والسلام، فيقيم فى الخلافة اربعين سنة- فالحق عدم تقدره مدة القطبية بمدة معينة. قال: وقد بلغنا عن الشيخ ابى النجاء سالم المروزى انه اقام فى قطبيته دون عشرة ايام وكذالک الشيخ ابى مدين المغربى فقلت له فهل يختص القطب بكونه لايكون الا من اهل البيت كما سمعته من بعضهم فقال لا اشرط ذالک.[۱]

ترجمہ: حضرت سیدنا امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آپ خلفائے رسالت مآب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم میں اول خلیفہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم ہونے کے ساتھ ساتھ امت میں سب سے پہلے قطب بھی ہیں۔ اور آپ کے بعد قطبیت ہمیشہ جاری رہی اور رہے گی، حضرت امام مہدی (علیہ السلام) کے ظہور تک۔ اورآپ محمدی خلفاء میں سے اخری قطب وحدت ہیں۔ پھر آپ کے بعد قطب وقت ہوں گے خلیفۃ اللہ حضرت عیسیٰ ابن مریم النبی علی نبیناوعلیہ الصلاۃ والسلام۔ آپ اس خلافت میں ۴۰؍سال قیام

[۱] درر الغواص على فتوى سيد على الخواص على حاشية الابريز ص ۹۰

فرمائیں گے۔ تو حق یہ ہے کہ قطبیت کے لیے کوئی مدت متعین نہیں ہے۔ ہمیں شیخ ابو النجاء سالم المروزی کے بارے میں خبر پہنچی ہے کہ آپ دس دن سے بھی کم مدت تک مقام قطبیت میں رہے۔ اسی طرح حضرت ابو مدین مغربی قدس سرہ بھی دس دن سے کم مدت کے لیے قطب رہے۔ میں نے حضرت علی الخواص قدس سرہ سے عرض کی کہ کیا قطب صرف اہل بیت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم میں سے ہی ہو سکتا ہے؟ یعنی یہ عہدہ اہل بیت کے ساتھ ہی مختص ہے یا کوئی دوسرا بھی اس عہدہ سے سرفراز ہو سکتا ہے۔؟ تو آپ نے فرمایا: یہ کوئی شرط نہیں۔

امام ابن عربی قدس سرہ کی اس عبارت سے بھی پتہ چلتا ہے کہ عہدۂ قطبیت کی مدت جن لوگوں نے کم از کم ۱۹ر سال پانچ ماہ مقرر کی ہے وہ تخمینہ صحیح نہیں ہے۔ اس لیے کہ امام حسن علیہ السلام تقریبا چھ ماہ منصب امامت پر رہے اور بعض اقطاب صرف سات دن یا دس دن تک قطبیت کے منصب پر قائم رہے۔

اقطاب محمدیین کی مدت خلافت

حضرت ابن عربی قدس سرہ فتوحات مکیہ میں ان محمدیین اقطاب کے بارے میں جن میں سے ایک ہر زمانہ میں پایا جاتا ہے اور جس پر عالم کا دار و مدار ہوتا ہے ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" فاعلم ان الاقطاب المحمديين على نوعين اقطاب بعدبعثته و اقطاب قبل بعثته هم الرسل وهم ثلٰثة مأيةو ثلاثة عشر رسولاواما الأقطاب الذين بعد

بعثته الى يوم القيامة وهم اثنا عشر قطبا... الى ان قال:
وأعلم! كل قطب من هٰؤلاء الاقطاب ليس لهم فى العالم اعني دعوتهم في من بعث اليهم آجال مخصوصة مسمّاة تنتهي اليها، ثم تنسخ بدعوةاخرىٰ كما تنسخ الشرائع بالشرائع واعني بدعوتهم مالهم عن الحكم والتاثيرفي العالم.

فلنذكر مدة اعمارهم في حياتهم الدنيا فمنهم من كانت مدته ثلاثين سنةوثلاثة اشهروعشرة اوعشرين يوما ومنهم من دامت مدته ثمانيا وعشرين سنةوثلاثة اشهرو عشرة ايام. و منهم من دامت مدته خمسا و عشرين سنة. ومنهم من دامت مدته اثنين و عشرين سنة واحد عشر شهراوعشرين يوما. ومنهم من دامت مدته تسع عشرة سنةوخمسة اشهر و عشرة ايام. ومنهم من دامت مدته ستة عشر سنة وثمانية اشهر. و منهم من دامت مدته تلاث عشرة اشهر و عشرين يوما، و منهم من دامت مدته احدى عشرة سنة وثلاثة اشهر و عشرة ايام. و منهم من دامت مدته سنتين و تسعة اشهر و عشرة ايام. ومنهم من دامت مدته ثمان سنين واربعة اشهر. و منهم من دامت مدته خمس سنين و ستة اشهر و عشرين يوما.

وهجيرهم واحد، وهو "الله الله" (الی ان قال) فذالک هو هجير القطبية (الی ان قال) وقال عليه السلام: لا تقوم الساعة حتی لا يبقی فی الارض من يقول "الله الله" يريد لا يبقی قطب يکون عليه مدار العالم ولا مفرد يحفظ الله بهمته العالم وان لم يکن قطبا فلا تقوم الساعة الا علی اشرار الناس .[1]

معلوم ہو کہ اقطاب محمدیین دو قسم کے ہیں: ایک (۱) وہ اقطاب جو آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی بعثت کے قبل کے اقطاب ہیں۔ دوئم (۲) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے بعد کے اقطاب ہیں وہ اقطاب جو بعثت کے قبل کے تھے، وہ رسولان کرام ہیں جن کی تعداد ۳۱۳؍ ہے۔ اور آپ کی امت کے وہ اقطاب جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی بعثت کے بعد قیامت تک ہوئے تو یہ ۱۲؍ قسم کے اقطاب ہیں۔ اور جان لے! بلا شبہ ان اقطاب میں سے ہر قطب کے لیے عالم میں ٹھہرنے کی ایک مدت ہے۔ یعنی ان کی دعوت مدت ان لوگوں کے لیے جن کی طرف ان کو بھیجا گیا ہے مخصوص اور مقرر مدت ہے۔ اس مدت کے پورے ہونے پر وہ دعوت اپنی انتہا کو پہنچ جاتی ہے۔ پھر دوسری دعوت کے ساتھ منسوخ کر دی جاتی ہے۔ جیسا کہ شرائع شرائع کے ساتھ منسوخ کی جاتی ہیں۔ اور دعوت سے میری مراد عالم میں ان کا حکم و تاثیر ہے۔

---

[1] الفتوحات المکية ص ۷۷ جلد ٤

پس ہم ان کی عمروں کی مدت کا ذکر کرتے ہیں ان کی دنیاوی زندگی میں۔ پس بعض کی ولایت قطبیت کی مدت ۳۰؍ سال چار ماہ ہوتی ہے، اور بعض کی ۳۰؍ سال تین ماہ ۲۰؍ دن، اور بعض کی ۲۸؍ سال تین ماہ دس دن، بعد کی ۲۵؍ سال، توکسی کی ۲۲؍ سال ۱۱؍ ماہ ۲۰؍ دن، توکسی کی ۱۹؍ سال پانچ ماہ دس دن، توکسی کی ۱۶؍ سال اٹھ ماہ، توکسی کی ۱۳؍ سال ۱۰؍ ماہ ۲۰؍ دن، توکسی کی ۱۱؍ سال تین ماہ دس دن، توکسی کی دو سال نو ماہ دس دن، کسی کی آٹھ سال چار ماہ، توکسی کی پانچ سال چھ ماہ ۲۰؍ دن۔

اوران سب کا ذکر ایک ہی ہوتا ہے۔ اور یہ "ھجیر قطبیت" کہلاتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ زمین میں کوئی ایسا شخص باقی نہ رہے گا جو "اللہ اللہ" کہے۔ آپ کی مراد یہ ہے کہ وہ قطب باقی نہ رہے گا جس پر عالم کا مدار ہوتا ہے، اور نہ کوئی افراد میں سے باقی رہے گا کہ جس کی ہمت کہ سبب سے اللہ تعالیٰ عالم کی حفاظت فرمائے گا۔ اگر وہ قطب نہ ہو۔ تو قیامت قائم نہ ہوگی مگر سب سے برے لوگوں پر۔ انتھی کلامہ۔

اس عبارت سے خوب ظاہر ہے کہ ان حضرات کی خلافت وقطبیت ان کی مدت حیات تک ہی ہوتی ہے اور موت ایک قاضی ہے جو امر خلافت کو دوسرے کی طرف منتقل کر دیتی ہے، اور کوئی فوت شدہ ہمیشہ ہمیش مقام قطبیت پر فائض نہیں رہ سکتا ہے، اور جس کی موت جتنے دن میں آئی دوسرا فوراً اس کی جگہ مقرر کر دیا گیا۔

سات دن کا قطب

حضرت فاضل بریلوی اپنے رسالہ طرد الرفاعی میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت سید ابو عمرو عثمان بن یوسف اور حضرت علی بن سلیمان خباز و حضرت ابو الغیث ابن جمیل یمنی رضی اللہ تعالی عنہ سے نقل ہے کہ ان سب نے فرمایا کہ قطب الشیخ خلیل صرصری رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنی موت سے سات دن پہلے قطب کیے گئے۔ یہ قطبیت معنی غوثیت ہے۔[۱]

عرفان کی کنجی

حضرت باسط علی قلندر قدس سرہ فرماتے ہیں "قطب الارشاد، قطب الاقطاب قطب عالم، صاحب الزمان، اور قطب المدار ایک شخص کے نام ہیں جو بالاصالت عرفان کی کنجی ہے۔ اور اقطاب کے در اصل موصل الی اللہ ہیں، وہ نیابت میں قطب الاقطاب کے رہتے ہیں۔ اور اسے اختیار ہوتا ہے کہ وہ چاہے تو ان کو اپنی نیابت میں رکھے یا نہ رکھے۔[۲]

بحر المعانی میں حضرت میر جعفر مکی علیہ الرحمۃ نقل فرماتے ہیں کہ قطب عالم ہر زمانے میں ایک ہوتا ہے، موجودات علوی و سفلی کا وجود اس کے وجود کے سبب قائم ہوتا ہے۔ اور بوجہ اس کے قطب عالم ہونے کے سب چیزیں قائم ہوتی ہیں۔ قطاب عالم کو حق تعالیٰ سے بے واسطہ فیض پہنچتا ہے اسی کو قطب اکبر، قطب الارشاد، قطب الاقطاب، اور قطب المدار بھی کہتے ہیں۔[۳]

---

[۱] طرد الرفاعی فتاوی رضویہ جلد ۲۸

[۲] مطالب رشیدی ۲۶۷

[۳] کذالک فی مرآۃ الاسرار ص:۹۱

سب سے بڑا قطب قطب المدار

تفسیر روح البیان پارہ ۳۰/زیر آیت والجبال اوتادا حاشیہ میں ہے کہ ہر زمانہ میں ایک قطب ہوتا ہے۔ یہ قطب سب سے بڑا ہوتا ہے۔ اسے مختلف ناموں سے پکارتے ہیں: قطب کبری، قطب الارشاد اور قطب مدار، قطب جہاں اور جہانگیر عالم۔ عالم علوی اور عالم سفلی میں اسی کا تصرف ہوتا ہے اور سارا عالم اسی کے فیض و برکت سے قائم ہوتا ہے۔ اگر قطب عالم کا وجود درمیان سے ہٹا لیا جائے تو سارا عالم درہم برہم ہو کر رہ جائے۔

قطب عالم براہ راست اللہ تعالیٰ سے احکام و فیض حاصل کرتا ہے اور ان فیوض کو اپنے ماتحت اقطاب میں تقسیم کرتا ہے وہ دنیا کے کسی بڑے شہر میں رہتا ہے اور وہ بڑی عمر پاتا ہے نور خام مصطفوی ﷺ ہر سمت سے حاصل کرتا ہے۔ وہ اپنے ماتحت اقطاب کے تقرر، تنزل اور ترقی کے اختیار کا مالک ہوتا ہے۔ ولی کو معزول کرنا، ولایت کو سلب کرنا، ولی کو مقرر کرنا، اور اس کے درجات میں ترقی دینا اسی کے فرائض میں ہے۔ وہ ولایت شمس پر فائز ہوتا ہے لیکن اس کے ماتحت اقطاب کو ولایت قمر میں جگہ ملتی ہے۔ قطب عالم اللہ تعالیٰ کے اسم رحمن کی تجلّی کا مظہر ہوتا ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ مظہر خاص تجلی الولایت ہیں۔

قطب عالم سالک بھی ہوتا ہے اور اس کا مقام ترقی پزیر ہوتا ہے حتی کہ وہ مقام فردانیت تک پہنچ جاتا ہے۔ یہ مقام محبوبیت ہے۔

رجال اللہ میں اس قطب عالم کا نام عبد اللہ بھی ہے۔[1]

افراد کی شان

مزید مفردون کی بحث میں لکھتے ہیں کہ

"قطب عالم ترقی کرتا ہے تو وہ فرد ہو جاتا ہے مقام فردانیت پر پہنچ کر تصرفات سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔ قطب مدار عرش سے تحت الثریٰ تک متصرف ہوتا ہے، اور فرد متحقق ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ تصرف اور تحقق میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ قطب المدار علی الدوام تجلی صفات میں رہتا ہے، مگر فرد تجلی ذات میں ہوتا ہے۔ قطب مدار خاص ہے فرد اخص ہے۔ فردانیت مقام انبساط و محبت ہے۔ یہاں پہنچ کر مراد باقی نہیں رہتی۔ بعض اولیاء کو تجلی افعالی ہوتی ہے بعض کو تجلی اسمائی، بعض کو تجلی آثاری اور بعض مقام صحو میں ہوتے ہیں تو بعض مقام سکر میں اور بعض بیک وقت دونوں مقام پر متمکن ہوتے ہیں۔ مقام اولیاء خارج از حد و حصر ہوتے ہیں۔ مگر اہل فردانیت تمام مقامات سے بیروں و بہتر ہوتے ہیں۔"

مقام قطبیت کبری کے حامل کی شان

بہجۃ الاسرار کے مصنف امام ابو الحسین شطنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی ایک مجلس کا ذکر کیا ہے جس میں حضور غوث الاعظم عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قطب کی صفت و شان سے متصف ہونے والے کا وصف اپنی زبان حق ترجمان سے خود اس طرح

---

[1] مترجم تفسیر روح البیان از فیض احمد اویسی پ عم ۳۰ تحت والجبال اوتادا حاشیہ

بیان فرمایا ہے:

"میں اس شخص کی تعریف کرتا ہوں جو قطبیت کی صفت تک پہنچ گیا ہو۔ کوئی حقیقت میں ایسا راستہ نہیں کہ اس کے لیے اس میں مضبوط ماخذ نہ ہو، ولایت میں کوئی ایسا مقام نہیں کہ اس کے لیے اس میں وصف ثابت نہ ہو۔ نہایت میں کوئی ایسا مقام نہیں کہ اسکا اس میں مضبوط قدم نہ ہو۔ مشاہدہ میں کوئی مرتبہ ایسا نہیں کہ اس میں اس کے لیے خوش گوار گھاٹ نہ ہو، حضوری میں حاضر ہونے کے لیے کوئی معراج کی سیڑھی ایسی نہیں کہ وہ اس میں بلند سیر نہ ہو۔ ملک وملکوت میں کوئی ایسا امر نہیں کہ اسکو اس میں کشف خارق عادت نہ ہو۔ وجود کا کوئی ایسا مظہر نہیں کہ جس میں اسکی مشارکت نہیں۔ قوتوں کا کوئی ایسا فعل نہیں کہ اس میں اسکا دخل نہ ہو۔ کوئی ایسا نور نہیں کہ اس کو اس میں انگارہ نہ ہو۔ کسی بڑھنے والے کے لیے جائے روانگی نہیں کہ وہ اس کی غایت کو پکڑنے والا نہ ہو۔ کسی پہنچنے والے کی غایت ایسی نہیں کہ وہ اس کی غایت کا مالک نہ ہو۔ کوئی مرتبہ ایسا نہیں کہ وہ اس کی طرف کھینچا نہ گیا ہو۔ کوئی ایسی بزرگی نہیں کہ وہ اس کے لیے خطاب نہ کیا گیا ہو۔ کوئی ایسی سانس نہیں کہ جس میں وہ محبوب نہ ہو۔

وہ عزت کے علم کا اٹھانے والا، قدرت کی تلوار کا نیام سے نکالنے والا، وقت کے مسند کا حاکم، محبت کے لشکروں کا بادشاہ، تولیت کی تقرری وعزلی کا مالک ہے۔ اس کا ہم جلیس بد بخت نہیں ہوتا، اس کا شہود اس سے غائب نہیں ہوتا، اس سے اسکا حال نہیں چھپتا، اس سے بڑھ کر کسی

کی فرود گاہ نہیں، کوئی وجود اس سے بڑھ کر پورا نہیں۔ کوئی شہود اس سے بڑھ کر ظاہر نہیں، شرع کی اتباع اس سے بڑھ کر نہیں، مگر وہ ایسا وجود ہے کہ جدا ہے، متصل ہے، منفصل ہے، ارضی ہے، سماوی ہے، قدسی ہے، غیبی ہے، واسطہ ہے؛ خالصہ ہے، آدمی ہے، نافع ہے۔

اس کی ایک حد ہے، جو اس کی طرف منتہی ہے، ایک وصف ہے جو کہ اس میں مختص ہے، تکلیف ہے جو کہ اس پر واجب ہے، مگر وہ اپنے اتصال کی وجہ سے اپنے جمع کے وقت ازل کے نظاروں کے موقعوں میں ہیبت وانس کے تفرقہ کی آنکھ سے پوشیدہ ہے۔ وہ اپنے افعال کی وجہ سے تفرقہ کے وقت مشاہدات کی گھاٹیوں میں جلال کی زیادتی اور جمال کے شوق کے درمیان صفات کی مخالفت کی وجہ سے باوجود مقام کے وصف کے لزوم اور لخت حال کے زوال سے ظاہر ہے۔

پس اس کے انفراد کا دربان اسرار کے ساتھ اس کے غلبہ ظہور پر اس کے امر کے حکم کے اقتران کے خفا میں آیات کے ساتھ پکارتا ہے، ورنہ بسط کے ساتھ کے کسی منزل میں اَیْن کے حیّز میں قبض کی پکڑ سے اس کا ظہور نہیں ہو سکتا تھا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ملک وحکمت کے عالم میں عالم غیب وقدرت سے کوئی شیٔ بدون اس کے کہ حجاب کے چھلکے اور رمز کے اشارے اور قید حصر میں ہو ظاہر نہیں ہوا کرتی تو تمام موجودات اس امر کے عجائبات دیکھتے۔ اور اگر یہ نہ ہوتا کہ اس کا اجمال اور تفصیل؛ اس کا اول و آخر مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی قدرت کے حواشی میں چھپا ہوا ہے اور اس کی خالص شراب کی ملاوٹ اس کی

رعایت کی ہواؤں کی تسنیم کے ساتھ ہے، اس کی آمدنی کا ماحصل اقبال وادبار وجمع و تفرقہ کے لحاظ سے اس کے امر کے قبضہ میں ہے، تو البتہ قدر کا تیر حکم کی دیوار کو پھاڑ دیتا۔ اگر اس امر کے لیے جس کی طرف میں اشارہ کرتا ہوں زبان پیدا ہوتی تو تم البتہ سنتے اور عجائبات دیکھتے۔" انتہیٰ۔[1]

سرکار غوثیت مآب شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے قطب کبریٰ کے اس مفصل حقائق و اوصاف کے انکشاف کے بعد واضح اشارہ ہو گیا کہ قطب کی شان کتنی بڑی ہوتی ہے۔

قطب المدار پر مخلوق کے احوال روشن ہوتے ہیں

چونکہ قطب المدار پر خلق کے احوال پیش ہوتے رہتے ہیں اسلیے قطب المدار مخلوق کے احوال کو جانتا ہے اور اس پر خلق کی حالت آشکارا رہتی ہے۔ حضرت شیخ عبدالرزاق قاشانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صوفیائے کرام کی اصطلاح میں قطب یعنی قطب المدار اس کامل ترین انسان کو کہتے ہیں جو مقام فردیت پر فائز ہو جس پر مخلوق کے احوال کا دورہ ہوتا ہو۔

"القطب فی اصطلاح القوم اکمل الانسان متمکن فی مقام الفردانية تدور علیه احوال الخلق"[2]

قطب المدار ولایت کے تمام مقامات کا جامع ہوتا ہے

حضرت امام ابن عابدین الشامی قدس سرہ السامی نقل فرماتے ہیں:

---

[1] بہجۃ الاسرار؛ امام ابوالحسن شطنوی ص ۲۳۸، ۲۳۹

[2] رسالہ ابن عابدین الشامی صفحہ ۲۶۵

الخليفة الباطن هو سيد اهل زمانه سمی قطبا لجمع
جميع المقامات والاحوال ودورانها عليه.[1]

ترجمہ: خلیفہ باطن جو اپنے زمانے والوں کا سردار ہوتا ہے اس کو قطب اس لیے کہتے ہیں کہ وہ تمام مقامات و احوال کا جامع ہوتا ہے۔ اور تمام مناصب و مراتب اس پر دوران کرتے ہیں اور اس پر گردش کرتے ہیں۔

مرتبہ قطب الاقطاب منتہائے درجہ ولایت ہے

صاحب در المنظم فرماتے ہیں قطب الاقطاب وہ ہے جس کے مرتبہ سے اعلیٰ سوائے نبوت عامہ کے اور کوئی مرتبہ نہ ہو۔[2]

حضرت سیدنا باسط علی قلندر قدس سرہ الاطہر فرماتے ہیں مقام قطب الارشاد بہت رفیع المنزلت ہے، جس کے آگے اولیاء کا مقام نہیں۔[3]

ولایت کی چار قسمیں ہیں:

لطائف اشرفی میں ہے کہ حضرت عبد الرزاق نور العین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ بعض اکابر صوفیہ نے ولایت کی چار قسمیں بیان کی ہیں اس کی تشریح فرمادیجئے۔ فرمایا کہ شرح دیوان حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم میں ہے کہ ولایت کی چار قسمیں ہیں:

اول: ولایت باطن نبوت مطلقہ

دوم: ولایت مقیدہ ہر نبی

---

[1] رسالہ ابن عابدین الشامی ص ٢٦٤
[2] الدر المنظم ص ٥٠
[3] الدر المنظم ص ٦٠

سوم: ولایت مطلقہ ہر نبی اور یہ ولایت رسول اللہ ﷺ کی ہے کیونکہ آپ کا سینہ جمع ولایت اولیاء کا خزانہ ہے۔

چہارم: ولایت مطلقہ عامہ۔

اور ہر ولایت کا ایک خاتم ہے۔

خاتم قسم اول حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔

خاتم ولایت مقیدہ محمدیہ بزعم شیخ محی الدین عربی اور ان کے متبعین نفس نفیس شیخ کا ہے۔

خاتم ولایت مطلقہ محمدیہ حضرت مہدی علیہ السلام ہیں۔ جو حضور سرور کائنات ﷺ کی اولاد سے ہونگے۔ حضرت سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایاہے کہ خاتم ولایت محمدیہ قلب محمد ﷺ پر ہوتا ہے اور خاتم ولایت مطلقہ محمدیہ مرتبۂ روح محمدیہ ﷺ پر ہوتا ہے۔

اور خاتم ولایت مطلقہ عامہ حضرت عیسی علیٰ نبیناوعلیہ الصلاۃ والسلام ہیں (جو بحیثیت امت محمد رسول اللہ ﷺ نازل ہوں گے) اور آپ ہی کے زمانہ میں حضرت امام مہدی آخر الزماں ہوں گے۔[1]

قطب کبریٰ قطب المدار کا مرتبہ ہے

حضرت مخدوم صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں فتوحاتِ مکیّہ میں ہے:

اَمَّا القطب وهو واحد الذی موضع نظر الله تعالی من العالم فی كل زمان و جميع آوان وهو علی قلب اسرافيل عليه السلام والقطب الكبریٰ هی مرتبة قطب

---

[1] لطائف اشرفی ص ۱۰۳ لطیفہ دوم

الاقطاب وهو باطن نبوته ﷺ فلایکون الا لور ثته لا خصاصه علیه السلام بالاکملیة فلا یکون خاتم الولایة قطب الاقطاب الا علی باطن خاتم النبوة "

ترجمہ: قطب سے مراد ایک ذات ہے کہ تمام عالم میں جس پر اللہ کی نظر ہوتی ہے ہر وقت اور ہر گھڑی اور وہ قلب اسرافیل علیہ السلام پر ہوتا ہے۔ قطب کبری کا مرتبہ قطب الاقطاب کا ہے اور وہ باطن نبوت ﷺ پر ہوتا ہے اور یہ اکملیت اور خصوصیت نبی کریم ﷺ کی وجہ سے ہوتی ہے خاتم الولایت قطب الاقطاب باطن نبوت پر ہوتا ہے۔[1]

قطب المدار زمانہ میں یکتا ہوتا ہے

مزید فرماتے ہیں: ہر طبقہ کا قطب علیحدہ ہوتا ہے، اور قطب الاقطاب تمام عالم میں ایک ہوتا ہے۔ جس کے بہت سے نام ہوتے ہیں، قطب الدائرہ، قطب المدار، غوث اعظم، انسان کامل، مظہر کل، جہانگیر۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کا نام عبد اللہ ہے۔ وہ اپنے زمانے میں یکتا ہوتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ایک ہے اور یہ اس کے مظہر ہیں۔ لہٰذا یہ بھی ایک ہی ہوتے ہیں اور قلب اسرافیل علیہ السلام پر ہوتے ہیں۔

شیخ کبیر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ قلب اسرافیل علیہ السلام سے کیا مطلب ہے ؟ فرمایا قلب اسرافیل علیہ السلام سے "مشرب ولی" مراد ہے۔ فرمایا کہ ولی کیلئے ایک مشرب ہوتا ہے۔ اور وہ کسی

---

[1] لطائف اشرفی ص ۱۳۲ لطیفہ دوم

نبی کے قدم پر ہوتے ہیں۔[1]

حضرت مخدوم اشرف سمنانی قدس سرہ عیسوی المشرب تھے

اسی میں ہے کہ حضرت مخدوم اشرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت عیسی علیہ السلام کے قدم پر ہیں۔

حضرت مخدوم قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میرا کام وہی ہے جو عیسی علیہ السلام کا تھا؛ شیخ ابوالوفاء خوارزی کہتے ہیں حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خوارق وطوارق سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ عیسوی المذھب ہیں؛ مردوں کو زندہ کرنا، برص کو اچھا کرنا، اور نابینا کو بینا کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا۔ اور ایسی ہی کرامتیں حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ سے صادر ہوتی ہیں۔[2]

ولایت خاصہ محمدیہ کا فیضان

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی اپنے مکتوبات میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ولایت خاصہ سے مراد ولایت محمدیہ ہے۔ ولایت محمدیہ علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام میں فنائے اتم اور بقائے اکمل حاصل ہوتی ہے۔ تو جب نیک بخت اس نعمت عظمی سے مشرف کیا گیا اس کا جسم طاعت کے لیے نرم ہو گیا، اس کا سینہ اسلام کے لیے کھل گیا، اور اسکا نفس مطمئنہ ہو گیا، اور اس کا نفس اپنے مولا سے راضی ہو گیا، اور اس کا مولا اس سے راضی ہو گیا۔ اس کا دل رب تعالیٰ کی ذات کے لیے ہی خالص ہو گیا۔ اور اس کی روح پورے طور پر صفات لاہوت کے کے مکاشفے کلیے آزاد ہو گئی۔ اور اس کا سر شیون و اعتبارات کے ملاحظہ کے ساتھ

---

[1] ایضا ۱۳۳

[2] ایضا ۱۳۳

موصوف ہو گیا اور اس مقام میں تجلیات ذاتیہ برقیہ سے وہ مشرف ہو گیا۔ اور اس کا لطیفۂ خفی رب تعالیٰ کے کمال تنزہ اور تقدس کبریا کے سامنے دریائے حیرت میں ڈوب گیا۔ اس کا لطیفہ اخفی اس کی ذات کے ساتھ بے کیف اور بے مثال طریقہ پر اتصال پذیر ہو گیا۔ هنيا لادباب النعيم نعيمها ارباب نعمت کو نعمتیں مبارک ہوں۔[۱]

لطائف چھ ہیں

یاد رہے کہ انسانی وجود کے اندر کل چھ لطائف ہیں جو لطائف ستہ کے نام سے یاد کیئے جاتے ہیں:

اول: لطیفۂ نفس

دوم: لطیفۂ قلب

سوم: لطیفۂ روح

چھارم: لطیفۂ سر

پنجم: لطیفۂ خفی

ششم: لطیفۂ اَخفیٰ۔

لطیفۂ نفس کا مقام ناف ہے، لطیفۂ قلب کا مقام بایاں پہلو ہے، لطیفۂ روح کا مقام دایاں پہلو اور لطیفۂ سر کا مقام درمیان قلب و روح ہے۔ لطیفۂ خفی کا مقام پیشانی اور لطیفۂ اَخفی کا مقام سر کی چوٹی ہے۔

قطب المدار علم لدنی کا وارث ہوتا ہے

اقتباس الانوار میں ہے کہ قطب ارشاد جسے قطف مدار بھی کہتے ہیں

---

۱ مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب ۱۳۵

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم لدنی کا وارث ہوتا ہے۔ اور نبی اُمّی صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجلیات کیلئے از بس صاحب لطیفۂ اَخفیٰ ہوتا ہے۔[۱]

نفس کی قسمیں

نفس کی سات قسمیں ہیں جنکے نام درج ذیل ھیں:

۱۔ نفس اَمّارہ

۲۔ نفس لَوَّامہ

۳۔ نفس مُلْہِمہ

۴۔ نفس مُطْمَئِنَّہ

۵۔ نفس راضیہ

۶۔ نفس مرضیہ

۷۔ نفس کاملہ

نفس امارہ پہلا نفس ہے یہ سب سے زیادہ گناہوں کی طرف مائل کرنے والا اور دنیاوی رغبتوں کی جانب کھینچ لے جانے والا ہے۔ ریاضت اور مجاہدہ سے اس کی برائی کے غلبہ کو کم کر کے جب انسان نفس امارہ کے دائرہ سے نکل آتا ہے تو لوامہ کے مقام پر فائز ہو جاتا ہے۔ اس مقام پر دل میں ایسا نور پیدا ہو جاتا ہے جو باطنی طور پر ہدایت کا باعث بنتا ہے۔

جب نفس لوامہ کا حامل انسان کسی گناہ یا زیادتی کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے تو اس کا نفس اسے فوری طور پر سخت ملامت کرنے لگتا ہے۔ اسی وجہ سے اسے لوامہ یعنی سخت ملامت کرنے والا کہتے ہیں۔

۱؎ اقتباس الانوار_ شیخ محمد اکرم قدوسی؛ ص ۱۴۱ مطبوعہ جسیم بکڈپو دہلی

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس نفس کی قسم کھائی ہے:

وَلَآ اُقۡسِمُ بِالنَّفۡسِ اللَّوَّامَةِ۔ [۱]

اور میں نفس لوامہ کی قسم کھاتا ہوں۔

تیسرا نفس نفس ملہمہ ہے۔ جب بندہ ملہمہ کے مقام پر فائز ہوتا ہے تو اس کے داخلی نور کے فیض سے دل اور طبیعت میں نیکی اور تقویٰ کی رغبت پیدا ہو جاتی ہے۔

چوتھا نفس مطمئنہ ہے جو بری خصلتوں سے بالکل پاک اور صاف ہو جاتا ہے اور حالت سکون و اطمینان میں آجاتا ہے۔ یہ نفس بارگاہ الوہیت میں اس قدر محبوب ہے کہ حکم ہوتا ہے:

يٰۤاَيَّتُهَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّةُ ۞ ارۡجِعِىۡۤ اِلٰى رَبِّكِ۔ [۲]

"اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف لوٹ آ۔"

یہ نفس مطمئنہ اولیاء اللہ کا نفس ہے۔ یہی ولایتِ صغریٰ کا مقام ہے۔ اس کے بعد نفس راضیہ، مرضیہ اور کاملہ یہ سب ہی نفس مطمئنہ کی اعلیٰ حالتیں اور صفتیں ہیں۔ اس مقام پر بندہ ہر حال میں اپنے رب سے راضی رہتا ہے۔ اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

يٰۤاَيَّتُهَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّةُ ۞ ارۡجِعِىۡۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرۡضِيَّةً۔ [۳]

"اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف لوٹ آ اس حال میں کہ تو اس سے راضی ہو۔"

۱۔ القيامة، ۷۵ : ۲

۲۔ الفجر، ۸۹ : ۲۷، ۲۸

۳۔ الفجر، ۸۹ : ۲۷، ۲۸

نفس سے مراد کسی چیز کا وجود یا حقیقت یا ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نفس امارہ کی مخالفت کا حکم دیا ہے اور ان لوگوں کی تعریف کی ہے جو اپنے نفس کے خلاف چلتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ

وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى۔

اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا، اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ

اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا۔ بے شک نفس تو برائی کا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے۔

حضور اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے نیکی کا ارادہ رکھتا ہے تو اس کو اس کے نفس کے عیوب سے خبر دار کرتا ہے"۔

اور آثار میں ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی کی:

"اے داؤد نفس کی مخالفت کرو کیونکہ میری محبت نفس کی مخالفت میں ہے۔"

حدیث مبارکہ ہے کہ رسول اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ایک سوال فرمایا کہ ایسے رفیق کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جس کا یہ ہو کہ اگر اس کا اعزاز و اکرام کرو، کھانا کھلاؤ، کپڑے پہناؤ تو وہ تمہیں بلا اور مصیبت میں ڈال دے اور تم اگر اس کی توہین کرو، بھوکا ننگا رکھو تو وہ تمہارے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرے۔؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا

رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس سے زیادہ برا تو دنیا میں ساتھی ہو ہی نہیں سکتا۔

آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ نفس جو تمہارے پہلو میں ہے، وہ ایسا ہی ساتھی ہے"۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "تمہارا سب سے بڑا دشمن خود تمہارا نفس ہے جو تمہیں برے کاموں میں مبتلا کر کے ذلیل وخوار کرتا ہے۔ اور طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔"

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "سب حجابوں سے بڑھ کر حجاب اپنے نفس کی پیروی کرنا ہے" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "نفس ایسی چیز ہے جو باطل سے سکون حاصل کرتا ہے۔"

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "کفر کی بنیاد نفس کی اطاعت ہے۔"

حضرت ابو سلمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "نفس امانت میں خیانت کرنے والا اور قرب حق سے منع کرنے والا ہے اس لیے بہترین عمل مخالفت نفس ہے۔"

حضرت شیخ الشرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "نفس بھونکنے اور کاٹنے والا کتا ہے جب وہ ریاضت سے مطیع ہو جائے تو اس کا رکھنا مباح ہے۔" اسی طرح کشف المحجوب میں ہے کہ "نفس باغی کتا ہے جس کا چمڑا دباغ

یعنی چمڑے رنگنے والا ہی پاک کر سکتا ہے۔یعنی نفس کو مجاہدہ یا شیخ کامل ہی پاک اور صاف کر سکتا ہے۔

نفس کی تین بڑی قسمیں بیان کی گئی ھیں

(۱) نفس اَمّارہ (۲) نفس لَوّامہ (۳) نفس مُطْمَئِنَّہ

نفسِ اَمّارہ: وہ نفس جو برائی پر ابھارتا ہے۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو حیوانیت کا نام دیا ہے کیونکہ یہ نفس انسان کو جانوروں والی حیوانیت اور سفاکیت پر ابھارتا ہے۔یعنی جب نفس حیوانی کا قوت روحانی پر غلبہ ہو جائے تو اس کو نفس امّارہ کہتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول پاک صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک اپنی خواہشات کو میرے لائے ہوئے احکام کے تابع نہ کر دے“۔

پیر کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں کہ

> ”صوفیائے کرام کا ارشاد ہے کہ نفس سرکش کو نفس امارہ بھی کہتے ہیں۔جو امر کا مبالغہ ہے کیونکہ وہ ہر وقت برے کاموں کا حکم کرتا رہتا ہے“۔[۱]

یہی خواہشات نفسانی روزانہ الوہیت کے تین سو ساٹھ لباس پہن کر سامنے آتی ہے اور بندوں کو گمراہی کی طرف بلاتی ہے۔قران مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

[۱] تفسیر ضیاء القرآن

اَفَرَئَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہُ ھَوَاہُ[۱]

کیا تم نے ان لوگوں کو دیکھا جو خواہشات کو اپنا معبود بنا لیتے ہیں۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

وَاتَّبَعَ ھَوَاہُ فَمَثَلُہ کَمَثَلِ الْکَلْبِ[۲]

جس نے اپنی خواہشات کی پیروی کی اسکی مثال کتے کی طرح ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ترک نفس یا ترک خواہش بندے کو امیر بنا دیتی ہے اور خواہش کی پیروی امیر کو اسیر بنا دیتی ہے۔ جس طرح زلیخا نے اپنے نفس کی پیروی کی، امیر تھی لیکن اسیر (قیدی) ہو گئی اور حضرت یوسف علیہ السلام نے خواہش کو ترک کیا اسیر تھے، امیر ہو گئے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا "وصول (قرب خداوندی) کیا ہے؟ کہا خواہش کی پیروی چھوڑ دینا" کیونکہ بندے کی کوئی عبادت خواہش کی مخالفت سے بڑھ کر نہیں۔ ناخن سے پہاڑ کھودنا آسان ہے مگر خواہش کی مخالفت کرنا بہت دشوار ہے۔

بعض مشائخ سے پوچھا گیا کہ اسلام کیا ہے؟ جواب دیا "مخالفت کی تلواروں سے نفسوں کو ذبح کر دینا اسلام ہے۔"

حضرت خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "عبادتوں کی کنجی فکر ہے اور اللہ رب العزت کی بارگاہ میں رسائی اور قرب کی علامت نفس اور خواہشات کی مخالفت ہے"۔[۳]

۱۔ سورہ جاثیہ

۲۔ سورۃ اعراف

۳۔ مکتوبات صدی

نفس اور خواہشات کو قابو کرنے سے متعلق حضرت شیخ شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ لکھا ہے خلاصۃً پیش ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ "نفس ہر وقت خواہشات کی طلب میں رہتا ہے اور اگر اس کی خواہشات کو پورا کر دیا جائے تو ایک بہت لمبی فہرست تیار کر لیتا ہے۔"

اسلام نے انسان کی خواہشات کو دبانے کے بجائے اعتدال پر رکھنے کو پسند کیا ہے۔ عقلمند کے لیے ضروری ہے کہ نفس کو دبانے کی جدوجہد کرتا رہے لیکن یکبارگی اس پر دھاوا بول دینا اور اس کو زیر کر دینا دشوار ہے بلکہ اس میں نقصان وغیرہ کا اندیشہ ہے۔ راہ اعتدال یہ ہے کہ قوت دیتے ہوئے اس پر کاموں کا بوجھ ڈالا جائے تاکہ وہ متحمل ہو سکے اور نفس کو اس حد تک کمزور کیا جائے اور سختی سے کام لیا جائے کہ وہ تمہارے حکم سے گریز نہ کر سکے۔ اس کے علاوہ جو طریقے ہیں وہ غلط ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ نبی پاک صلّی اللہُ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ سخت ریاضت و مجاہدہ کی وجہ سے نہایت کمزور ہو گئے ہیں اور ہاتھ پاؤں ہلانے سے بھی عاجز ہیں، انکی آنکھیں اندر دھنسی گئی ہیں، تو نبی پاک صلّی اللہُ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اے عبد اللہ! تم پر تمہارے نفس کا بھی حق ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ نفس کو ہلاک کرنا گناہ ہے۔ اس لیے ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ نہ وہ انسان پر غالب ہو سکے اور نہ اسکی نافرمانی کر سکے۔ میانہ روی کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اسے تھوڑا نرم کیا جائے تاکہ لگام دینے کے قابل ہو جائے۔ اس کے راستے کے عاملوں نے کہا کہ نفس کو نرم کرنے کی تین چیزیں ہیں۔

۱۔ نفس کو خواہشات اور لذتوں سے روک دیا جائے کیونکہ جب چوپائے دانہ

گھاس نہیں پاتے ہیں تو نرم ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا دانہ پانی روک دیا جائے تاکہ ساری شرارتیں غائب ہو جائیں۔

۲۔ عبادت کا بھاری بوجھ اس پر لادا جائے۔

۳۔ اللہ رب العزت سے مدد مانگی جائے اور اس کی بارگاہ میں پناہ تلاش کی جائے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ [۱]

جنہوں نے ہماری راہ میں مجاہدہ کیا ہم انہیں اپنی راہ دکھادیتے ہیں۔

یعنی جو مجاہدہ کرتا ہے اسے مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔ جملہ احکام شریعت پر عمل کرنا، حلال کھانا، حرام و مشتبہ سے بچنا اور فرائض و واجبات کی پابندی کرنا یہ سب مجاہدہ ہے اور جو مجاہدہ کرتا ہے اس کا اثر ضرور ظاہر ہوتا ہے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ گھوڑے کو ریاضت سے ایسا سدھایا جاتا ہے کہ حیوانی صفات چھوڑ کر آدمی کی صفات اختیار کر لیتا ہے اور اس کی صفتیں بدل جاتی ہیں یہاں تک کہ زمین سے کوڑا اٹھا کر سوار کو دیتا ہے اور گیند گھماتا ہے۔ اسی طرح وحشی جانوروں کو رام کر لیا جاتا ہے ایک ناپاک کتے کو مجاہدہ و تعلیم دے کر اس مرتبے پر پہنچا دیا جاتا ہے کہ اس کا مارا ہوا شکار مومن کے مارے ہوئے شکار کی طرح حلال اور پاک ہو جاتا ہے۔

الغرض یہ کہ مجاہدہ و ریاضت بالاتفاق پسندیدہ ہے لیکن مجاہدہ کا دیکھنا یعنی اس کا اعتبار کرنا ایک آفت ہے۔

---

۱ العنکبوت ۲۹/۹۶

ولایت خاصہ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام تمام مراتب ولایت سے ممتاز ہے

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں: کہ ایک بات جو ذہن میں رکھنی چاہیئے وہ یہ ہے کہ ولایت خاصہ محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام عروج و نزول کے تمام طریقوں میں دوسرے تمام مراتب ولایت سے ممتاز اور الگ ہے۔ جناب عروض میں تو اس طرح کہ لطیفۂ اَخفیٰ کی فنا اور اس کی بقا اسی ولایت خاصہ کے ساتھ مختص ہے۔ باقی تمام ولایتوں کا عروج اپنے درجات کے فرق کے مطابق صرف لطیفۂ خفی تک ہے۔ یعنی بعض ارباب ولایت کا عروج صرف اور صرف مقام روح تک ہے۔ اور بعض کا سِرّ تک اور کچھ دوسروں کا عروج صرف لطیفۂ خفی تک ہے۔ اور یہ ولایت عامہ کے درجات کی آخری حد ہے۔ اور جناب نزول میں اس طرح کہ ولایت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام کے اولیاء کے اجسام طاہرہ کو بھی اس ولایت کے درجات کمالات سے حصہ ملتا ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم علیہ کو شب معراج جہاں تک خدائے تعالی نے چاہا جسم عنصری کے ساتھ عروج نصیب ہوا۔ آپ پر جنت دوزخ پیش کئے گئے گئے اور آپ حق تعالی کی رویت بصری سے مشرف کیئے گئے۔ اس طرح کی معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خاص ہے۔

اور وہ اولیاء جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کمال متابعت سے موصوف ہو کر ولایت خاصہ کے وارث ہوئے ہیں، اور آپ کے قدم مبارک کے نیچے چلتے ہیں انہیں بھی اس مرتبہ مخصوصہ سے حصہ ملتا ہے۔ ع

وللارض من کاس الکرام نصیب

لیکن جو اولیاء زیر قدم نبوت ہیں، انہیں جو حالت نصیب ہوتی ہے وہ رویت اصلیہ کی حالت نہیں۔ رویت اور اس حالت میں فرق اصل و فرع اور شخص و سایہ کا ہے۔ رویت اور یہ حالت ایک دوسرے کا عین نہیں۔[۱]

ہدایت و ایمان کا نور قطب المدار کے وسیلے سے ہی ملتا ہے۔ حضور امام ربانی ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ قطب ارشاد جو کمالات فردیہ کا بھی جامع ہوتا ہے بہت عزیز الوجود اور نایاب ہے، اور بہت سے قرنوں اور بے شمار زمانوں کے بعد اس قسم کا جوہر وجود میں آتا ہے۔ عالم تاریک اس کے نور ظہور سے نور نورانی ہوتا ہے، اور اس کی ھدایت و ارشاد کا نور محیط عرش سے لے کر مرکز فرش تک تمام جہان کو شامل ہوتا ہے۔ اور جس کسی کو رشد و ہدایت اور ایمان و معرفت حاصل ہونا ہوتا ہے اسی کے ذریعے سے حاصل ہوتا ہے۔ اور اس کے وسیلے کے بغیر کوئی شخص اس دولت کو نہیں پا سکتا، مثلاً: اس کی ہدایت کا نور دریائے محیط کی طرح تمام جہان کو گھیرا ہوا ہے، اور وہ دریا گویا منجمد ہے اور ہر گز حرکت نہیں کرتا اور وہ شخص جو اس بزرگ کی طرف متوجہ ہے اور اس کے ساتھ اخلاص رکھتا ہے یا یہ کہ وہ بزرگ طالب کے حال کی طرف متوجہ ہے، تو توجہ کے وقت گویا طالب کے دل میں ایک روزن کھل جاتا ہے، اور اس راہ سے توجہ و اخلاص کے مطابق اس دریا سے سیراب ہوتا ہے۔ ایسے ہی وہ شخص جو ذکر الٰہی کی طرف متوجہ ہے اور اس عزیز کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہے۔ انکار سے نہیں، بلکہ اس کو پہچانتا نہیں ہے۔ تو اس کو بھی یہ افادہ حاصل ہوتا ہے۔ لیکن پہلی صورت میں دوسری صورت کی نسبت افادہ بہتر اور بڑھ کر ہے۔

---

[۱] مکتوبات امام ربانی ج ا مکتوب ۱۳۵

قطب المدار کا منکر جو ہدایت کی حقیقت سے محروم ہے وہ شخص جو اس بزرگ قطب الارشاد و قطب المدار کا منکر ہے یا وہ بزرگ اس سے آزردہ ہے، تو اگرچہ وہ ذکر الٰہی میں مشغول ہے لیکن وہ رشد و ہدایت کی حقیقت سے محروم ہے یہی انکار و آزار اس کے فیض کا مانع ہو جاتا ہے بغیر اس امر کے کہ وہ بزرگ اس کے عدم افادہ کی طرف متوجہ ہو یا اس کے ضرر کا قصد کرے۔ کیونکہ ہدایت کی حقیقت اس سے مفقود ہے۔ وہ صرف مرشد کی صورت ہے۔ اور صورت بے معنیٰ کچھ فائدہ نہیں دیتی۔ اور وہ لوگ جو اس عزیز (قطب المدار) کے ساتھ محبت واخلاص رکھتے ہیں اگرچہ توجہ مذکورہ اور ذکر الٰہی سے خالی ہوں، لیکن فقط محبت ہی کے باعث رشد و ہدایت کا نور ان کی پہنچ جاتا ہے۔[۱]

قطب المدار کی تخت نشینی و تاجپوشی

پروردگار عالم جب کسی ولی کو مرتبہ قطب المدار پر فائز کرتا ہے تو اس کو تاج کرامت دے کر تخت پر بٹھاتا ہے اور اپنی خلافت و نیابت سے اسے مشرف فرما کر عالمین کیلئے اسکو مطاع و مراد بنا دیتا ہے۔ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتوحاتِ مکیہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو مرتبہ قطبیت کبریٰ میں متولی فرماتا ہے تو عالم مثال میں اس کے لیے ایک تخت بچھا کر اس پر اسکو بٹھاتا ہے، اور اس مکان کی صورت بحیثیت اس کے مرتبے کے بناتا ہے، مثلاً اس کو اپنے عرش پر مستوی ہونے کی صورت بناتا ہے اپنی ہر چیز کے ساتھ احاطۂ علمی کے ذریعے اور اللہ سے بڑھ کر کون اعلیٰ مثل دے سکتا ہے؟ تو جب وہ تخت بچھا دیا جاتا ہے تو اس کے بعد اسکو ان تمام اسماء کا خلعت دیا جاتا ہے

---

[۱] مکتوبات امام ربانی جلد دوم دفتر اول حصہ چہارم مکتوب ۲۶۰

جن کا طالب تمام عالم ہے - اور اسماء اس عالم کے طالب ہوتے ہیں۔ پھر اس سے حُلّے ظاہر ہوتے ہیں۔ وہ سب اس قطب کو پہنا کر اور تاج کرامت اس کے سر پر رکھ کر اس کو تخت پر بٹھاتے ہیں اس وقت اس کی حالت خلیفہ کی ہوتی ہے، پھر اللہ جل شانہ تمام عالم کو حکم دیتا ہے اس سے بیعت کرنے کا اس شرط پر کہ سب لوگ اس کی اطاعت کریں اور سختی اور راحت ہر حال میں کریں - پس سارا عالم ادنیٰ و اعلیٰ سب اس کی بیعت میں داخل ہو جاتے ہیں سوائے عالون کے۔

عالون سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ کے جلال میں در آئے ہوئے ہیں۔ اور وہ لوگ بالذات حق کی عبادت کرتے ہیں نہ کہ امر ظاہری شرعی کی وجہ سے۔ (یعنی وہی لوگ اس مقام میں اسلام حقیقی پر عمل پیرا ہوتے ہیں جس میں وہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بلا واسطہ تقلید کرتے ہیں کسی امام کی تقلید کی حاجت انہیں نہیں رہتی) اور قوم ملأ اعلی بھی اس قطب کے پاس سب سے پہلے آتے ہیں اپنے مراتب کے موافق۔ یعنی کوئی پہلے کوئی پیچھے اور وہ سب کے سب اس قطب کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں بنا کسی سختی و راحت کی قید کے۔ اور وہ لوگ ان دونوں صفتوں کو اپنے میں جانتے ہی نہیں۔ اس لیے کہ کسی شیٔ کی شناخت کماحقہ بغیر اس کی ضد کے نہیں ہوتی۔ اور ملأ اعلی ایسے ذوق میں ہوتے ہیں جس میں امر مکروہ کی گنجائش ہی نہیں ہوتی۔ تو جو روحیں اس قطب کے پاس بیعت کیلئے آتی ہیں وہ اس سے علم الٰہی سے متعلق کوئی مسئلہ ضرور پوچھتی ہیں، اور وہ جواب میں کہتا ہے کہ اے شخص! کیا تو فلاں فلاں امر کا قائل ہے۔

جب وہ اس کا اقرار کرتا ہے تو وہ قطب اس سے کہتا ہے: اس مسئلے میں دو جہتیں ہیں اور وہ دونوں متعلق ہیں علم الٰہی سے جن میں ایک دوسرے سے اعلی

ہیں۔ جو اس شخص کو معلوم ہوتی ہے۔ تو ہر بیعت کرنے والا اس قطب سے مستفید ہوتا ہے، اور وہ علم حاصل کرتا ہے جو اس کو معلوم نہیں ہوتا ہے۔

حضرت شیخ محی الدین اکبر قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میں نے کل سوالات قطبیت ایک علیٰحدہ رسالے میں لکھا ہے، اور مجھ سے پہلے کسی نے ان کو نہیں لکھا ہے۔ اور وہ مسائل معین نہیں ہوتے کہ بار بار اس قطب سے وہی پوچھے جائیں۔ بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ خود بخود سائل کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ یعنی پہلے سے وہ سوال اس کے ذہن میں نہیں ہوتا ہے، بلکہ پوچھنے کے وقت فوراً ذہن میں آجاتا ہے۔

شیخ فرماتے ہیں کہ پہلے اس قطب سے عقل اول سوال کرتی ہے، پھر نفس، پھر وہ ملائکہ جو مقدم ہیں ان ملائکہ سے جو آسمانوں اور زمین کے بنانے والے ہیں ؛ یا ان پر موکل ہیں ؛ پھر وہ روحیں جو ان ہیاکل کے مدبّرہ ہیں جنہوں نے بعد انتقال اپنے جسموں سے مفارقت کرلی ہے۔ پھر اجنہ، پھر مولّدات، پھر باقی وہ جو اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔[1]

اختیار و تصرفات قطب المدار

چونکہ قطب المدار جامع کمالات ولایت محمدیہ علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام ہوتا ہے۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مظہر اتم اور خلیفۃ اللہ فی الارض ہوتا ہے، اور وہی باطن خاتم النبوۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہوتا ہے، اس لیے بغیر کسی واسطے کے فیضان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقسیم اس کے زمانے میں اسی کے ذریعے ہوتی ہے، اور اس کو نعماتِ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر مختار و متصرف بنا دیا جاتا ہے اور مدارِ انعامات الٰہیہ

[1] فتوحاتِ مکیّہ ۳۳۶واں باب بحوالہ الدار المنظم فی مناقب غوث الاعظم

ٹھہرا کر زمام عزل و نصب اسی کے ہاتھوں میں تھما دیا جاتا ہے۔

چنانچہ سیدنا نصیر الدین چراغ دلی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ سیدنا میر جعفر مکی علیہ الرحمہ اپنی کتاب بحر المعانی میں رقم فرماتے ہیں:

"اے محبوب گوش دار کہ مراتب اقطاب و قطب المدار چیست؟ مراتب اقطاب آنست کہ ایشاں اگر بخواہند ولی راازولایت معزول کنند، و مرتبۂ قطب المدار یعنی قطب عالم آنست کہ اور اگر بخواہد اقطاب راازمقام قطبیت معزول کند۔

واللہ تعالیٰ فرشتہ راکار فرمودہ باشد بگفت قطب مدار ازاں کار فرشتہ رامعزول کند و بگفت قطب مدار حضرت جلّت قدرتہٗ احکام لوح محفوظ رانیز محو گرداند۔ وزندہ کردنِ موتیٰ وانتقالات عرش وکرسی ایں جمیع تصرفات مر قطب مدار راباشد۔"[۱]

ترجمہ اے محبوب دھیان سے سنو! کہ اقطاب اور قطب مدار کے مراتب کیا ہیں؟ اقطاب کا مرتبہ یہ ہے کہ یہ لوگ اگر چاہیں تو ولی کو ولایت سے معزول کر دیں، اور اس کی جگہ دوسرے کو مقرر فرما دیں، اور قطب مدار یعنی قطبِ عالم کا مقام یہ ہے کہ اگر وہ چاہے تو قطبوں کو مقام قطبیت سے معزول کر دے، اور اگر اللہ تعالی فرشتوں کو کسی کام کا حکم فرما چکا ہو اور قطب مدار کی مرضی ہو کہ یہ کام نہیں ہونا چاہیے تو اللہ تعالی اپنے محبوب کی رضا کی خاطر فرشتوں کو اس کام سے روک دے، اور قطب مدار کے کہنے پر اللہ تعالی لوح محفوظ کے

---

[۱] بحر المعانی

نوشتہ کو بھی محو فرمادے۔ مردوں کو زندہ کرنا عرش و کرسی سے نوشتہ کو منتقل کر دینا یہ سب قطب مدار کے خصوصی تصرفات ہیں۔

قطب مدار کا ہفت اقلیم پر تصرف

حضرت میر جعفر مکی فرماتے ہیں کہ قطب مدار تمام اقالیم پر متصرف ہوتا ہے۔

"قطب عالم یعنی قطب مدار متصرف بر جمیع اقالیم و بر جمیع اقطاب باشد، از عرش تا ثریٰ متصرف بود"۔

اور سارے اقطاب پر متصرف ہوتا ہے عرش سے تحت الثریٰ تک متصرف ہوتا ہے۔[1]

عزل و نصب اقطاب کا مرتبہ

انہیں کا یہ بھی فرمان ہے:

مقام جبروت یعنی مقام جبر و کسر خلائق مقام قطب مدار است یعنی قطب مدار کہ او متصرف است از عرش تا ثری۔ و جبر و کسر در شش جہات کند، و قطب عالم یعنی قطب مدار را فیض از عرش مجید است کہ تعلق بعزلیت و نصبت دارد۔[2]

کہ مخلوق کے جبر و کسر کا مقام مقام قطب مدار ہے۔ یعنی قطب مدار جو عرش سے تحت الثری تک متصرف ہوتا ہے چھ جہتوں میں جبر وکسر کرتا ہے۔ قطب مدار کو عرش مجید سے فیض وارد ہوتا ہے۔

اور وہ عزل و نصب یعنی کسی ولی کو اس کے منصب سے معزول کر دینا یا کسی کو

۱؎ بحر المعانی ص ۹۲

۲؎ بحر المعانی ص ۹۳ سید جعفر علی

منصب قطبیت پر سرفراز کو دینا، یا کسی کو صاحب مقام بنا دینا یہ سب کچھ قطب مدار کے اختیارات وتصرفات سے ہیں۔

امام عبد الغنی نابلسی فرماتے ہیں:

هذا القطب (اي المدار) واحد في كل زمان غير اقطاب المقامات، واقطاب الاقطار والجهات، فان كل مقام من مقامات القرب الى الله تعالى له قطب يكون مدار ذلك المقام عليه. فلا يكون لاحد من الناس شيء من ذلك المقام الا من تحت تصرف ذلك القطب. فمقام التوكل له قطب، ومقام الزهد له قطب، ومقام الجبر له قطب وهكذا. [1]

کہ قطب مدار ہر زمانے میں ایک ہوتا ہے یہ ان قطبوں کے علاوہ ہوتا ہے جو مقامات وجہات واقطار کے قطب ہوتے ہیں اقالیم سبعہ یا قریہ وغیرہ کے علاوہ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کے جتنے مقامات ہیں ہر مقام کا ایک قطب ہوتا ہے، لیکن ان سب کا دار ومدار قطب المدار کی ذات پر ہوتا ہے۔ تو مقام توکل کا ایک قطب ہوتا ہے، مقام زہد کا ایک قطب ہوتا ہے لیکن ان سب پر قطب مدار متصرف ہوتا ہے۔

---

[1] شرح التجليات الإلهية والكشوفات الربانية للشيخ النابلسى ١١٤٣ ص ٢٦ مطبوعه بيروت

کار خانۂ ہستی کے اجرا کا کام قطب المدار کے ذمے رہتا ہے

مولانا غلام علی نقشبندی مجددی قدس سرہ اپنی کتاب در المعارف میں رقم فرماتے ہیں:

حق تعالیٰ اجرائے کار خانۂ ہستی و توابع ہستی قطب مدار را عطا می فرماید، وہدایت و رہنمائی گمراہاں بدست قطب ارشاد می سپارد، وبعد ازاں فرمودند: کہ حضرت بدیع الدین شیخ مدار قدس سرہ قطب مدار بودند، وشانے عظیم دارند۔[1]

یعنی حق تعالیٰ کار خانۂ ہستی و توابع ہستی کے اجرا کی ذمہ داری قطب مدار کے سپرد فرما دیتا ہے اور گمراہوں کی ہدایت و رہنمائی کی ذمہ داری قطب ارشاد کے حوالے فرما دیتا ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت بدیع الدین شیخ مدار قدس سرہ قطب مدار تھے اور ایک بڑی شان کے مالک تھے۔

کیا قطب مدار کے فوت ہونے سے قیامت قائم ہو جائے گی

گزشتہ حوالوں سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ قطب الاقطاب، قطب الارشاد، قطب عالم، قطب کبریٰ اور قطب مدار ہر زمانے میں ہوتا ہے۔

علمائے دیوبند کے سرخیل حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نے بھی شریعت و طریقت میں لکھ دیا ہے کہ قطب العالم ایک ہوتا ہے اس کو قطب العالم قطب اکبر قطب الارشاد قطب الاقطاب اور قطب المدار بھی کہتے ہیں۔

حدیث شریف ماسبق میں گزری کہ

[1] در المعارف مطبوعہ ترکی ص ۲۴۳ غلام علی نقشبندی

"ان للہ تعالی فی الخلق واحد قلبه علی قلب اسرافیل علیه السلام"

یعنی مخلوق میں قلب اسرافیل علیہ السلام کا نمائندہ ایک قطب ہوتا ہے جو ہر زمانہ میں ایک ہوتا ہے۔ مخدوم پاک نے بھی فرمایا کہ ایک قطب ہر زمانہ میں منظور نظر الٰہی ہوتا ہے۔

یہ بھی گزرا کہ جب وہ وفات پاتا ہے تو امامین میں سے کوئی اس کا وزیر اعظم ہوتا ہے اور اس کے منصب پر فائز کر دیا جاتا ہے۔

ہر زمانے میں قطب الاقطاب و قطب المدار کا وجود ہوتا ہے۔ اور اپنے مقام میں رہتے ہوئے اگر وہ وفات پا جاتا ہے یا اس منصب سے ترقی پا کر مقام فردانیت یا مقام محبوبیت میں قدم رکھ دیتا ہے تو اس کے منصب پر جو خلا ہوتی ہے وہ امامین سے ایک سے پر کر دی جاتی ہے۔

ہر زمانے میں یہی ہوتا رہے گا حتّٰی کہ قرب قیامت کا زمانہ آئے گا اس وقت اس زمانے کا جو ختم اور قطب مدار ہوگا وہ جس دن وفات پا جائے گا تو قیامت برپا ہو جائے گی۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی سے پوچھا گیا کہ حضرت خضر علیہ السلام و حضرت الیاس علیہ السلام کی زندگی کس شان کی ہے۔ آپ نے مراقبہ فرمایا۔ مراقبے میں حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور خود ارشاد فرمایا:

ان الله جعل لارواحنا قوة نتجسد بها وجعلنا الله تعالی معینا لقطب المدار من اولياء الله تعالى الذي جعله الله تعالى مدارا للعالم وجعل بقاء العالم ببركة

وجوده وافاضته.[1]

بے شک اللہ تعالیٰ نے ہماری روحوں کو وہ طاقت بخشی ہے کہ ہم اس کے سبب جو شکل چاہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں قطب المدار کا معاون بنایا ہے، قطب المدار اللہ تعالیٰ کا ایسا ولی ہے جسے اللہ پاک نے عالم کے لیے مدار ٹھہرایا ہے۔ عالم کی بقا اس کے وجود کی برکت اور اس کہ فیض سے ہے۔

حضرت میر جعفر مکی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ

"قطب عالم در ہر زمانہ و عصر یکے باشد، ووجود جمیع موجودات اہل دنیاو آخرت یعنی سفلی و علوی بوجود قطب عالم قائم باشد، وقطب عالم را قطب مدار نیز گویند، یعنی موجودات سفلی و علوی از برکت وجود اوست۔"[2]

ترجمہ: قطب عالم ہر زمانے میں ایک ہوتا ہے اور تمام موجودات کا وجود خواہ وہ دنیاوالے ہوں یا آخرت کے یعنی عالم سفلی و علوی قطب عالم کے وجود سے قائم ہے۔ قطب عالم ہی کو قطب مدار بھی کہتے ہیں، یعنی موجودات سفلی و موجودات علوی قطب مدار کے وجود کی برکت کے سبب ہے۔

جب آخری زمانے کا قطب مدار وفات پائے گا تو قیامت آجائے گی

محدث عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں:

---

۱ الحديقة الندية فی شرح الطريقة النقشبندية مطبوعہ ۱ استنبول ترکی

۲ بحر المعانی ص ۸۳

قیام عالم کا انحصار قطب المدار کے وجود پر ہے۔[۱]

یہی محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ

اتنا ضرور تم کو معلوم کر لینا چاہیئے کہ ان منکروں کی گرفتاری کا وقت اس وقت ہو گا جب دنیا میں اہل مجاہدہ اور اہل ذکر سے کوئی باقی نہ رہے گا۔ اور ولایت کی راہ بالکل بند ہو جائے گی، اور غیبیہ ساری خدمتیں معطل اور بے کار ہو جائیں گی۔ جیسے غوثیت، قطبیت، ابدالیت، اور اوتادیت اور قطب المدار زمین سے مفقود ہو جائے گا، اور ابدال واوتاد سب اٹھالیے جائیں گے۔ بفرمان الٰہی:

يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا

یعنی جس دن کانپے گی زمین اور پہاڑ یہ سب قطب المدار اور اوتاد و ابدال کی موت کے سبب سے ہو گا جن کی برکت سے عالم کا قیام اور ثبوت تھا۔[۲]

فصوص الحکم میں ہے:

"فلا يزال العالم محفوظا ما دام فيه الانسان الكامل، الا تراه: اذا ذلك من خزانة العالم لم يبق فيها ما خزانة الحق فيها، و خرج ما كان فيها والتحق بعضه ببعض وانتقل الامر الى الاخرة"

ہمیشہ عالم محفوظ رہے گا جب تک اس میں انسان کامل ہو گا۔

۱۔ تفسیر عزیزی جلد ۲ صفحہ ۱۴۱

۲۔ تفسیر عزیزی زیر آیت یوم ترجف الارض والجبال

جب وہ خزانہ عالم سے جدا ہو گا تو عالم میں خزانۂ حق باقی نہ رہے گا
.ظاہر ہو گا جو کچھ اس میں ہو گا، اور ہر چیز باہم مخلوط ہو جائے گی، اور قیامت قائم ہو جائے گی۔[1]

یعنی آخری زمانے کا قطب مدار وفات پائے گا تو قیامت ہو جائے گی۔
چنانچہ حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت انس ابن مالک سے روایت کی ہے کہ

ابدال چالیس ہیں: ۲۲ر شام میں ہیں اور ۱۸ر عراق میں۔ ان میں جب ایک فوت ہوتا ہے تو دوسرا اس کی جگہ آ جاتا ہے۔ جب قیامت کا وقت قریب آئے گا تو تمام ابدال وفات پا جائیں گے، پھر قیامت قائم ہو جائے گی۔

"عن انس ابن مالك البدلاء اربعون رجلا اثنان و عشرون بالشام و ثمانية عشر بالعراق و كلما مات واحد يبدل آخر فإذا كان عند القيامة ماتوا كلهم، فإذا جاء الامر قُبِضُوا كُلُّهم-فعند ذالك تقوم الساعة. (رواه الحكيم الترمزى وابن عساكر)[2]

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ بدلاء چالیس ہوتے ہیں ۲۲ر شام میں اور ۱۸ر عراق میں۔ جب ان میں سے ایک انتقال فرماتا ہے دوسرا اس کی جگہ لے لیتا ہے۔ جب قیامت کا وقت قریب ہو گا وہ سب انتقال

---

[1] لطائف اشرفی ص ۱۳۴

[2] نوادر الاصول جلد ۱ ص ۲۶۱، تاریخ دمشق ۱/۲۹۱، مسند الفردوس ۲/۳۶

فرما جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم آئے گا اور وہ سب اٹھا لیے جائیں گے اور قیامت قائم ہو جائے گی (حکیم ترمذی نے نوادر الأصول میں اور ابن عساکر نے مسند الفردوس میں روایت کی ہے۔)

غوث اور قطب میں فرق

قطب اور غوث ایک ہی منصب کے ولی ہوتے ہیں یا ان میں اور اُن کے تصرفات واختیارات کے مراتب میں فرق ہے؟ یہ مسئلہ بھی قابل غور ہے۔

بعض صوفیاء غوث اور قطب میں فرق نہیں کرتے ہیں۔ جہاں قطب کے اختیارات و تصرفات کی وسعت دیکھتے ہیں اسی پر غوث کے مقامات و مناصب کو منطبق کر دیتے ہیں۔

شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے پتہ چلتا ہے کہ جو قطب ہے اسے غوث بھی کہا جا سکتا ہے: آپ فرماتے ہیں:

فان الاقطاب المصطلح على ان يكون لهم هذا الاسم مطلقا من غير إضافة لا يكون منهم في الزمان الا واحدا وهو الغوث وهو من المقربين وهو سيد الجماعة في زمانه.[1]

اصطلاح صوفیا میں مطلقا بغیر کسی اضافت کے قطبوں میں ایک ایسا قطب ہوتا ہے جو اپنے زمانے میں صرف ایک ہوتا ہے۔ اسی کو غوث بھی کہا جاتا ہے۔ اور وہ مقربین بارگاہ الٰہی سے ہوتا ہے۔ اور وہی اپنے زمانے میں جماعت اولیاء کا سردار ہوتا ہے۔

---

[1] فتوحات مکیہ ص ۳/۱۱

شیخ عبد الرزاق کاشانی اصطلاحات میں لکھتے ہیں کہ قطب ہی غوث ہے جب اس کی طرف التجا کی جائے، اور بغیر اس وقت کے اس کو غوث نہیں کہیں گے۔

جامع الاصول میں ہے کہ قطب کا نام غوث بھی رکھا جاسکتا ہے۔ اسلئے کہ وہ عاجز و مسکین اور غمگین کی التجا پر متوجہ ہوتا ہے۔

حضرت داؤد قیصری قدس سرہ القوی کے بیان سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہی ایک شخص ہے جسے غوث اور قطب دونوں کہتے ہیں۔

امام جامی کی نفحات الانس میں بھی یہی ہے کہ غوث اور قطب ایک ہی شخص کو کہتے ہیں۔

لطائف اشرفی میں حضرت مخدوم پاک سید اشرف جہانگیر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

> قطب الاقطاب تمام عالم میں ایک ہوتا ہے جس کے بہت سے نام ہوتے ہیں، قطب الدائرہ، غوث اعظم، انسان کامل مظہر کلی، جہانگیر، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُن کا نام عبد اللہ ہے۔ وہ اپنے زمانے میں یکتا ہوتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ایک ہے اور یہ اس کے مظہر ہیں۔[۱]

اس عبارت سے بھی یہی لگ رہا ہے کہ قطب الاقطاب اور غوث اعظم ایک ہی منصب کے دو نام ہیں۔

آپ مزید فرماتے ہیں کہ

اماماں دو شخص ہیں۔ ایک کا نام عبد الرب ہے جو غوث کے داہنی طرف

---

۱ لطائف اشرفی ص ۱۳۳

ہے۔ اور وہی ناظر عالم ملکوت ہے۔ اور جو بائیں طرف ہے اس کا نام عبد الملک ہے، وہ ناظر عالم اجسام ہے۔ اُن لوگوں سے کسی وقت دنیا خالی نہیں ہوتی۔[۱]

علامہ ابن حجر ہیتمی الشافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

"القطب هو الغوث الفرد الجامع جعله الله تعالى دائرا في الافاق الاربعة من اركان الدنيا كدوران الفلق في افق السماء وقد ستر الله احواله عن الخاصة والعامة غيرة من الحق غير انه يرى عالما كجاهل ابله كفطن تاركا اخذا قريبا بعيدا سهلا عصرا أٰمنا حذرا ومكانته من الاولياء كالنقطة من الدائره التي هي مركزها به يقع صلاح العالم." [۲]

ترجمہ: قطب المدار جو غوث و فرد ہے اور مقامات کا جامع ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے دنیا کے چاروں کونوں میں گشت کراتا ہے۔ جیسے آسمان کے اُفق میں فلک اور سیارے گردش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی غیرت داری میں اس کے احوال کو خواص و عوام سے پوشیدہ رکھتا ہے۔ وہ عالم ہونے کے باوجود ناخواندہ لگتا ہے۔ ذہین ہوتے ہوئے بھی کم فہم معلوم پڑتا ہے۔ دنیا سے بے نیاز ہوکر بھی دنیا کو اپنی گرفت میں رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ سے قریب تر ہوتے ہوئے بھی کچھ دور سا لگتا ہے۔ دردمند ہوتے ہوئے بھی تنگ دل جان پڑتا ہے۔ بے خوف ہونے کے باوجود

---

۱ ایضاص۱۳۸

۲ الفتاویٰ الحدیثیہ ص ۳۲۲

بھی سہما سہما سا محسوس ہوتا ہے۔ اولیاء اللہ میں اس کا مقام ایسا ہے جیسے دائرہ کے مرکز نقطے کا۔ اسی پر عالم کی درستگی کا دار و مدار ہے۔

ان عبارات و ارشادات سے بظاہر پتہ چل رہا ہے کہ غوث اور قطب ایک ہی مرتبہ اور ایک ہی عہدہ کے دو نام ہیں۔ یہ ایک ہی مرتبہ اور ایک ہی منصب ہے۔ لیکن بہت سارے مشائخ نے مقام غوث اور منصب قطب میں واضح فرق بتایا ہے۔ تفسیر روح البیان مترجم کے حاشیہ پر زیر آیت والجبال اوتادا مرقوم ہے:

بعض صوفیاء نے غوث اور قطب ایک ہی شخص کو قرار دیا ہے، مگر حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کے نزدیک قطب الاقطاب اور غوث میں بڑا فرق ہے۔ بعض اوقات قطب اور غوث کے اوصاف ایک ہی شخص میں جمع ہو جاتے ہیں، قطب قطبیت کی وجہ سے قطب الاقطاب یا قطب اعظم اور غوث غوثیت کے اعتبار سے غوث الاغواث یا غوث الاعظم کہلاتا ہے۔[1]

قطب ایک مرتبہ ہے اور غوث ایک الگ مرتبہ

شیخ حسین کشمیری ہدایت الاعمی میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

۳۴۷ر اہل خدمات ہیں جن کو ابطال، ابدال، اور سیاح کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اور ۹ رتن اہل ارشاد ہیں جو ناقصوں کی تکمیل فرماتے ہیں۔ اُن کے درجات بھی متفاوت ہیں۔ ان میں سے ۵ر کو اوتاد کہتے ہیں۔ ایک کو غوث اور ایک کو قطب الاوتاد کہتے ہیں، اور ان میں ایک قطب الاقطاب ہوتا ہے۔ یہ مقرب بارگاہ رسالت مآب

---

[1] تفسیر روح البیان مترجم رضوی کتاب گھر پارہ ۳۰

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتا ہے۔ اور بے واسطہ حضرت (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم) سے مستفید ہوتا ہے۔ اور تمام عالم کی مخلوق ان ہی قطب الاقطاب کے واسطے سے فیضیاب ہے۔[1]

اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ مرتبہ غوث کا اور ہے اور مرتبۂ قطب اور۔۔۔

حضرت مجدّدالف ثانی کے نزدیک غوث اور قطب میں فرق

حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہ النورانی ارشاد فرماتے ہیں کہ شیخ محی الدین عربی کے نزدیک غوث ہی قطب مدار ہے۔ غوثیت اُن کے نزدیک قطبیت سے کوئی علیحدہ منصب نہیں ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

> اور جو کچھ فقیر (مجدد الف ثانی) کا عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ غوث قطب مدار سے الگ ہے۔ بلکہ غوث قطب مدار کے کاموں میں ہاتھ بٹانے والا ہے۔ قطب مدار بعض امور میں اس سے تعاون لیتا ہے۔ اور قطب مدار کو اس کے اعوان و انصار کے اعتبار سے قطب الاقطاب بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ قطب الاقطاب کے اعوان و انصار قطب حکمی ہیں۔[2]

گروہِ اولیاء میں پہلا مرتبہ

اور تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ گروہ اولیاء میں پہلا مرتبہ قطب الاقطاب (قطب المدار) کا ہے۔ دوسرا مرتبہ غوث کا ہے۔ غوث کا مرتبہ قطب سے کم

---

[1] ہدایت الاعمیٰ ص ۹۸،۹۹

[2] مکتوبات امام ربانی حصہ چہارم دفتر اول مکتوب نمبر ۲۵۶

ہو تا ہے۔ ایسا ہی مجمع العلوم و مطلع الفتون جلد ہشتم میں ہے:

"کہ اول ایشاں قطب الا قطاب یک کس است، دوئم غوث اک کس است از مرتبۂ قطب کمتر باشد۔"[۱]

ترجمہ: کہ اولیاء اللہ میں پہلا درجہ قطب الا قطاب کا ہے۔ دوسرا غوث کا ہے۔ درجۂ غوثیت درجۂ قطبیت سے کم ہے۔

قطب مدار اور قطب ارشاد میں فرق

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی کے نزدیک قطب ارشاد اور قطب مدار کے مناصب و مراتب میں بھی فرق ہے۔ جبکہ بہت سارے صوفیاء اسلام و مشائخ عظام نے قطب عالم، قطب الا قطاب قطب کبریٰ اور قطب مدار کو ایک ہی صاحب ہستی مانا ہے۔ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

جاننا چاہیے کہ نبی علیہ الصلاۃ و السلام کے کامل تابعدار کامل تابعداری کے باعث جب مقام نُبُوَّت کے کمالات کو تمام کر لیتے ہیں، تو اُن میں سے بعض کو منصب امامت سے سرفراز کرتے ہیں بعض کو صرف اس کمال کے حاصل ہونے پر کفایت فرماتے ہیں۔ دونوں بزرگ اس کمال کے حصول میں برابر ہیں۔ فرق صرف منصب اور عدم منصب اور اُن امور میں ہے جو اس منصب سے تعلق رکھتے ہیں۔

اور جب کامل تابعدار ولایت نبوّت کے کمالات کو تمام کر لیتے ہیں تو اُن میں سے بعض کو منصب خلافت سے مشرف فرماتے ہیں اور بعض کو صرف اُن کمالات کے حاصل ہونے پر کفایت کرتے ہیں۔

---

[۱] مطلع العلوم و مجمع الفتون

جس طرح کہ اوپر گزرا دونوں منصب کمالات اصلیہ سے تعلق رکھتے ہیں، اور کمالات ظلیہ میں منصب امامت کے مناسب قطب ارشاد کا منصب ہے۔ اور منصب خلافت کے مناسب قطب مدار کا منصب ہے۔ گویا یہ دونوں مقام جو تحت میں ہیں ان دونوں مافوق مقاموں کے ظل وعکس ہیں۔[۱]

قطب ارشادو قطب مدار کی ذمہ داریاں مختلف

سلسلہ مجددیہ کے بزرگ حضرت غلام علی نقشبندی فرماتے ہیں:

حق تعالی سبحانہ اجرائے کارخانہ ہستی و توابع ہستی قطب مدار را عطامی فرماید۔ وہدایت وارشادورہنمائی گمراہاں بدست قطب ارشاد می سپارد۔[۲]

اللہ سبحانہ تعالیٰ کارخانہ ہستی اور توابع ہستی یعنی نظام عالم کے انتظام و انصرام کا کام قطب مدار کو عطا فرماتا ہے۔ اور گمراہوں کی ہدایت ورہنمائی و تعلیم و تلقین کا کام قطب ارشاد کے سپرد فرمایا ہے۔

ان ارشادات عالیہ سے یہ پتہ چل رہا ہے کہ قطب ارشاد کا منصب اور فریضہ علیحدہ ہے، اور قطب المدار کا منصب و فریضہ الگ ہے۔

صوفیائے کرام و مشائخ عظام کی کتابوں کے مطالعے سے ناچیز ابو الحماد مداری اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ غوث و قطب اور قطب مدار و غوث اعظم کے درمیان عام خاص مطلق کی نسبت ہے۔ ہر قطب غوث اور ہر قطب مدار غوث

۱۔ مکتوبات امام ربانی مکتوب نمبر ۲۵۶

۲۔ درالمعارف ص مذکور

اعظم کے منصب و مرتبہ سے سرفراز ہوگا لیکن ہر غوث مرتبہ قطبیت سے بھی سرفراز ہو یہ ضروری نہیں۔ معلوم ہو کہ غوث و قطب جداگانہ دو نام ہیں لہٰذا دو علیحدہ علیحدہ منصب ہونا بھی قرین عقل معلوم ہوتا ہے۔

میں نے اپنے والد گرامی حضور وکیل احمد شاہ حیدری المداری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و مرشد اجازت حضور سید ظہیر المنعم المعروف بہ بَبّن میاں علیہ الرحمہ اور میری شریک حیات کے مرشد گرامی حضور سید باباولی شکوہ ارغونی علیہ الرحمہ سے بارہا یہ سنا کہ غوث اعظم جس کا تعلق ہدایت وارشاد سے ہوتا ہے یہ گروہ انتظامیہ کا سردار و سرتاج ہوتا ہے۔ جیسے دنیا میں ڈی آئی جی، آئی جی، ڈی جی پی، وڈی جی اور اس کے آگے کے عہدہ داران مثلاً کمانڈر، مارشل، جنرل اور اس کے آگے کے عہدوں کے حکام۔

اور قطب المدار اپنے زمانے میں گروہ عدلیہ کا سردار و سرتاج ہوتا ہے۔ جملہ متصرفینِ امور و مصلحینِ معاش اور مقننین عدالت الٰہیہ میں وہ صدر اعظم ہوتا ہے۔ جیسے دنیاوی معاملات میں ایس ڈی ایم، ڈی ایم، کلکٹر، اے ڈی جے، ڈی جے، صوبے کا چیف جسٹس، جسٹس آف سپریم کوٹ، سی جی آئی وغیرہ سے اوپر کا حاکم اعلیٰ۔

کبھی کبھی قطب المدار کو انتظامیہ کی بھی ذمہ داری دی دی جاتی ہے۔ اس وقت قطب المدار جامۂ قطب الارشادی میں ملبوس ہوتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

مجھ ناچیز ابوالحماد کے سر میں یہ بات ڈالی گئی ہے کہ غوث اعظم اپنے دور میں مظہر کمالات مقام نبوّت کا بحر اعظم اور اس کے لطائف وجواہر کا ظل و عکس کے

طور پر مختار کل ہوتا ہے۔ اور قطب المدار مظہر کمالات ولایت نبوّت کا بحر اعظم اور اس کے لطائف وجواہر کا ظلی طور پر مختار اعظم ہوتا ہے۔۔ واللہ اعلم۔

کیا قطب المدار کے اختیارات و تصرفات پر اس کے ماتحت اولیاء میں سے کوئی اثر انداز ہو سکتا ہے؟

قطب المدار اپنے زمانے میں ان تمام اولیائے کرام کا سردار و سرتاج ہوتا ہے۔ اس کے زمانے کا کوئی ولی اس کا مرتبہ نہیں پاسکتا ہے مگر وہ جو مقام فردانیت پر ترقی کر گیا ہو، یا مقام محبوبیت سے آراستہ ہو کر حریم قدس کی جلوہ گاہ کا محبوب نازنین بن گیا ہو۔ وہ دائرہ قطب سے باہر ہوتا ہے۔ اور مقام قرب اقرب کے پر نور پردوں میں رب تعالی کی غیرت داری کی وجہ سے خیمہ زن رہتا ہے، جہاں متصرفین کے دست تصرف کی رسائی نہیں ہو پاتی ہے۔

حضور سید بدیع الدین احمد مدار مکنپوری رضی اللہ تعالی عنہ مقام مداریت سے ترقی کر کے مقام فردانیت پر فائز ہو گئے تھے، اور بعد ازاں مقام محبوبیت سے سرفراز ہو کر مقام قرب اقرب کے محبوب نازنین بن گئے تھے۔

حضور سرکار محبوب الٰہی اور سرکار غوث اعظم محی الدین عبد القادر جیلانی قدست اسرارھما بھی مقام محبوبیت پر فائز تھے۔

چونکہ قطب المدار اپنے زمانے کے اولیاء کا سردار ہوتا ہے، اس کے زمانے کا کوئی ولی اس کا مرتبہ نہیں پاسکتا، تمام عالم کے کاروبار کا دار و مدار قطب المدار پر ہوتا ہے، اور تمام نظم ونسق اسی کے ہاتھوں نافذ ہوتا ہے اور نفاذ پاتا ہے۔[1]

حق تعالی کارخانہ ہستی اور توابع ہستی کے اجراء کی ذمہ داری بھی قطب

---

[1] شریعت وطریقت ص ۱۱۵ / ۱۱۱۴ مصنفہ شاہ سید ابوالحسن احمد نوری علیہ الرحمہ مارہرہ شریف

المدار ہی کو عطا فرماتا ہے۔[۱]

قیام عالم کا انحصار قطب المدار کے وجود پر ہوتا ہے۔[۲]

تمام موجودات کا وجود قطب مدار کے سبب قائم ہوتا ہے۔[۳]

قطب مدار عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک، ہفت اقلیم پر اور ہر چیز پر متصرف ہوتا ہے۔[۴]

وہ جس قطب کو جب چاہے اس کے عہدہ سے معزول کر سکتا ہے۔[۵]

قطب مدار اپنے ماتحت قطبوں کے تقرر و تنزل اور ترقی دینے کے اختیار کا مالک ہوتا ہے۔[۶]

تمام عالم کی مخلوق قطب الاقطاب سے فیضیاب ہوتی ہے۔[۷]

اس لیے پورے یقین و اعتماد کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ قطب المدار کے خلاف کوئی ولی کسی بھی طرح سے نہ اثر انداز ہو سکتا ہے اور نہ ہی قدم اٹھا سکتا ہے۔ اور نہ ہی اس کے تصرفات میں سے کچھ کمی کر سکتا ہے، اور نہ اس کے اختیارات سے کچھ سلب ہی کر سکتا ہے۔ نہ اس کے سلسلہ بیعت کو کوئی گزند پہنچا سکتا ہے۔ اور نہ اس کی نسبت کو وہ کسی طرح خراب کر سکتا ہے۔ بلکہ جو ولی اس

۱۔ درالمعارف مطبوعہ ترکی حضرت غلام علی نقشبندی علیہ الرحمہ

۲۔ تفسیر عزیزی ج ۲ ص ۱۴۱ حضرت محدث عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمہ

۳۔ بحر المعانی حضرت سید میر جعفر مکی علیہ الرحمہ ص ۸۳

۴۔ بحر المعانی ص ۹۳، ۹۴

۵۔ ہدایت الاعمیٰ ص ۹۹ شیخ حسین کشمیری

۶۔ تفسیر روح البیان مترجم اویسی پ ۳۰ ص ۱۳

۷۔ ہدایت الاعمی ص ۹۹

قطب مدار سے ذرہ بھر بھی سوئے ظن یا عداوت رکھے گا۔ یا کسی بنا پر قطب مدار خود اس ولی سے خدانخواستہ آزردہ ہو جائے گا تو وہ ولی اپنے عہدے سے معزول کر دیا جائے گا۔ اور رشد و ہدایت کی حقیقت سے ہمیشہ کیلئے محروم کر دیا جائے گا۔ نور ہدایت اس سے مفقود ہو جائے گا اور وہ سوختہ بر دوختہ ہو جائے گا۔ قطب مدار کے مریدوں کو گمراہ کرنے کا ارادہ کرنے والا یا طریقت کا گمراہ ٹھہرا دیا جائے گا۔ یا اس کے فیض کے سلسلے کو ہی ساقط کر دیا جائے گا۔

حضور امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ

"جو شخص اس قطب الارشاد کا منکر ہے جو کمالات فردیہ کا بھی جامع ہو یا وہ قطب الارشاد اس شخص سے آزردہ ہو تو اگرچہ وہ ذکر الٰہی میں مشغول ہے لیکن وہ رشد و ہدایت کی حقیقت سے محروم ہے۔"[۱]

وہ کون کون حضرات ہیں جو قطب المدار ہوئے

معلوم ہو کہ ہر فیض کا منبع اور ہر فضل کا مصدر حضور سید کائنات معدن الجود والکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات ہے۔

تمامی اولیاء اللہ کے جتنے مناصب و مدارج اور مراتب و منازل ہیں وہ سب کے سب رسول کائنات علیہ الصلوات والتحیات کے مناصب و مدارج اور مراتب و منازل کے عکوس و مظاہر ہیں۔

اولیاء امت میں سے جس کسی کو جو عہدہ ورتبہ ملا وہ بطفیل احمد مجتبیٰ محمد مصطفی علیہ التحیۃ والثناء ملا پہلے اس عہدہ و منصب سے خود رسول گرامی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات پاک سرفراز ہوئی، پھر ان کے صدقے دوسروں کو نوازا گیا۔

۱؎ مکتوبات مکتوب ۲۶۰

حضرت فاضل بریلوی کے مرشد اجازت حضرت شاہ سید ابو الحسین احمد نوری قدس سرہ المارہروی فرماتے ہیں۔:

"زمانہ نبوت میں بحیات ظاہری حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قطب مدار اور غوث ہر غوث تھے۔ قطب مدار کا لقب عبداللہ ہوتا ہے"۔

عہد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر اب تک جن جن بزرگوں کو قطبیت مداریت کے رتبے سے نوازا گیا ہے زمانہ وار ان کی تفصیل بے حد مشکل امر ہے۔ اس لیے کہ میری معلومات کے مطابق ہر زمانے کے قطب المدار کی با ضابطہ فہرست کسی نے بھی مرتب نہیں کی ہے۔ البتہ بعض کتب تصوف میں بعض ناموں کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ شیخ عبد الرؤف مناوی علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ میں نے شرح مقدمۃ الاصول مصنفہ ابراہیم مواھبی میں دیکھا ہے کہ وہ اپنے شیخ ابو المواہب تونسوی سے نقل کر کے لکھتے ہیں:

اولاً مرتبہ قطبیت کی مُتَوَلِّیَہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا من جانب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی مدت حیات بھر رہیں پھر ان کے بعد حضرات خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرف یہ نعمت منتقل ہوئی۔ ان کے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام اس منصب جلیل پر ارجمند ہوئے۔ لیکن عارف مرسی کا قول ہے کہ سب سے پہلے قطب حضرت امام حسن علیہ السلام ہوئے تھے۔[1]

---

[1] کذا فی نور الابصار فی مناقب اہلبیت النبی المختار منقول از الدر المنظم فی مناقب الغوث الاعظم ص ۵۹

علامہ احمد ابن حجر ہیتمی الشافعی المکی بھی یہی فرماتے ہیں کہ منصب قطب حقیقی کا اجرا حضور سیدنا امام حسن علیہ السلام سے ہوا، وہ رقمطراز ہیں:

"ومن ثم لما ذهبت عنهم الخلافة الظاهرة لكونها صارت ملكا لذا لم تَتِمَّ للحسن، عُوِضُوا عنها بالخلافة الباطنيَّة حتى ذهب الى اَنَّ قطب الاولياء فى كل زمان لا يكون الا منهم"[1]

یعنی حضرت امام حسن علیہ السلام کو باطنی خلافت عطا کی گئی۔ جب ملوکیت کے سبب اُن سے ظاہری خلافت چلی گئی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہر زمانے میں قطب الاولیاء اسی خاندان سادات میں سے ہوتا ہے۔

لیکن ابو العباس مرسی کہتے ہیں کہ دوسرے خاندان میں بھی ہوتے ہیں۔

واضح ہو کہ یہاں مطلقاً قطبیت سے مراد مرتبہ قطبیت کبریٰ ہے جو قطب المدار کا مرتبہ ہے۔ جیسا کہ ماسبق میں گزرا۔

اس کی طرف ایک مکتوب منسوب ہے جس میں امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں کہ

اے بھائی چونکہ حضرت امیر علی کرم اللہ وجہہ ورضی اللہ تعالیٰ عنہ ولایت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام کا بوجھ اٹھانے والے ہیں۔ اس لئے اقطاب و ابدال و اوتاد کے مقام کی تربیت حضرت امیر مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امداد و اعانت کے سپرد ہے۔ قطب الاقطاب

---

[1] الصواعق المحرقة

یعنی قطب مدار کا سر حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم کے نیچے ہے۔ قطب مدار ان ہی کی حمایت ورعایت سے اپنے ضروری امور کو سر انجام دیتا ہے، اور مداریت سے عہدہ بر آ ہوتا ہے۔ حضرت سیدہ فاطمہ اور امامین سیدنا امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بھی اس مقام میں حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مولا علی علیہ السلام) کے ساتھ شریک ہیں۔[1]

حضرت ابوالحسن نوری میاں مارہروی قدس سرہ کا قول

حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی رحمۃ اللہ علیہ جو فاضل بریلوی کے مرشد اجازت ہیں، آپ اپنی کتاب سراج العوارف کے ۳۵ر ویں نور میں ارشاد فرماتے ہیں:

ہر زمانے میں ایک غوث ہوتا ہے کہ اس دور کے تمام اولیاء سے بڑا اور ان کا سردار ہوتا ہے، اس زمانے کا کوئی ولی غوث کو نہیں پہنچتا، اسے قطب المدار بھی کہتے ہیں۔ تمام انتظام اسی کے ہاتھوں ہوتا ہے۔ اور اس مقام پر اسے عبداللہ کہتے ہیں۔ اس کے دائیں بائیں دو وزیر ہوتے ہیں، جنہیں عبدالرب اور عبدالملک کہتے ہیں۔ عبدالرب دائیں طرف کا وزیر اور عبدالملک بائیں طرف کا وزیر۔ جب عبداللہ کا وصال ہوتا ہے تو عبدالملک اس کا قائم مقام ہو جاتا ہے، اور عبدالرب عبدالملک ہو جاتا ہے، اور عبدالرب کی جگہ دوسرے کو قائم مقام کر دیا جاتا ہے، اور یہ انتظام قیامت تک چلتا رہے گا۔

---

[1] مکتوبات امام ربانی مکتوب نمبر ۲۵۱

زمانہ نبوت میں ہمارے حضور نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم عبد اللہ تھے اور سیدنا ابو بکر عبد الملک اور سیدنا عمر عبد الرب۔ جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو صدیق اکبر عبد اللہ ہوئے، سیدنا عمر عبد الملک، اور عثمان غنی عبد الرب۔ جب صدیق اکبر کا دور ختم ہوا تو سیدنا عمر عبد اللہ ہوئے۔ اور عثمان غنی عبد الملک اور سیدنا علی المرتضی عبد الرب۔ جب سیدنا عمر کا دور ختم ہوا تو سیدنا عثمان غنی عبد اللہ ہوئے، اور سیدنا علی مرتضی عبد الملک، اور سیدنا امام حسن عبد الرب۔ جب سیدنا عثمان غنی کا دور ختم ہوا تو سیدنا علی کرم اللہ وجہہ عبد اللہ ہوئے، اور سیدنا امام حسن عبد الملک، اور سیدنا امام حسین عبد الرب، اور جب سیدنا امام مولا علی کا دور ختم ہوا، تو سیدنا امام حسن عبد اللہ ہوئے، اور اسی طرح سیدنا امام حسن عسکری (۲۳۲-۲۶۰ھ) مطابق (۸۴۶-۸۷۴ء) تک چلا۔ اس کے بعد سیدنا غوث اعظم (۱۰۷۸۔۱۱۶۶ء) مطابق (۴۷۰۔۵۶۱ھ) رضی اللہ تعالی عنہ عبد اللہ ہوئے۔ اور آخر زمانہ میں بلند مرتبہ امام مہدی کو ملے گا۔ عبد اللہ اپنے زمانے میں تمام عالم کو فیض پہنچاتا ہے۔ اور بلا اس کے واسطے کے کسی کو کچھ نہیں ملتا۔

فتوحات مکیہ میں فرمایا کہ اصطلاح میں جسے قطب کا نام دیا جاتا ہے وہ ان میں ایک ہی ہوتا ہے۔ اور وہی غوث اور اس زمانے کا سردار ہوتا ہے۔ اب ان میں کچھ ایسے ہوتے ہیں جن کا حکم ظاہر ہوتا ہے اور وہ ظاہری خلافت کو اپنے لیے ویسے ہی جائز سمجھتے ہیں۔ جیسے اپنے باطنی مقام کے لحاظ سے باطنی خلافت کو۔ جیسے ابو بکر صدیق، عمر فاروق،

عثمان غنی، مولا علی، امام حسن، معاویہ بن یزید، عمر بن عبد العزیز، اور متوکل۔ اور کچھ وہ ہوتے ہیں جنہیں صرف باطنی خلافت ملتی ہے، ظاہر طور پر ان کا حکم نہیں چلتا، جیسے احمد بن ہارون الرشید السبطی، اور ابویزید بسطامی، اور اکثر قطبوں کا ظاہر میں کوئی حکم نہیں ہوتا، انہیں میں ائمہ ہیں رضی اللہ تعالی عنہم۔[۱]

وہ جو منصب قطبیت مداریہ وغوثیت کبری پر فائز ہوئے

مذکورہ بالا تحریروں سے ظاہر ہو رہا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی ولایت خاصہ کے درجات عالیہ عَلِیَّہ مداریہ و غوثیہ کے مُتَحَمِّلین میں سیدۂ کائنات جگر گوشۂ رسول خاتون جنت سیدہ طاہرہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا، خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین، سبطین کریمین حضرات امام حسن وامام حسین علیہم السلام کے ساتھ جملہ ائمہ اہل بیت، امام حسن عسکری علیہم السلام تک، وجناب معاویہ ابن یزید، عمر بن عبد العزیز، متوکل، احمد بن ہارون، حضرت بایزید بسطامی، حضور مدار اعظم سید احمد بدیع الدین قطب المدار، حضور غوث اعظم محی الدین عبد القادر جیلانی، شہاب الدین سہروردی، حضور خواجہ غریب نواز، بہاؤ الدین نقشبندی رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین وغیرہ۔ یہ سبھی حضرات اپنے اپنے وقت کے قطب کبری قطب اکبر قطب الاقطاب و قطب المدار و غوث اعظم تھے۔ حضرت سید احمد بن ابو الحسن الرفاعی کو بھی قطب ربانی کہا جاتا ہے۔ ہندوستان میں حضور قطب الاقطاب بختیار کاکی، حضرت نظام الدین

---

[۱] سراج العوارف ص ۹۴ مولف۔ سید شاہ ابو الحسین احمد نوری قدس سرہ مترجم ڈاکٹر سید محمد امین میاں برکاتی مطبوعہ المجمع المصباحی مبارکپور

اولیاء، حضور نور قطب عالم، سمنانی، مجدد الف ثانی، وغیرہ وغیرہ۔ اور اسی طرح حضرت سیدنا مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی کو غوث العالم اور قطب کہا جاتا ہے۔

حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں غوث و قطب کا جسم بہت لطیف ہوتا ہے۔ نقل ہے کہ شیخ اکبر نے طواف خانۂ کعبہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ طواف میں کسی شخص سے مزاحم نہیں ہوتا۔ لوگوں کے درمیان سے نکل جاتا، کسی کو پتہ نہ چلتا، میں نے خیال کیا روح مجسم ہو کر آئی ہے۔ میں نے اس شخص کو سلام کیا اور اس کے ہمراہ کچھ دور چلا۔ معلوم ہوا کہ احمد سبطی ہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ اس وقت قطب کون ہیں؟ کہا: میں ہوں! میرے بعد سید جلال الدین ہوں گے، اس کے بعد سید اشرف ہوں گے۔[1]

اسی طرح حضرت عماد الدین عبد الرحمن پارسینی، حضرت عبد اللہ شامی، حضرت علی ابن حسین بغدادی، حضرت عثمان ابن یعقوب الجوینی خراسانی، اور احمد کوچک کو بھی قطب زماں کہا گیا ہے۔ جیسا کہ حسین بن معین الدین میبذی کی فواتح اور الدر المنظم کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔

حضرت محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ

اولیاء اللہ میں جو قلب محمدی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر ہوتا ہے اس کے لیے رکن حجر اسود ہوتا ہے۔ اور وہ بحمد اللہ ہمیں حاصل ہے۔

"وهو لنا بحمد الله"۔[2]

---

[1] لطائف اشرفی ص ۱۳۸

[2] فتوحات ص ۱۶۰ ج ۱

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ بھی اپنے وقت کے قطب مدار اور غوث اعظم تھے۔

حضرت معاویہ ابن یزید اور عمر بن عبد العزیز اور متوکل کے قطب الا قطاب ہونے میں کلام ہے۔

جیسا کہ قطب الا قطاب قطب المدار اور غوث اعظم کے عہدہ و منصب سے متصف ہونے والوں کی فہرست میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سے لے کر حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ تک اور سرکار سیدنا امام حسن علیہ السلام سے امام حسین علیہ السلام، اور امام زین العابدین سے لے کر امام حسن عسکری علیہم السلام تک کے سبھی ائمۂ اہلبیت کرام کیلئے مقام قطبیت کبری کا تسلسل بیان کیا گیا ہے۔ اس مقام پر یہ وضاحت پیش ہے کہ سیدنا امام حسن علیہ السلام کی پیدائش ۱۵/ رمضان المبارک ۳/ ہجری ہے اور شہادت ۲۸/ صفر المظفر ۵۰/ ہجری ہے مطابق ۸/ دسمبر ۶۲۴ عیسوی پیدائش اور شہادت ۲ اپریل ۶۷۰/ عیسوی ہے جنت البقیع میں مدفون ہوئے ۲۸/ صفر المظفر ۵۰/ ہجری میں آپ کی قطبیت امام حسین شہید کربلا علیہ السلام کو منتقل ہو گئی حضرت امام حسین علیہ السلام کی پیدائش ۵/ شعبان ۴/ ہجری ہے اور شہادت ۱۰/ محرم الحرام ۶۱/ ہجری ہے ۱۰/ محرم الحرام ۶۱/ ہجری کو منصب امامت اور منصب قطبیت کبریٰ حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام کے سپرد ہو گیا۔

پھر حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام کی پیدائش ۴/ جنوری ۶۵۹/ عیسوی مطابق ۵/ شعبان ۳۸/ ہجری ہے اور شہادت ۲۰/ اکتوبر ۷۱۳/ عیسوی مطابق ۲۵/ محرّم الحرام ۹۴/ یا ۹۵/ ہجری ہے۔ تقریباً ۳۴/ سال امامت و

قطبیت کبریٰ کے مرتبہ پر آپ پر فائز رہے۔

حضرت معاویہ بن یزید ۶۴ر ہجری میں تخت نشین ہوئے، اور یہ کہہ کر حکومت سے دستبر دار ہو گئے کہ یہ تخت خون اہل بیت رسول سے رنگا ہوا ہے۔ میں اس پر نہیں بیٹھ سکتا۔ اور اس کے ۴۰ر دن کے بعد ۶۴ر ہجری میں انتقال کر گئے۔ پھر وہ کون سا وقت یا گھڑی یا مدت تھی جس میں امام زین العابدین علیہ السلام منصب امامت میں رہتے ہوئے منصب قطبیت سے جدا ہو گئے، اور معاویہ بن یزید اس منصب قطبیت کبریٰ پر فائز ہو گئے۔ اس لیے معاویہ بن یزید کا منصب قطبیت کبریٰ و غوثیت عظمٰی پر کسی وقت بھی فائز ہونا محل نظر ہے۔

اسی طرح ۹۴ر ہجری یا ۹۵ر ہجری میں ۲۵ر محرم الحرام سے کچھ پہلے منصب امامت پر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام جلوہ بار ہو گئے، اور منصب قطب اعظمو غوثیت کبریٰ پر بھی فائز ہو گئے، آپ کی پیدائش ۱۰ر مئی ۶۷۶ر عیسوی مطابق یکم رجب المرجب ۵۷ر ہجری ہے۔ اور شہادت ۲۸ر جنوری ۷۳۳ر عیسوی مطابق ۷ر ذوالحجہ ۱۱۴ر ہجری ہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز بن مروان کی پیدائش دو نومبر ۶۸۲ر عیسوی کے مطابق ۶۳ر ہجری ہے، اور تخت نشینی ۹۹ر ہجری میں اور وفات ۱۰۱ر ہجری میں ہے۔ امام زین العابدین علیہ السلام کی شہادت ۹۵ر ہجری میں ہوئی۔

اور آپ کی امامت و قطبیت کبریٰ کا منصب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو اسی وقت منتقل ہو گیا، اور یہ منصب مسلسل ۹۵ر ہجری سے ۱۰۱ر ہجری اور اس سے آگے ۱۱۴ر ہجری تک آپ ہی کے پاس رہا بیچ میں ایک دن کے لیے بلکہ ایک لمحہ کے لیے اس منصب جلیل سے آپ نہ معطل ہوئے اور نہ دستبر دار کیے گئے۔

پھر اس بیچ میں حضرت عمر بن عبد العزیز بن مروان رضی اللہ عنہ کو کس نے اور کیسے منصب غوثیت کبریٰ یا قطبیت عظمٰی پر بٹھا دیا؟ یہ بات سمجھ سے بالا تر ہے۔ اس لیے حضرت عمر بن عبد العزیز کا منصب مداریت عظمٰی یا منصب غوثیت کبریٰ پر مسند نشیں ہونا بھی محل نظر ہے۔

اسی طرح متوکل کا غوثیت کبریٰ وقطبیت کبریٰ کے منصب پر براجمان ہونا بھی محل نظر ہے۔ کیونکہ ابو جعفر متوکل عباسی کی پیدائش ۳۱ر مارچ ۸۲۲ر عیسوی مطابق ۲۰۶ر ہجری اور وفات ۱۰ر دسمبر ۸۶۱ر عیسوی مطابق ۲۴۷ر ہجری میں ہے ۸۴۷ر عیسوی سے ۸۶۱ر عیسوی تک حکومت کی کل تقریبا ۳۹ر سال کی عمر ہوئی۔

اس دور میں امام محمد تقی الجواد ابن امام علی الرضا علیہ السلام ۱۸ر اپریل ۸۱۱ر عیسوی مطابق ۱۰ر رجب المرجب ۱۹۵ر ہجری کو پیدا ہوئے۔ اور امام علی رضا ابنِ موسیٰ کاظم علیہما السّلام کی امامت وقطبیت کبریٰ وغوثیت عظمٰی کے منصب عظیم پر ۲۹ر صفر المظفر ۲۰۳ر سے لیکر ۲۲۰ر ہجری تک مسلسل فائز رہے۔ ایک دن اور ایک لمحے کے لیے بھی اپنے عہدہ سے نہ ہی سبکدوش ہوئے اور نہ ہی معزول۔ ۲۹ر نومبر ۸۳۵ر عیسوی مطابق ۲۲۰ر ہجری کو جب آپ کی شہادت ہوئی تو شہادت سے کچھ وقت یا گھنٹہ پہلے یہ منصب امامت ومقام مداریت کبریٰ وغوثیت عظمی آپ کے فرزند ارجمند حضرت امام نقی ابن امام محمد تقی علیہما السلام کو تفویض ہو گیا۔

حضرت امام علی نقی ابن امام محمد تقی کی پیدائش ۱۰ر مارچ ۸۲۸ر عیسوی مطابق ۱۵ر ذوالحجہ ۲۱۲ر ہجری ہے۔ اور شہادت یکم جولائی ۸۶۸ر عیسوی مطابق ۳ر رجب المرجب ۲۵۴ر ہجری ہے۔ مدت امامت وقطبیت کبری ۲۲۰ ہجری سے ۲۵۴ ہجری تک ہے۔ اس مدت میں ایک دن کے لیے بھی اس عہدہ سے

آپ نہ دستبردار ہوئے نہ ہی معزول، حتیٰ کہ یہ عہدہ آپ کے صاحبزادے حضرت امام حسن عسکری ابن امام علی تقی ۸۴۶ر عیسوی تا ۸۷۴ر مطابق ۲۳۲ر ہجری تا ۲۶۰ر ہجری کو تفویض ہوگیا۔

اس لیے ابو جعفر متوکل کے لیے عہدۂ قطبیت کبریٰ یا غوثیت عظمیٰ کا دعوی کرنا بھی محل نظر ہے۔

ممکن ہے یہ حضرات قطب ابدال یا قطب اقلیم کے عہدہ پر ہوں اور لوگوں نے قطب الاقطاب، قطب اعظم، قطب المدار، یا غوث اعظم کے عہدہ پر مامور ہونا سمجھ لیا ہو۔

اور یہ جو شیخ نوری مارہروی اور بعض دیگر بزرگوں نے سرکار غوثیت مآب شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی محبت میں لکھ دیا ہے کہ حضرت سیدنا امام حسن عسکری علیہ السلام ۲۳۲ھ م-۲۶۰ ہجری و مطابق ۸۴۶ء-۸۷۴ عیسوی عبد اللہ یعنی قطب اعظم یا غوث اکبر ہوئے، اور ان کے بعد سیدنا غوث اعظم ۱۰۷۸ء-۱۱۶۶ عیسوی مطابق ۴۷۰ھ تا-۵۶۱ ہجری عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قطب اکبر اور غوث اعظم ہوئے۔ تو اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہوا کہ بیچ میں ۲۵۰ یا ۲۶۰ سال کا زمانہ غوثیت کبریٰ اور قطبیت عظمیٰ کے منصب سے خالی رہا۔

قطب اعظم اور مدار اعظم سے یہ زمانہ کبھی خالی نہیں رہتا ہے

خود حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک غوث کی دعا سے منصب غوثیت پر فائز ہوئے، جیسا کہ بہجۃ الاسرار میں تحریر ہے۔

اور حضور مخدوم اشرف سمنانی علیہ الرحمہ نے بھی فرمایا ہے کہ حضور سیدنا محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غوث کی دعا سے غوث اعظم ہوئے۔ اور

غوث کی دعا سے ہی مرتبہ غوثیت ملتا ہے۔[۱]

قطب کبریٰ اور غوث اعظم سے زمانہ کبھی بھی خالی نہیں رہے گا

جیسا کہ خود نوری میاں قدس سرہ نے بھی فرمایا کہ ایک قطب المدار یا ایک غوث انتقال کرے گا دوسرا فوراً اس کی جگہ لے لے گا۔ جیسا کہ شیخ ابن عربی فتوحات مکیہ میں بھی ارشاد فرماتے ہیں:

"الامام الایسر عبد الملك والامام الایمن عبد ربه وهما للقطب وزیران. فکان ابو بکر رضي الله تعالی عنه عبد الملك، وکان عمر عبد ربه في زمان رسول الله صلی الله تعالی علیه وآله وسلم، الی ان مات صلی الله علیه وآله وسلم. فسمي ابو بکر عبد الله وسمي عمر عبد الملك وسمي الامام الذي ورث مقام عمر عبد ربه .ولا یزال الامر علی ذلك الی یوم القیامة"[۲]

یعنی امام یسار عبد الملک ہوتا ہے اور امام یمین عبد الرب ہوتا ہے۔ اور یہ دونوں قطب کے وزیر ہوتے ہیں۔ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ عبد الملک تھے اور عمر رضی اللہ عنہ عبد الرب رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانے میں۔ یہاں تک کہ جب حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پردہ فرمایا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ

۱۔ لطائف اشرفی ص ۱۳۶

۲۔

کانام عبد اللہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کا نام عبد الملک ہوا۔ اور وہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وارث ہوا اس کا نام عبد الرب ہو گیا اور یہ امر اسی طرح ہمیشہ قیامت تک جاری رہے گا۔[1]

اور جیسا کہ قلب اسرافیل علیہ السلام کے نمائندہ فرد واحد کی بحث میں حدیث عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی ظاہر ہے جسے دیلمی نے مسند الفردوس میں اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں روایت کی ہے کہ

"اذا مات الواحد ابدل الله تعالى مكانه من الثلاثة"

یعنی جب ان میں سے ایک فوت ہوتا ہے تو تین میں سے ایک کو اس کی جگہ مقرر فرما دیا جاتا ہے اور تین میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو پانچ میں سے کسی کو ان کی جگہ پر مقرر کر دیا جاتا ہے۔ اور پانچ میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو سات میں سے کسی کو اس کی جگہ کر دیا جاتا ہے۔ یہ تسلسل بنا رہتا ہے اور بنا رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔

شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ اقطاب کا ایک ذکر ہوتا ہے۔ اور وہ اللہ اللہ ہے۔ یہ ہجیر قطبیت ہے۔

"قال عليه السلام لا تقوم الساعة حتى لا يبقى في الارض من يقول الله الله يريد لا يبقى قطب يكون عليه مدار العالم ولا مفرد يحفظه الله بهمته العالم فان لم يكن قطبا ولا تقوم الساعة الا على اشرار الناس"[2]

---

[1] فتوحات مکیہ ص ۵۷۱ جلد ۲

[2] فتوحات مکیہ ص ۷۷ جلد ۴

حضور علیہ السلام نے فرمایا قیامت قائم نہ ہو گی حتی کہ زمین میں کوئی ایسا شخص باقی نہ رہے گا جو اللہ اللہ کہے۔ آپ کی مراد یہ ہے کہ قطب مدار باقی نہ رہے گا جس پر عالم کا مدار ہوتا ہے۔ اور نہ کوئی افراد میں سے باقی ہو گا جس کی ہمت کے سبب اللہ تعالی عالم کی حفاظت فرمائے گا۔ خواہ وہ قطب نہ ہی ہو، تو قیامت قائم نہ ہو گی مگر اشرار الناس پر۔

بیان محمدی اقطاب جن میں سے ایک ہر زمانے میں پایا جاتا ہے جس پر عالم کا مدار ہوتا ہے۔

اس عبارت سے بھی پتہ چلتا ہے کہ قطب الاقطاب اور قطب المدار سے کوئی زمانہ خالی نہیں رہتا ہے. ایک کا انتقال ہوتا ہے دوسرا فوراً اس کی جگہ لے لیتا ہے۔ حضرت امام حسن عسکری متوفی ۲۰۷ر کا انتقال ہوا حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ السامی ان کی جگہ قطب المدار ہو گئے۔ اور ۲۶۱ر ہجری میں جب آپ کا انتقال ہوا تو آپ کی جگہ پر آپ کے خلیفہ حضور سیدنا بدیع الدین احمد قطب المدار ہو گئے۔

حضرت شیخ قطب الدین قدس سرہ

آپ اپنی مدت مقررہ میں اس عہدۂ قطبیت کبریٰ پر متمکن رہے، پھر اس سے ترقی فرما کر مقام فردانیت پر فائز ہوئے اور اس مقام میں اپنی مدت کی تکمیل فرما کر مقام محبوبی اور منصب معشوقی پر جلوہ افروز ہوئے اور محبوب صمدانی کے خطاب سے مشرف ہو گئے۔

فاضل بریلوی کا اپنا موقف

بریلی شریف کے اعلیحضرت مولانا احمد رضا خان صاحب قدس سرہ یوں تو

تیرہ ۱۳؍ سلاسل بیعت میں مجاز وماذون ہیں جن کے ایک خلیفہ مولانا سیّد ظفر الدّین بہاری رحمہ الباری نے اپنی تصنیف حیات اعلیحضرت میں ان جملہ.بیعتی سلاسل کا ذکر مع شجرہ بیان کیا ہے جس میں سلسلہ مداریہ کا شجرہ بھی درج ہے۔ جو انہیں ان کے مرشدوں سے اتصال کے ساتھ پہونچا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ دوازدہم (۱۲واں) سلسلہ عالیہ بدیعیہ مداریہ مثل قادریہ جدیدہ تاجمال اولیاء- وجمال اولیاء تک یہ اسماء ہیں):

(۱) اعلی حضرت امام اہلسنت مجدد مایۃ حاصرہ مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب قادری بریلوی قدس سرہ القوی

(۲) اعلی حضرت ملحق الاصاغر بالاکابر وارث العلم والفضل کابرًا عن کابرٍ مولانا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہ العزیز

(۳) حضرت سیّدنا آل احمد اچھے میاں صاحب قدس سرہ العزیز

(۴) حضرت سیّد شاہ حمزہ صاحب قدس سرہ

(۵) حضرت سید شاہ آل محمد صاحب ماہریری قدس سرہ

(۶) حضرت سیّد شاہ برکت اللہ ماہریروی قدس سرہ

(۷) حضرت سیّد شاہ فضل اللہ کالپوی قدس سرہ

(۸) حضرت سیّد شاہ احمد کالپوی قدس سرہ

(۹) حضرت سیّد شاہ محمد کالپوی قدس سرہ

(۱۰) حضرت شاہ جمال اولیاء کوڑا جہاں آبادی قدس سرہ)

(۱۱) حضرت شیخ قیام الدّین قدس سرہ

(۱۲) حضرت شیخ قطب الدین

(۱۳) حضرت سیّد جلال عبد القادر قدس سرہ
(۱۴) حضرت سیّد مبارک قدس سرہ
(۱۵) حضرت سیّد اجمل قدس سرہ
(۱۶) حضرت عارف اجل بدیع الدین مدار مکنپوری قدس سرہ
(۱۷) حضرت شیخ عبد اللہ شامی قدس سرہ
(۱۸) حضرت شیخ عبد الاول قدس سرہ
(۱۹) حضرت شیخ امین الدین قدس سرہ
(۲۰) حضرت امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
(۲۱) حضرت سیّد المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ بسلم علیہ اجمعین

فاضل بریلوی پر نسبت غوثیہ کا کچھ زیادہ ہی غلبہ تھا، اس لیے وہ جا بجا منصب قطبیہ کو مرتبہ غوثیہ سے ہی تعبیر فرماتے تھے۔ آپ اپنے رسالہ طرد الافاعی میں لکھتے ہیں:

یہ قطبیت بمعنی غوثیت ہے، اور اقطاب اصحاب خدمت کو بھی کہتے ہیں جو ہر شہر اور ہر لشکر میں ہوتے ہیں۔ شک نہیں کہ ہر غوث اپنے دورہ میں ان سب اقطاب کا افسر و سرور ہے کہ وہ تمام اولیائے دورہ کا سردار ہوتا ہے، تو اس معنی پر ہر قطب یعنی غوث قطب الاقطاب ہے بلکہ غوث کے نیچے جو عہدہ داران تمام اصحاب خدمت کا افسر ہو بایں معنی قطب الاقطاب ہے مگر قطب الاقطاب بمعنی اول یعنی غوث الاغواث کہ دوروں کے غوثوں کا کا غوث ہو، غوثوں کو

غوثیت ان کی عطا سے ملتی ہو، اور غوث اپنے اپنے دورے میں اس کی نیابت سے غوثیت کرتے ہوں، وہ سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کے بعد حضور پر نور محی الشریعہ والطریقۃ والحقیقیہ والدین ابو محمد ولی الاولیاء امام الافراد۔ غوث الاغواث غوث الثقلین غوث الکل غوث اعظم سید شیخ عبد القادر حسنی حسینی جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ ہیں، اور تا ظہور سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالی عنہ یہ مرتبہ عظمی اسی سرکار غوثیت بار کے لیے رہے گا۔[۱]

دیکھا وفور محبت میں آدمی کیا کچھ نہیں کر دیتا ہے قارین کو پتہ چل گیا ہو گا کہ جگر گوشۂ رسول، اصل اہل بیت خلیفۂ راشد امام عالی مقام حضور امام حسن علیہ السلام کے القاب وآداب اور حضور غوث پاک شیخ سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ کے القاب و آداب جو طرد الافاعی میں فاضل بریلوی اعلیحضرت نے لکھا کتنا کس کے شایان شان ہے۔

مثل مشہور ہے العشق یعمی یعنی عشق اندھا کر دیتا ہے۔ اعلی حضرت بریلوی کے کلام سے ایسا لگتا کہ قطب الاقطاب بمعنی غوث الاغواث کہ دوروں کے غوثوں کا غوث ہو، غوثوں کو غوثیت ان کی عطا سے ملتی ہو اور غوث اپنے اپنے دوروں میں اس کی نیابت میں غوثیت کرتے ہوں، وہ ایسا غوث بقول فاضل بریلوی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے بعد نہ تو سیّدنا امام حسین علیہ السلام ہی ہو پائے جو کہ جگر گوشۂ رسول اور سید شباب اہل جنت ہیں۔ سید الشہداء اور محبوب رسول ہیں اور نہ سید الساجدین حضرت امام زین العابدین بن پائے جو نسل

---

[۱] طرد الافاعی بحوالہ الفتاوی الرضویہ ج۔۲۸

رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امین بھی ہیں اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے سجادہ نشین بھی، اور ان کے بعد حضرت امام محمد الباقر علیہ السلام جو باقر علوم مصطفویہ ہیں، وہ بھی بقول فاضل بریلوی ایسا غوث نہ ہو پائے۔ سرکار سیدنا امام جعفر الصادق علیہ السلام جو علوم و معارف اہل بیت کے جعفر صادق ووارث کامل ہیں وہ بھی اس شان کے غوث نہ بن پائے اور ان کے بعد امام حسن عسکری علیہ السّلام تک جتنے امام ہوئے ان میں سے کوئی بھی بقول فاضل بریلوی اس منصب جلیل اور رتبۂ ارجمند پر متمکن نہ ہو سکا اور اگر ہوا بھی تو غیر مستقل طور سے ہوا، اصالۃً نہ ہوا، نیابۃً ہوا۔

"سیّدنا امام حسن علیہ السّلام کے بعد حضور پرنور غوث الاعظم محی الشریعہ والطریقۃ والحقیقیہ ابو محمد ولی الاولیاء امام الافراد غوث الاغواث غوث الثقلین غوث الکل غوث اعظم سید شیخ عبد القادر حسنی حسینی جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور تا ظہور سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ مرتبہ عظمیٰ اس سرکار غوثیت بار کے لیے رہے گا"

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی جنہیں کچھ علماء نے امام عشق و محبت کا لقب بھی دے رکھا ہے ان کے سوا اکابر میں یا اولیاء، ابدال و اقطاب میں سے کسی نے بھی ایسا کلام نہیں کیا ہے اور کسی سے ایسا مسموع نہیں ہوا ہے الا ماشاء اللہ لیکن اعلیحضرت کی ذات پر نسبت قادریہ کا جوش اتنا مواج و سر بلند تھا کہ انہوں نے مقام صحو و تمکین سے ہٹ کر مقام سکر میں قدم رکھا اور غلبۂ سکر میں وفور محبت و جذبۂ عشق نے اتنا شدید گرفت میں لے لیا تھا کہ حضور سیّدنا امام حسین علیہ السلام، حضور سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام و حضور سیدنا امام محمد الباقر و جعفر

الصادق و موسیٰ کاظم علیہم السلام کی ہستیوں کو پردہ خفا میں ڈال کر ڈائریکٹ سیدنا غوث پاک محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ کو اصالۃً غوث الاغواث اور قطب الاقطاب کے منصب جلیل کا اصیل شہباز قرار دے دینا اور باقی اغواث واقطاب کو انہیں سے مستفیض قرار دینا یہ بریلی شریف کے اعلیحضرت کا ہی تفرد ہو سکتا ہے ورنہ شیخ اکبر سے لے کر ابوالحسین نوری مارہروی تک اور حضور مخدوم اشرف سے لیکر حضور مجدد الف ثانی و سید جعفر مکی تک کسی بزرگ نے میری معلومات کے مطابق ایسے کشف کا اظہار نہیں کیا ہے اور نہ ہی ائمہ اہلسنت میں سے کسی نے کسی کو غیر مستقل قطبیت و غوثیت کا حامل بتایا ہے۔

اصل واقعہ تو یہی ہے کہ اغواث و اقطاب کی تقرری کا ایک دستور ہے جیسا کہ حدیث شریف اور امام المکاشفین و اولیائے کاملین کے اقوال سے ظاہر ہو چکا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر الی قیام یوم القیامۃ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیابت میں ایک شخص مقام عبد اللہ پر قائم ہو گا اور اس کے دو وزیر ہوں گے جب وقت کا عبد اللہ وفات پائے گا تو وزیر دست راست اور وزیر دست چپ میں سے وزیر یسار جو مقام قطب پر متمکن ہوتا ہے مقام عبد اللہ پر فائز کر دیا جائے گا اور وزیر دست راست کو وزیر دست چپ کی جگہ مقرر کر دیا جائے گا اور اس سے نیچے کے عہدہ دار کی ترقی دے کر وزیر یمین کی جگہ پر مقرر کر دیا جائے گا اور اسی طرح حضور سیدنا امام مہدی علیہ السلام تک یہ دستور جاری رہیگا بعد والے کو اصل بنا دینا اور اولین کو نائب بنا دینا محض غلبۂ محبت کا کرشمہ یا جذب جنوں کا کمال ہو سکتا ہے۔

بلا شبہ حضور سرکار غوث پاک مقام قطبیت کبری اور غوثیت عظمی پر فائز

تھے اور دستور کے مطابق ان کے بعد اس مقام پر کوئی دوسرا فائز کیا گیا اور ایسا ہی قیامت تک ہوتا رہے گا۔

ہم یہ بھی جانتے اور مانتے ہیں کہ ان کی شان عظیم ہے وہ غوثیت کے مقام پر فائز ہوئے پھر اور آگے بڑھے اور افراد کے مقام میں پہونچے اور اس سے ترقی کر کے مقام محبوبیت اور منصب اعلی پر قائم مقام ہوئے، اور اپنے ماتحت اولیاء کے امام و سردار بنائے گئے۔ لیکن اس کا مطلب ہر گز یہ نہیں کہ کسی ایک کو جو خود کسی کا نائب و قائم مقام ہو اس کے اصول پر فوقیت دے کر اسے محبۃً سب سے آگے بڑھا دیا جائے۔ حق حقیقت تو یہی ہے کہ ولایت باطن نبوت کا وارث حضور مولائے کائنات علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو سرکار مختار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بنایا گیا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

"من كنت مولى فهذا على مولاه" و"على ولى كل مومن" و"على وصيي ووارثي"

ترجمہ -"میں جس کا مولی علی اس کا مولی" اور" علی ہر مومن کا ولی ہے" اور" علی میرا وصی اور وارث ہے"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور امیر المومنین مولی علی کرم اللہ وجہہ حضور نبی اکرم کی نیابت میں سید الاولیاء اور اصل الاولیاء ہیں آپ کے بعد سیدنا امام حسن علیہ السّلام اس ولایت عظمی کے وارث ہوئے اور مقام محبوبی و منصب معشوقی پر فائز ہوئے اور آپ کے بعد حضور سید الشہدا امام حسین علیہ السلام اس ملک ولایت کے بادشاہ و شہنشاہ بنے اور مقام محبوبی و منصب معشوقی کے تاجدار ہوئے اور آپکے بعد جملہ ائمہ اہلبیت علیھم السلام کو باری باری یہ منصب تفویض

ہوا۔ اور ظہور و امام مہدی علیہ السلام تک ہر زمانہ میں جو ولی اس منصب باطنی خلافت اور قطبیت عظمی کے لائق ہو گا اللہ تعالی کی طرف سے اسے سپرد کیا جائے گا۔

اصالت کا دعوی بعد کے بزرگوں کیلئے کرنا تو خلاف قیاس بھی لگتا ہے کہ جب صدر اول میں ایک اصل کل مقرر ہو گیا تو اب بعد میں کسی اور کو اصل الکل بنانا چہ معنی دارد؟ کہ فرع بھی کیا اصل الکل کہا جائے گا؟ جبکہ پیشرؤں میں سے کسی نے ایسا نہیں کہا۔

نزھۃ الخاطر الفاطر میں ملا علی قاری نے منصب خلافت باطنی کی بابت بعض اکابر کے ایک قول کو اس طرح پیش کیا ہے:

ولقد بلغنى عن بعض الاكابر ان الامام الحسن ابن سيدنا على رضى الله تعالى عنهما لما ترك الخلافة لما فيها من الفتنة والآفة عوضه الله سبحانه وتعالىٰ القطبية الكبرىٰ فيه وفى نسله وكان رضى الله تعالى عنه القطب الاكبر و سيدنا الشيخ السيد عبد القادر هو الاوسط والمهدى خاتمة الاقطاب والله اعلم بالصواب.[۱]

ترجمہ: بے شک بعض اکابر سے مجھے خبر پہنچی ہے کہ امام حسن ابن سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہما نے جب فتنہ و آفت کے سبب خلافت کو ترک فرمادیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے انہیں اور ان کی نسل میں قطبیت کبری کی نعمت عطاء ودیعت فرمادی اور حضور سیدنا

---

[۱] نزهة الخاطر الفاطر ص ۱۹

امام حسن رضی اللہ عنہ قطب الاکبر تھے اور سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو آپ وسط میں قطب اکبر ہوئے اور حضور امام مہدی خاتمۃ الاقطاب یعنی اس کڑی میں آخری قطب الاقطاب ہوں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (اور اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے۔)

فاضل بریلوی کی فتاوی رضویہ ج: ۱۱/ کتاب شتی ص ۲۴۳/ پر اس عبارت کو نقل کرنے میں شاید کاتب یا ناقل نے لفظ بعض کو سرے سے حذف کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ بڑے بڑے اولیاء و علماء کا یہی موقف ہے جبکہ نزھۃ الخاطر میں بلغنی عن بعض الاکابر کا لفظ ہے اور اس میں بعض کا نام بھی مجہول ہے جس سے روایت کا سقم ظاہر ہے۔

فتاوی رضویہ میں نقل شدہ روایت اس طرح درج ہے:

لقد بلغنی عن الاکابر ان الامام الحسن ابن سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہما لما ترک الخلافۃ لما فیہا من الفتنۃ والآفۃ عوضہ اللہ سبحانہ و تعالی القطبیۃ الکبری فیہ وفی نسلہ وکان رضی اللہ تعالی عنہ القطب الاکبر و سیدنا السید الشیخ عبد القادر ھو القطب الاوسط والمہدی خاتمۃ الاقطاب.

ترجمہ بے شک مجھے اکابر سے پہنچا کہ سیدنا امام حسین مجتبیٰ رضی اللہ تعالی عنہ جب بوجہ فتنہ وبلایہ خلافت ترک فرمائی اللہ عزوجل نے اس کے بدلے ان میں اور ان کی اولاد امجاد میں غوثیت عظمی کا مرتبہ رکھا، پہلے قطب اکبر خود حضور سیدنا امام حسن ہوئے اور اوسط میں

صرف حضور سیدنا شیخ عبد القادر اور آخر میں حضرت امام مہدی ہوئے (رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین)۔[۱]

اس عربی عبارت اور اردو ترجمے میں ناقل نے خبر واحد غیر معروف کو بڑے دجل کے ساتھ خبر مشہور بنانے کی کوشش کی ہے کہ بعض الاکابر کی بجائے "وبلغنی عن الاکابر کہہ کر ملا علی قادری کے منشا پر ہی پانی پھیر دیا ہے اسی طرح اصل عبارت نزھۃ الخاطر میں ہے وہو الاوسط اور فتاوی رضویہ میں ناقل نے وہو القطب الاوسط لکھ مزید حصر پیدا کر دیا ہے اور اگے تنبیہ کر رہا ہے کہ اس عبارت میں لفظ ہو ملفوظ رہے اپنی طرف سے کلام میں زور پیدا کر کے شان غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ میں زور نہیں پیدا کیا جاسکتا تحریف و تبدیل تو بالآخر تبدیل ہی ہوتی ہے، یہ نہ کی جاتی تب بھی ان حضور کی شان بہت ہی بلند وبالا تھی۔

ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ کا موقف

شیخ الاسلام علامہ ابن حجر مکی ہیتمی الشافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے الصواعق المحرقۃ میں اس مفہوم کو اس طرح الفاظ کا جامہ پہنایا ہے، ارشاد ہے:

و من ثم لما ذهبت عنهم الخلافة الظاهرة لكونها ملكا لذالم تتمّ للحسن عوضوا عنها بالخلافة الباطنة حتى ذهب قوم الى ان قطب الاولياء فى كل زمان لايكون الا منهم.[۲]

۱۔ فتاوی رضویہ جلد ۱۱، کتاب شتی ص ۲۴۳

۲۔ الصواعق المحرقۃ ص ۲۳۳ باب ۱ فصل:۱، اہلبیت نبوی کے فضائل کا بیان

جب ملوکیت کے باعث ان اہلبیت سے ظاہری خلافت کا خاتمہ ہو گیا اور یہ خاتمہ حضرت حسن پر ہی ہوا تو انہیں اس کے عوض باطنی خلافت عطا کی گئی یہاں تک کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ہر زمانے میں قطب الاولیاء ان ہی اہلبیت میں سے ہوتا ہے۔

اور جن لوگوں نے کہا ہے کہ اہلبیت کے علاوہ دوسروں سے بھی ہوتا ہے ان میں استاد العباس المرسی بھی ہیں۔

مخدوم سمنانی قدس سرہ کا فرمان

حضرت غوث العالم سیدنا سید مخدوم اشرف سمنانی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں:

"القطبیة الکبری" قطب الاقطاب کا مرتبہ ہے، اور باطن پیغمبر ہے۔ قطب الکبری صرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارثان خاص ہی سے کسی کو یہ منصب ملتا ہے۔ پس قطب الاقطاب خاتم الولایت ہوتا ہے حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے باطن شریف پر۔[1]

اور اس امر خلافت باطنیہ و قطبیت کبری میں حدیث شریف اور کشف و ادراک کے ائمہ اولیائے کرام سے جو دستور نقل ہوتا آرہاہے وہ یہی ہے کہ

"امامین میں سے وزیر یسار کو قطب کے وصال پر قطب کی جگہ یا غوث کے وصال پر غوث کی جگہ پر کر دیا جاتا ہے اور امامین میں سے وزیر یسار کی جگہ اوتاد اربعہ سے اور اوتاد کی جگہ بدلاء سے، اور بدلاء کی

[1] لطائف اشرفی ساتواں لطیفہ ص ۲۱۰

جگہ ابدال سبعین سے، اور ان کی جگہ میں سو نقباء سے، پھر اولیاء سے،
اور اولیاء کی جگہ عامۂ مومنین سے کر دیا جاتا ہے"[۱]

اس عبارت سے بھی یہی واضح ہو رہا ہے کہ ہر نیچے والا غوث یا قطب اپنے اوپر والے کا اصل میں نائب ہی ہوتا ہے۔ نیچے والا وزارت سے ترقی پا کر ہی منصب غوثیت پر پہنچتا ہے، پہلے وہ نائب ہوتا ہے پھر منصب اعلی پر فائض ہو جاتا ہے وہ اپنے منصب میں اصل کی جگہ پہ پہنچ جاتا ہے، اور بعد والا جو اس کا قائم مقام ہونے والا ہوتا ہے وہ انتظار میں رہتا ہے۔

اب اس دستور سے ہٹ کر کسی بیچ والے کو اکیلا اصل بتا دینا کہ وہ کسی کا نائب نہیں تھا بلکہ مستقلا اصل بن کر ظاہر ہوا اور اس کے بعد والے اصل کے نائب ہو گئے یہ موقف فاضل بریلوی کا ہو سکتا ہے اور مجھے لگتا ہے صرف غلبہ محبت کی بنیاد پر وہ ایسا کہتے ہیں۔ حقیقت حال ایسا نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اسی طرح افراد جو دائرہ قطب سے باہر ہوتے ہیں ان کے لیے یہ حکم لگانا کہ ان افراد کو بھی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف رجوع سے چارہ نہیں۔ تو میں کہوں گا کہ یہ ادراک و معرّفت کے بجائے غلوئے محبت میں ایسا کہا گیا ہے، کیونکہ افراد حضور دانائے سبل صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے سوائے کسی کے ماتحت نہیں ہوتے ہیں۔ پس اگر یہ کہا جائے کہ "انہیں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف رجوع سے چارہ نہیں" تو دونوں باتوں میں قدرے تضاد ہو گا۔

حضرت مخدوم اشرف سمنانی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں" مفردون سے

---

[۱] حیات اعلیحضرت جلد ۲ ص ۴۰۸

مراد وہ لوگ ہیں جو قطب کی نظر سے خارج ہوں"[۱]

قطب کی نظر سے باہر ہونے کا مطلب

حضرت شیخ معروف دہلوی نے حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ قطب کے حیطۂ ادراک سے کوئی شخص باہر نہیں ہوتا تو "خارجین عن نظر القطب،، سے کیا مطلب ہے؟ فرمایا: کہ "خارجین عن نظر القطب" سے یہ مطلب نہیں ہے. بلکہ مراد اس عبارت سے یہ ہے کہ جس طرح ابدال اوتاد وغیرہ انتظام عالم میں قطب کے محتاج ہیں۔

مفردون و مکتومان اس حکم سے خارج ھیں

حضرت ابن القاعد کو حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ معربدۃ الحضرۃ کہتے تھے صاحب فتوحات نے بیان کیا ہے:

مفردون وہ لوگ ہیں جو دائرہ قطب سے خارج ہیں اور حضور خضر علیہ السلام اور رسول قبل بعثت انہی میں سے ہوتے ہیں۔

اگر کسی کو تحقیق منظور ہو تو رسالہ غوثیہ حضرت مخدوم صاحب رحمت اللہ علیہ کا مطالعہ کرے۔[۲]

ملک العارفین مدار العالمین سید احمد بدیع الدین رضی اللہ تعالی عنہ کی قطبیت مداریہ

ماسبق میں قطب کبری قطب الاقطاب اور قطب المدار کی جو خصوصیات و تمیزات اور اختیارات بیان کیے گئے ہیں ان کی روشنی میں حضور ملک العارفین،

۱۔ لطائف اشرفی

۲۔ لطائف اشرفی ص ۱۴۱

مدار العالم، فرد الافراد، شمس الافلاک، محبوب صمدانی، مدار اعظم، سید احمد بدیع الدین الحلبی مکن پوری رضی اللہ تعالی عنہ کی قطبیت عظمیٰ کا شہرہ تمام ارکان عالم میں اور عالم علوی و سفلی میں مشتہر و مشہور اور معرف و معروف ہے۔ آپ کی قطبیت مداریہ کا عہدہ صاحبان زہد و تقوی، متحملان ولایت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ، اور ارباب فکر ورضا پر مخفی و پوشیدہ نہیں ہے۔ چنانچہ اولیاء، ابدال، اوتاد، نجباء، نقباء، علماء و صلحاء اور عوام و خواص سب میں آپ کو قطب المدار، زندہ شاہ مدار، مدار اعظم اور مدار العالمین کے لقب سے جانا پہچانا اور مانا جاتا ہے۔

کتاب مردان خدا میں ہے کہ

آپ کا سید بدیع الدین نام تھا اور ابو تراب کنّیت، قطب المدار کا بلند و بالا مقام باری تعالی نے ودیعت فرمایا تھا۔ مدار العالمین کا خطاب بارگاہ نبوی سے عطا ہوا تھا۔[۱]

صاحب مطلع الفنون لکھتے ہیں کہ شاہ بدیع الدین قطب المدار تھے ملک ہندوستان میں اپ کے کمالات کی بہت ہی زیادہ شہرت ہے۔[۲]

سید محمد کبیر ابو العلا داناپوری رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت بدیع الدین شاہ مدار مرید شیخ طیفور بسطامی کے تھے۔ کہتے ہیں کہ وہ بظاہر کچھ نہیں کھاتے تھے، اور نہ ان کا کپڑا کبھی میلا ہوتا تھا، اور نہ اس پر مکھی بیٹھتی تھی، اور ان کے چہرے پر ہمیشہ نقاب پڑا رہتا تھا۔ نہایت حسین و جمیل تھے۔ چاروں کتاب سماوی کہ حافظ و عالم تھے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ان کی عمر ۴۰۰ ربرس سے زیادہ تھی واللہ

---

[۱] مردان خدا ص ۴۴۰، مولف ضیا علی اشرفی مصدقہ سرکار کلاں سید محمد مختار اشرف کچھوچھہ شریف

[۲] مطلع العلوم و مجمع الفتون. مولانا واجد علی صاحب

اعلم اور تمام دنیا کا سفر انہوں نے بھی کیا تھا۔ وہ اپنے وقت کے قطب مدار تھے اسی لیے لوگ شاہ مدار کہتے ہیں۔

قطب المدار

مراۃ الانساب میں ہے کہ سید بدیع الدین قطب المدار کا صلبی سلسلہ اولاد امام جعفر صادق سے ہے:

"نام اصلی آنحضرت بدیع الدین است و شاہ مدار لقب آن حضرت است چنانچہ بجائے خود مذکو خواہد افتاد و آنحضرت را قطب المدار ازاں گویند کہ او در زمانہ خود قطب المدار بود در کتاب بحر المعنی و اکثر کتب صوفیائے اہل صفائی نویسد کہ قطب المدار چند نام دارد قطب الاقطاب۔ قطب ارشاد۔ قطب عالم و قطب کبری و قطب اکبر ہماں شخص واحد را گویند و در عالم باطن اوراعبد اللہ نیز گویند کہ او مظہر اسم ذات است و جمع اقطاب و اوتاد و ابدال وغیرہ تمامی رجال اللہ متابعت قطب المدار می نمایند و اورادر ہر زمانہ یکے می باشد و بے ہمتا، وفیض می رساند عالم علوی و سلفی را، او خود بے واسطہ حق تعالیٰ فیض می گیرد"

ان حضرت کا اصلی نام بدیع الدین ہے اور لقب شاہ مدار ہے جس کا تذکرہ اپنی جگہ پر ہوگا مدار پاک کو قطب المدار اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اپنے دور میں قطب المدار تھے کتاب بحر المعانی میں اور اکثر صوفیائے اہل صفا کی کتابوں میں مذکور ہے کہ قطب المدار کے چند نام ہیں قطب الاقطاب۔ قطب ارشاد۔ قطب عالم۔ قطب کبری۔ قطب اکبر اسی ایک شخص کو کہتے ہیں۔ اور عالم باطن میں ان کو عبد اللہ بھی

کہتے ہیں، کیونکہ وہ مظہر اسم ذات ہوتے ہیں۔ اور جملہ اقطاب واوتادو ابدال و تمامی اولیاء اللہ قطب المدار کی فرمابرداری کرتے ہیں۔ اور یہ ہر زمانہ میں ایک اور بے مثال ہوتا ہے۔ اور عالم علوی و سلفی کو فیض بخشتاہے اور خود بغیر کسی کے واسطے کے حق تعالی سے فیض پاتا ہے۔[۱]

حضرت غلام علی نقشبندی قدس سرہ فرماتے ہیں:

"اس کارخانۂ ہستی و توابع ہستی کے اجرا کا کام قطب المدار کے ذمہ ہوتا ہے"

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ

"شیخ بدیع الدین قطب المدار تھے اور بڑی شان والے تھے"

"حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ قطب مدار بودند و شانے عظیم دارند"۔[۲]

اور مزید فرماتے ہیں:

"اور گمراہوں کی رہنمائی و ہدایت قطب ارشاد فرماتا ہے۔"

فصول مسعودیہ میں ہے

"سید بدیع الدین شاہ مدار قطب مدار تھے"[۳]

---

۱ مراۃ مداری ترجمہ اردو ص ۱۰۶

- تذکرۃ الکرام المعروف تاریخ خلفائے عرب واسلام ص ۴۹۳ مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی
- مراۃ الانساب ص ۱۵۶ منصب محمد ضیاء الدین احمد امروہوی
- مراۃ المداری مولفہ شیخ عبدالرحمن چشتی مترجم محمد صفی اللہ شمیم القادری ص ۱۰۵

۲ درالمعارف ص ۱۴۷ مطبوعہ ترکی

۳ فصول مسعودیہ ص: ۲۲۰

تذکرہ نوری معروف بہ مدائح حضور نور میں مولانا غلام شبر قادری برکاتی نوری بدایونی صاحب البرکات سید شاہ برکت اللہ ماہریروی ابن حضرت میر اویس رحمہا اللہ کا شجرہ مداریہ جدیدہ اسطرح تحریر کیا ہے کہ اس میں حضور سیدنا سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار کو قطب المدار تحریر کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

"۔۔۔۔۔ حضرت شیخ جمال الاولیاء کڑوی رحمۃ اللہ علیہ تک حسب مذکور حضرت شیخ قیام الدین، حضرت شیخ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید مبارک رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید اجمل رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ بدیع الدین قطب المدار رحمت اللہ علیہ مکن پور۔[1]

اسی طرح حیات اعلی حضرت میں لکھا ہے: حضرت عارف اجل بدیع الدین مدار مکن پوری حضرت مولانا محمد قتیل داناپوری جو بہار شریف کے مشہور خانقاہ داناپور کے سجادہ نشین گزرے ہیں آپ نے خلیفہ قطب المدار سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار قدس سرہ یعنی حضرت سید جمال الدین جان من جنتی کی منقبت تحریر کی ہے جس میں آپ رقم فرماتے ہیں ؎

اے جناب جنّتی تو جان آں قطب المدار
کن سلام از ما قبول اے دافع صد اضطراب

ترجمہ اے جناب جنتی آپ اس قطب المدار کی جان ہیں، میرا سلام قبول ہو، آپ سینکڑوں مصیبتیں دور فرماتے ہیں۔

چوں نباشد ہلسہ ام یک شعبۂ باغ بہشت

---

[1] مدائح حضور نور ص ۱۰۸

جنتی بہر تو از قطب المدار آمد خطاب

ترجمہ: ہیلسہ شریف جو ایک باغ بہشت بن گیا ہے، ایسا کیوں نہ ہو؟ اس لیے کہ قطب المدار کی طرف سے آپ کو جنتی کا خطاب ملا ہے۔

قطب المدار کی شہرت

حضرت سید بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ کو شہرت عامہ حاصل تھی۔ جب کوئی بندہ مومن اللہ تعالی کی محبت میں اپنا سب کچھ ترک کر دیتا ہے، اور وہ صرف اور صرف اللہ کا ہو کر رہ جاتا ہے، تو اللہ تعالی اس سے محبت فرمانے لگتا ہے، پھر اللہ تعالی اپنے ملائکہ مقربین میں اس محبت کی تشہیر کرتا ہے، پہلے سید الملائکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بلایا جاتا ہے اور حکم ہوتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں لہذا اے جبرائیل تم بھی اس سے محبت کرو، پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی اس محبوب خدا سے محبت کرنے لگتے ہیں، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

"فینادی جبریل فی اهل السماء اِنَّ الله یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوه فَیُحبه اَهلُ السماءِ ثُمَّ یوضَعُ لَهَ القَبُولُ فِی الاَرضِ " (متفق علیه)

پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام آسمان والوں میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ تعالی اپنے فلاں بندے سے محبت فرماتا ہے لٰھذا! اے اہل آسمان تم بھی ان سے محبت کرو! پس آسمان والے بھی ان محبوب خدائے تعالی سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر زمین والوں کے دلوں میں اس کی محبت رکھ دی جاتی ہے اور اسطرح اسے تلقی بالقبول حاصل

ہو جاتی ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

حضور مدار پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالی سے اتنی محبت کی ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے قبولیت عامہ اور شہرت تامہ حاصل ہو گئی تھی۔

صحیح بخاری میں امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ سے کتاب بدءالخلق باب ذکر الملائکہ میں اور کتاب الادب باب المقۃ من اللہ میں اور کتاب التوحید باب کلام الرب مع جبرائیل (علیہ السلام) میں روایت کی ہے اور مسلم نے صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والاداب باب اذا احب اللہ عبد احبہ الی عبادہ میں روایت کی ہے۔

صاحب مطلع العلوم و مجمع الفنون لکھتے ہیں:

"شیخ بدیع الدین مدار در مملکت ہندوستان شہرت تمام دارد"

یعنی شیخ بدیع الدین مدار کی مملکت ہندوستان میں بہت زیادہ شہرت تھی۔

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اخبار الاخیار میں فرماتے ہیں:

"طریق او بسیار جذب خلائق بود، عوام بسیار ایشاں گرد آمدند و شہرت عظیم شد"

ترجمہ: "حضرت سید بدیع الدین قطب المدار کا طریق مخلوق کو اپنی طرف بہت متوجہ کرنے والا تھا۔ یعنی آپ مخلوق میں بہت مقبول تھے۔ اور بہت ساری عوام ان کے حضور آتی تھی۔ اور آپ کی بہت شہرت تھی۔[۱]

ابوالفضل علامی آئین اکبری میں لکھتا ہے:

"شاہ مدار لقب بدیع الدین کہ ومہ ہندی بوم بدو گرود، ووالا پایگی

---

[۱] اخبار الاخیار صفحہ نمبر ۳۲۷ مطبوعہ تہران

اوبرگزارد، مرید شیخ محمد طیفور بسطامی است۔ ہرگز جامہ او شوختن نشدے وباخلق نیامیختے۔وسلسلۂ مداریہ رااوسر آغاز۔خوابگاہ اومکن پور وہر سال روز فروشدن او، گروھا گروہ مردم از دور دشتہابد آنجا رسید۔ رنگارنگ علم باخود بردہ"[۱]

ترجمہ شاہ مدار حضرت بدیع الدین کا لقب ہے، ہندوستان کا ہر خردوبزرگ آپ کا معتقد ہے، اور آپ کی عظمت کا قائل ہے۔

آپ حضور شیخ طیفور بسطامی کے مرید ہیں آپ کا لباس میلا اور پرانا نہیں ہوتا۔ خلق کے ازدھام سے دور رہتے۔ مداریہ سلسلہ کی ابتدا اپ ہی کی ذات سے ہے۔ خواب گاہ مکن پور شریف میں ہے۔ ہر سال آپ کے وصال کے دن عرس میں گروہ در گروہ دور و دراز مقام سے لوگ آتے ہیں، اور رنگ برنگ کے جھنڈے اپنے ساتھ لاتے ہیں۔

قطب المدار کا مرتبہ بہت بلند ھے

حضرت سید محمد صغریٰ بلگرامی (ولادت ۵۶۴ھ وصال ۶۶۵ھ) شیخ بدر الدین غزنوی سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قطب الاولیاء سید عماد الدین عمرانی مصری چشتی بلگرامی المولود (۵۷۷ھ) نے شہر حلب کے خلوت میں مشاہدہ کیا کہ سارے انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی ارواح طیبات عرش الٰہی پر یاد الٰہی میں مشغول ہیں۔ شاہ بدیع الدین قطب المدار بھی حاضر ہیں۔ جب صبح ہوئی تو شاہ بدیع الدین مدار کو بلا کر فرمایا اور یہ مژدہ سنایا کہ تمہارا مرتبہ بہت بلند اور مدعا حاصل ہوگا۔ "خلقت کا ہجوم تمہاری جانب رجوع کرے گا"۔ میں آج تمہارے

[۱] آئین اکبری ص ۲۱۹ مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال

اخلاص سے متاثر ہوں۔ اس جگہ رہو۔ سلوک کی سیر کریں کہ ایک دوسرے کی صحبت غنیمت ہے۔ دونوں بزرگ چند دن ساتھ رہے۔ پھر خلقت کا ہجوم حضرت خطب المدار قدس سرہ کی جانب بڑھ گیا، اور لوگ جوق در جوق آ آکر فیض یاب ہونے لگے۔[۱]

قطب المدار کو پوری دنیا میں گشت کرایا جاتا ہے

علامہ ابن حجر ہیتمی الشافعی علیہ الرحمہ فتاوی حدیثیہ میں نقل فرماتے ہیں:

"القطب هو الغوث الفرد الجامع جعله الله تعالى دائرًا فى الافاق الاربعة من اركان الدنيا كدوران الفلك فى افق السماء".

ترجمہ: وہ قطب المدار جو غوث و فرد کے مقام کا جامع ہوتا ہے اس کو اللہ تعالی دنیا کے چاروں گوشوں میں گشت کراتا ہے جیسے آسمان کے چاروں طرف ستارے گردش کرتے ہیں۔

قطب المدار کی بیعت میں سارا عالم داخل ہوتا ہے پروردگار عالم جب کسی محبوب ولی کو مرتبہ قطبیت سے سرفراز فرماتا ہے تو اسے تاج کرامت عطا فرما کر مخصوص تخت پر بٹھاتا ہے، اور اس کو اپنی خلافت سے مشرف فرما کر عالمین کے لیے اسے مطاع و مراد بنا دیتا ہے۔ چنانچہ شیخ اکبر فتوحات مکیہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

اور جب اللہ تعالی کسی بندہ کو مرتبہ قطبیت کبریٰ میں متولی فرماتا ہے تو عالم مثال میں اس کے لیے ایک تخت بچھا کر اس پر اس کو بٹھاتا ہے، اور اس مکان کی صورت بحیثیت اس کے مرتبہ کے بناتا ہے مثلا اس کو اپنے عرش پر متولی ہونے

---

[۱] رسالہ عمادیہ فارسی مترجمہ مولانا نور الحسن اویسی مصباحی مع مطبوعہ صغروی سادات بلگرام ص ۳۴۶

کی صورت بناتا ہے۔ اپنے ہر چیز کے ساتھ احاطہ علمی کے ذریعے۔ اور اللہ سے بڑھ کر کون اعلی مثل بیان کر سکتا ہے۔ تو جب وہ تخت بچھالیا جاتا ہے تو اس کے بعد اس کو ان تمام اسماء کا خلعت دیا جاتا ہے جن کا طالب تمام عالم ہے، اور اسماء اس عالم کے طالب ہوتے ہیں۔ پھر اس سے حُلّےِ ظاہر ہوتے ہیں۔ وہ سب اس قطب کو پہنا کر اور تاج کرامت دے کر اس کو تخت پر بٹھاتے ہیں۔ اس وقت اس کی حالت خلیفہ کی ہوتی ہے۔ پھر اللہ جل شانہ تمام عالم کو حکم دیتا ہے اس سے بیعت کرنے کا اس شرط پر کہ سب لوگ اس کی اطاعت کریں اور سختی اور راحت ہر حال میں کریں۔

پس سارا عالم ادنیٰ و اعلیٰ سب اس کی بیعت میں داخل ہو جاتے ہیں سوائے عالون کے۔ عالون سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالی کے جلال میں در آئے ہوئے ہیں۔ اور وہ لوگ بذات حق تعالی کی عبادت کرتے ہیں نہ کہ امر ظاہری شرعی کی وجہ سے۔ اور قوم ملأ اعلیٰ بھی اس قطب کے پاس سب سے پہلے آتے ہیں اپنے مراتب کے موافق، یعنی کوئی پہلے کوئی پیچھے وہ سب اس کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں، بنا کسی سختی و راحت کی قید کے، اور وہ لوگ ان دونوں صفتوں کو اپنے میں جانتے ہی نہیں، اس لیے کہ کسی شے کی شناخت کماحقہ بغیر اس کی ضد کے نہیں ہوتی۔ اور ملأ اعلیٰ ایسے ذوق میں ہوتے ہیں جس میں امر مکروہ کی گنجائش ہی نہیں ہوتی۔ تو جو روح قطب کے پاس بیعت کے لیے آتی ہیں۔

وہ اس سے علم الٰہی سے متعلق کوئی مسئلہ ضرور پوچھتی ہیں۔ اور وہ جواب میں کہتا ہے کہ اے شخص: کیا تو فلاں فلاں امر کا قائل ہے۔ جب وہ اس کا اقرار کرتا ہے تو قطب اس سے کہتا ہے: اس مسئلے میں دو جہتیں ہیں، اور وہ دونوں

متعلق ہیں علم الٰہی سے جن میں ایک دوسرے سے اعلیٰ ہیں۔ جو اس شخص کو معلوم ہوتی ہیں۔ تو ہر بیعت کرنے والا اس قطب سے مستفید ہوتا ہے اور وہ علم حاصل کرتا ہے جو اس کو معلوم نہیں ہوتا ہے۔

حضرت شیخ اکبر فرماتے ہیں:

میں نے کل سوالات قطبیت ایک علیحدہ رسالے میں لکھا ہے۔ اور مجھ سے پہلے کسی نے ان کو نہیں لکھا۔ اور وہ سائل معین نہیں ہوتے ہیں کہ بار بار اس قطب سے وہی پوچھے جائیں۔ بلکہ ان کو اللہ تعالی خود بخود سائل کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ یعنی پہلے سے وہ سوال اس کے ذہن میں نہیں ہوتا ہے بلکہ پوچھنے کے وقت فوراً ذہن میں آجاتا ہے۔

شیخ فرماتے ہیں کہ پہلے اس قطب سے عقل اول سوال کرتی ہے، پھر نفس، پھر وہ ملائکہ جو مقدم ہیں ان ملائکہ سے جو اسمان و زمین کے بنانے والے ہیں، یا ان پر موکل ہیں۔ پھر وہ روحیں جو ان ھیاکل کے مدبرہ ہیں جنہوں نے بعد انتقال اپنے جسموں سے مفارقت کی ہے۔ پھر اجنہ، پھر مولدات، پھر باقی وہ جو اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔[1]

مقام اویسیت

حضور سیدنا سید بدیع الدین احمد قطب المدار رضی اللہ تعالی عنہ کو اللہ تعالی کی طرف سے قبولیت عظمٰی و شہرت عامہ حاصل تھی۔ آپ کی کرامات ظاہرہ و خوارق مشہورہ کی وجہ سے عوام وخواص سب میں آپ کا شہرہ تھا اور سب میں تلقی بالقبول حاصل تھی۔ اس قبولیت کی وجہ آپ کا اویسی ہونا بھی تھا۔ بلا واسطہ در

---

[1] فتوحات مکیہ ۳۳۶واں باب بحوالہ الدار المنظم فی مناقب غوث الاعظم

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کو نوازا گیا۔ سرکار مدینہ سرور قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اپنے حجرہ خاص میں تعلیم وتربیت فرمائی اور آپکو کامل و مکمل فرما کر آپ کو عالی قدر قطب المدار ہونے کی بشارت دی۔

چنانچہ مراۃ مداری مؤلفہ شیخ عبدالرحمن چشتی میں ہے:

"چوں بشرف آستانہ بوس روضۂ مطہرہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرف گردید از اندرون روضۂ پاک آوازے بر آمد 'السلام علیک یا بدیع الدین قطب المدار نیک آمدی ان شاء اللہ زود بمطلب خود فائز خواہی گردید۔ چوں قلم درایں جا رسید ایں بیت بخاطر گزشت ؎

کرد چوں امداد لطف کردگار
از بدیع الدین شد قطب المدار

پس اورا محبت تمام بروحانیت پاک حضرت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا شد۔ ودر ریاضت و مجاہدات خود رازار و نزار ساخت۔ بعد از صفائی باطن اورا حضور تمام بروحانیت۔"

کہ جب آپ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ آئے اور جب رسول کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی حاضری کے شرف سے مشرف ہوئے تو روضہ پاک کے اندر سے ایک صدائے دلنواز آئی۔ اَلسَّلامُ عَلَیکَ یَابَدِیعَ الدِّین قطبُ المدار! تیری حاضری مبارک ہو۔ جلدی ہی اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کروگے. قلم جب اس مقام پر پہنچا تو نغمہ زن ہوا ؎

جب کیا امداد لطف کردگار
تب بدیع الدیں ہوئے قطبِ المدار

پھر ان کے دل میں حضرت محمد مصطفی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانیت پاک سے کامل محبت پیدا ہوگئی اور اپنی ریاضات ومجاہدات میں عرق ریزی فرمانے لگے باطن کی صفائی کے بعد ان کو حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت پاک میسر ہوئی۔

"حضرت رسالت پناہ میسر گشت، آنحضرت از کمال مہربانی وکرم بخشی دست قطب المدار رابدست حق پرست خود گرفتہ تلقین اسلام حقیقی فرمودہ، ودراں وقت روحانیت حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم حاضر بود۔ پس وے رابعلی مرتضیٰ سپردہ فرمود: کہ ایں جوان طالب حق تعالی است۔ ایں رابجائے فرزندان خود تربیت نمودہ بمطلوب برساں۔ کہ ایں جوان نزدیک حق تعالی بغایت عزیز است، وقطب المدار وقت خواہد شد۔[1]

پس شاہ مدار حسب الحکم آنحضرت تولا بمرتضی علی کرم اللہ وجہہ نمودہ برسر مرقد پاک وے در نجف اشرف رفت۔ در آستانہ متبرکہ ریاضت می کشید و انواع تربیت از روحانیت پاک حضرت مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم بطریق صراط مستقیم می یافت۔ واز سبب و سیلۂ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم بمشاہدہ حق الحق بہرہ مند گردید؛ وجمیع مقامات صوفیائے ناجیہ طے نمودہ عرفان حقیقی حاصل کرد۔

[1] مراۃ مداری فارسی مطبوعہ المجمع المداری وبحر زخار قلمی ص ۸۳۸ ج سوئم کا تیسرا حصہ

آں زماں اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہ اورابفر زند رشید خود کہ وارث ولایت مطلق محمد مہدی بن حسن عسکری نام داشت در عالم بوئے آشنا گردانید، واز کمال مہربانی فرمودہ کہ قطب المدار بدیع الدین را من باشارت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم تربیت نمودہ بمقامات عالی رسانیدہ بفرزندی قبول کردہ ام۔

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی روحانیت پاک کی حضوری میسر آئی۔ آنحضرت علیہ السلام نے کمال مہربانی وکرم بخشی کے ساتھ قطب المدار کے ہاتھ کو اپنے حق پرست ہاتھ میں لے کر اسلام حقیقی کی تلقین فرمائی۔ اس وقت حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہ الکریم کی روحانیت پاک بھی حاضر دربار رسالت تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قطب المدار کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد کرکے ارشاد فرمایا: یہ جوان طالب حق تعالی ہے۔ اس کو اپنی فرزندی میں لے کر اس کی تربیت کرو، اور مطلوب تک پہنچاؤ، اس لیے کہ یہ نوجوان اللہ تعالی کے نزدیک بہت عزیز ہے، یہ اپنے وقت کا قطب المدار ہوگا۔ بارگاہ رسول علیہ السلام سے سرفراز ہوکر مولا علی کی خدمت میں شرف یاب ہوئے اور مولا علی کی روحانیت نے حضور امام مہدی علیہ السلام کے سپرد فرمایا۔

چنانچہ شیخ عبد الرحمن چشتی مراۃ مداری میں فرماتے ہیں:

بس شاہ مدار حضرت زندہ شاہ مدار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی محبت میں

شرشار ہوکر نجف اشرف میں ان کے روضہ پاک پر حاضر ہوئے، اور آستانہ مبارکہ پر ریاضت کرتے رہے، اور حضرت علی مرتضی کی روحانیت پاک کی تربیت سے صراط مستقیم کو پالیا۔ اور دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے کے سبب حق الحق کے مشاہدے کی نعمت سے مالا مال ہوئے، اور جب صوفیائے ناجیہ کہ جمیع مقامات کو طے فرما کر عرفان حقیقی حاصل کر لیا تو اس وقت حضور اسد اللہ الغالب علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت امام محمد مہدی بن حضرت امام حسن عسکری سے آشنا کرایا، جو کہ ولایت مطلقہ کے وارث ہیں، اور کمال مہربانی کے ساتھ مولا نے ارشاد فرمایا کہ بدیع الدین قطب المدار کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم سے میں نے تربیت کر دی ہے۔ آپ ان کی مزید تعلیم وتربیت فرمادیں۔

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تربیت نمودہ بمقامات عالی رسانیدہ بفرزندی قبول کردہ ام۔ شما نیز متوجہ شدہ جمیع کتب آسمانی ازارہ شفقت بایں جوان شائستہ روزگاہ تعلیم بکنید۔

پس صاحب زماں مہدی رضی اللہ تعالی عنہ از کمال الطاف شاہ مدار را در گوشہائے جبال بردہ در چند مدت دوازدہ کتاب "صحف آسمانی" تعلیم فرمودہ۔ اول چہار کتاب کہ بر انبیائے اولاد ابو البشر آدم علیہ السلام نازل شدہ اند۔ یعنی قران و توریت و انجیل و زبور با ترتیب و شرائط تعلیم کرد۔ و بعد ازاں چہار کتاب کہ بر مقتدائے و پیشوائے جنیات نزول یافتہ بودند تعلیم فرمودہ۔ نام آں کتابہائے ایں

راست۔ راکوری، وجاجرمی، وستاری، والیان۔

بعدہ چہار کتب کہ بر ملائکہ مقرب درگاہ سبحانی نازل گشتہ بودند آنرا نیز تعلیم نمودہ۔ نام آں کتب ایں است۔ مرات۔ وعین الرب، و سرماجن۔ ومظہر الف، از علوم اولین و آخرین کہ خاصۂ آئمہ اہل بیت بود از راہ کرم بخشی جبلی بموجب اشارت جد بزرگوار خود حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ بقطب المدار عطا فرمودہ، واورا کامل و مکمل گردانیدہ بخدمت اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہ آوردہ۔ معروض داشت کہ ایں جوان الحال لائق ارشاد شد امیدوار خلافت است۔

ترجمہ: میں نے تربیت کردی ہے اور بلندیٔ مقامات پر پہنچا کر اپنی فرزندی میں میں نے قبول کرلیا ہے۔ تم بھی متوجہ ہو کر شفقت کے ساتھ اس سائشتۂ روزگار جوان کو تمام آسمانی کتابوں کی تعلیم دو۔

قطب المدار کو آسمانی کتابوں کی تعلیم

پس صاحب زمان حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالی عنہ نے کمال لطف و کرم کے ساتھ حضرت مدار پاک کو پہاڑوں کے غاروں میں لے جا کر تھوڑی ہی مدت میں ۱۲ر آسمانی کتابوں اور صحیفوں کی تعلیم فرمائی۔ اول چار کتابیں جو انبیاء کرام اولاد ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہوئیں یعنی قران مجید، توریت، زبور اور انجیل کی تعلیم ترتیب و شرائط کے ساتھ دی۔ اس کے بعد ان چاروں کتابوں کی تعلیم فرمائی جو قوم اجنہ کے رہبروں اور پیشواؤں پر نازل ہوئی تھیں۔

ان کتابوں کے نام یہ ہیں (۱) راکوری (۲) جاجرمی (۳) ستاری (۴) الیان۔

ان کے بعد مزید ان چار کتابوں کی بھی تعلیم عطا فرمائی جو اللہ تعالی سبحانہ کی

بارگاہ کے ملائکہ مقربین پر نازل ہوئی ہیں ان چار کتابوں کے نام یہ ہیں (۱) مرأت الرب (۲) عین الرب (۳) سرماجن (۴) مظہر الف۔ اور علوم اولین و آخرین جو ائمہ اہل بیت اطہار کا خاصہ ہیں اپنی فطری کرم بخشی اور اپنے جد بزرگوار حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے حکم کے بموجب ان علوم کی تعلیم بھی حضور قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرما کر آپ کو کامل و مکمل فرما دیا اور حضور مولا علی اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں پیش فرما کر عرض کی کہ یہ جوان اب لائق ارشاد ہو کر امیدوار خلافت ہے۔[۱]

رسول کریم کے اویسی

صاحب خزینۃ الاصفیاء نے تحریر کی ہے:

"حضرت شاہ بدیع الزماں قدس سرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اویسی تھے۔ مشائخ میں ایک خانوادہ اویسی ہے جس میں اکثر مشائخ عظام ہوئے ہیں۔ اس سلسلہ عالیہ کے سردار حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ ہیں جو باطنی طور پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ تھے۔ چنانچہ جو ولی باطنی روحانی طور پر حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم سے استفادہ کرتا ہے یا کسی دوسرے بزرگ سے فیضان حاصل کرتا ہے اور روحانی طور پر بیعت ہوتا ہے وہ اویسی کہلاتا ہے۔ چنانچہ شاہ مدار بھی ایسے ہی پیر ہیں جنہوں نے باطنی اور روحانی طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تربیت پائی اور اویسی کہلائے۔"[۲]

۱۔ مرأۃ مداری۔ عبد الرحمن چشتی مطبوعہ المجمع المداری ص ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳ و بحر زخار ص ۸۳۹

۲۔ خزینہ الاصفیاء ج ۲ ص ۲۹۱ بحوالہ تذکرۂ مشائخ عظام ص ۳۵۸ ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی

مدار پاک کو مولا علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی خاص خلعت معنوی سے سر فراز فرمایا، حضرت عبد الرحمان چشتی العلوی فرماتے ہیں:

"چوں امام مہدی رضی اللہ عنہ قطب المدار را تربیت نمودہ بخدمت روحانیت پاک حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ آورد آنحضرت خوش وقت شدہ نوازش فرمودہ بخلعت خاص معنوی خود سر فراز ساختہ اورادر مدینۂ نبوی فرستاد۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نہایت توجہ ومہربان نمودو فرمود کہ حالاً حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ ترا با سرار مخفی خود شناسا گردانید"[1]

مشرب اویسیہ بہت بڑا مرتبہ ہوتا ہے

حضرت قطب المدار سیدنا سید بدیع الزماں رضی اللہ تعالیٰ عنہ اویسی تھے۔

"حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نیز در لطائف اشرفی می فرمایند کہ در یک سفر مکہ معظمہ من وحضرت شیخ بدیع الدین المشہور بہ شاہ مدار یکجار فاقت داشتم۔ پس از من مکہ معظمہ بہ جہت سیر ولایت روم رفتم۔ وحضرت شیخ بدیع الدین بجانب ہندوستان روانہ گردید"

حضرت شیخ عبد الرحمن چشتی علوی حنفی فرماتے ہیں: کہ حضور مدار پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور مولائے کائنات علی مرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنی خلعت خاص معنوی پیراہن سے سر فراز فرمایا۔

چنانچہ رقم فرماتے ہیں جب حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالی عنہ کو مرتب فرما کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ

---

[1] مرآۃ مداری مطبوعہ المجمع المداری ص۱۱۹ و بحر زخار ص۸۳۸ ج:۳، کا تیسرا حصہ

کی روحانیت پاک کی خدمت میں پیش کیا تو مولا علی کرم اللہ وجہہ نے خوش ہو کر اپنی خاص خلعت حقیقی (جنتی جوڑا) سے مدار پاک کو سر فراز فرمایا اور مدینہ نبوی میں روانہ فرما دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے توجہ بے پایاں ورحمت بے کراں فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اب تجھے اللہ سبحانہ تعالی نے اپنے پوشیدہ اسرار کا شناسا بنالیا ہے۔

اسی مرات مداری میں ہے کہ حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ لطائف اشرفی میں فرماتے ہیں کہ شیخ بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالی عنہ اویسی تھے، اور مشرب اویسیہ بہت عظیم القدر مشرب ہوتا ہے، آپ فرماتے ہیں: حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ لطائف اشرفی میں فرماتے ہیں کہ "مکہ معظمہ کے ایک سفر میں حضرت بدیع الدین شاہ مدار کے ساتھ ایک جگہ میں ان کی رفاقت میں تھا۔ پس میں مکہ معظمہ سے ولایت روم کی سیاحت کے لیے چلا گیا۔ اور حضرت شیخ بدیع الدین ہندوستان کی جانب روانہ ہو گئے۔"

"و بعض علوم نوادر مثل آں برگزیدۂ الٰہی دیگرے نمی دانست و او اویسی مشرب بود از باطن تربیت یافتہ۔ بظاہر پیر و مرشد محتاج نبود۔ ایں مشرب اویسیہ بغایت عظیم القدر است۔ تا کہ را بایں دوست رسانند و بکہ ایں در کشایند"۔[1]

ترجمہ: بعض علوم نوادر اس برگزیدۂ الٰہی کے مثل دوسرا کوئی نہیں جانتا تھا اور وہ اویسی مشرب تھے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باطن سے تربیت حاصل کیئے ہوئے تھے۔ ظاہر میں کسی پیر

[1] مراۃ مداری ص ۱۱۹۔۱۲۰

و مرشد کے محتاج نہیں تھے۔ یہ مقام اویسیت بہت انتہائی درجہ عظیم القدر ہے۔ کون اس دوست تک رسائی پاتا ہے؟ اور کون لوگ اس دروازے کو کھول پائے ہیں؟

قطب المدار کو علوم اسرار کیمیا، ریمیا، ھیمیا، سیمیا اور ریمیا پر عبور حاصل تھا

لطائف اشرفی میں ایک جگہ ہے:

"شیخ بدیع الدین الملقب بشاہ مدار نیز اویسی بودہ اند۔ وبسے مشرب عالی داشتند۔ وبعضے علوم نوادر از ھیمیاء و سیمیاء وکیمیاء و ریمیاء ازیں شاں معائنہ شد کہ نادر ازیں طائفہ کسے راباشد"۔

شیخ بدیع الدین مدار بھی اویسی تھے۔ ان کا لقب شاہ مدار تھا، بہت اعلیٰ مشرب والے تھے، ان کو بعض علوم نوادر جیسے ہیمیا و سیمیا وکیمیا اور ریمیا معلوم تھے۔ اولیاء کی جماعت سے شاذ و نادر ہی کسی کو یہ علوم معلوم ہوئے ہیں۔[1]

علم کیمیا، سیمیا، ریمیا اور ھیمیا علوم انبیاء میں سے ھیں

تذکرہ مشائخ عظام میں جناب عاصم اعظمی لکھتے ہیں ہے کہ علم کیمیا۔ سیمیا۔ ریمیا اور ہیمیا علوم انبیاء میں سے ہیں۔[2]

نسبت اویسیہ ھندوستان میں قطب المدار لے کر آئے

حضور سیدنا سید بدیع الدین احمد قطب المدار اویسی اور اویس گر بھی تھے۔

---

[1] لطائف اشرفی ج ۱، ص ۳۵۴، نصرۃ المطابع دہلی

[2] تذکرہ مشائخ عظام ص ۳۵۳

برصغیر میں نسبت اویسیہ آپ ہی لے کر آئے۔ اور آپ ہی کے ذریعہ اس دیار میں اس نسبت کا اجرا ہوا۔ چنانچہ شیخ عبدالرحمن چشتی فرماتے ہیں:

"پیش از تشریف آوردن حضرت شاہ مدار در ہندوستان خانوادۂ اویسیہ انتشار نیافتہ بود۔ بعضے مشائخ ہند ازیں مقدمہ واقف نشدہ بودند۔ چوں حضرت شاہ مدار قدس سرہ آمدند ایں مشرب عالی قدر شائع ساخت۔"[۱]

حضرت شاہ مدار رضی اللہ تعالی عنہ کے ہندوستان میں تشریف لانے سے پہلے اس جگہ خانوادہ اویسیہ نہیں پھیلا تھا ہندوستان کے کچھ مشائخ تو اس نسبت سے واقف ہی نہیں تھے۔ جب حضرت شاہ مدار قدس سرہ تشریف لائے تب یہ مشرب عالی قدر شائع ہوا۔

حضرت مخدوم سعد اللہ کیسہ دار قدس سرہ کا اویسیت کے بارے میں ایک مکتوب

مرات المداری میں ہے کہ حضرت شیخ مخدوم کیسہ دار کنتوری قدس سرہ القوی نے حضور مدار پاک رضی اللہ تعالی عنہ کی نسبت اویسیہ پر متحیر ہو کر حضور سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ السامی کو اس کی وضاحت کے لیے ایک مکتوب ارسال کیا جس کا جواب حضرت مخدوم پاک قدس سرہ کی طرف سے یہ آیا:

"حضرت مخدوم شیخ سعد اللہ کیسہ دار کنتوری متحیر شدہ در باب منشائے سلسلۂ شاہ مدار بخدمت حضرت میر سید اشرف جہانگیر مکتوبے نوشت۔ حضرت میر قدس سرہ در جواب او مکتوبے بایں عبارت نوشتہ

[۱] مراۃ مداری ص ۱۲۲، المجمع المداری

است۔ اے! سوائے چہاردہ خانوادہ کہ مذکور شدہ اند در میان مشائخ کبار یک خانوادہ اویسی است، کہ بخواجہ اویس قرنی رحمت اللہ علیہ منسوب گشتہ است۔ شیخ الطریقت حضرت شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ می گوید کہ قومے از اولیاء اللہ عزوجل باشند کہ ایں شاں رامشائخ طریقت و کبرائے حقیقت اویسیاں می گویند کہ ایشاں را در ظاہر بپیرے احتیاج نبود۔ زیرا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ایشاں را در حجرہ عنایت خویش پرورش می دہند بے واسطہ غیرے۔ چناں کہ اویس رادادہ رضی اللہ عنہ۔

ایں بغایت رتبۂ عالی است، تاکہ راایں جار سانند وایں دولت بکہ رانمایند۔[ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ] یعنی ایں فضل وکرم خدا است می دہد بہ ہر کہ می خواہد۔ وہم چنیں بعضے اولیائے روئے زمین کہ متابعان آنحضرت اند صلوۃ اللہ علیہ بعض طالباں رابحسب روحانیت تربیت می کنند بے آنکہ او را در بظاہر پیرے باشد۔ ایں جماعت رانیز داخل اویسیہ نامند۔

ترجمہ: اے میرے بھائی! جن ۱۴؍ خانوادوں کا تذکرہ مشائخ کبار کے درمیان ہوا ہے ان کے علاوہ ایک خانوادہ اویسی بھی ہے، جو حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ سے منسوب ہوا ہے. شیخ طریقت فرید الدین عطار قدس سرہ تذکرہ الاولیاء میں فرماتے ہیں: کہ اللہ عزوجل کے اولیاء میں ایک گروہ وہ ہے جنہیں مشائخ طریقت و کبرائے حقیقت اویسی کہتے ہیں..

انہیں ظاہر میں کسی پیر کی ضرورت نہیں ہوتی، اس لیے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان نفوس قدسیہ کو اپنے حجرۂ عنایت میں بذات خود تربیت فرماتے ہیں۔ کسی کا اس میں واسطہ نہیں ہوتا۔ جیسا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ کی تربیت رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمائی ہے۔ یہ اویسیت بہت ہی بڑا مرتبہ ہے، کس کی یہاں تک رسائی ہوئی ہے؟ کسے یہ دولت میسر آتی ہے؟ یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

اسی طرح بعض اولیاء روئے زمین جو حضور آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس بابت بھی پیروکار ہیں بعض طالبوں کو روحانیت کے طور پہ تربیت فرماتے ہیں بغیر اس کے کہ ظاہر میں اس کا کوئی پیر ہو اس جماعت کو بھی اویسی کہتے ہیں۔

وبسیار از مشائخ طریقت را در اول سلوک توجہ بایں مقام بودہ است۔ چناں چہ حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی طوسی و حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی و حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ وغیرہ را در ابتدائے سلوک ذکر ایں بودہ است کہ علی الداوام اویس اویس گفتندے، آخر بدستیاوری پیران خود نسبت ظاہری ہم چوں باطن درست کردند۔ چنانچہ سائر مشائخ وبعضے ہم چناں درورطہ نماندند۔ در متقدمین حضرت محمد معشوق ترک وحضرت شیخ نظام گنجوی ودر متاخرین شیخ بدیع الدین الملقب بہ شاہ مدار وحضرت خواجہ حافظ شیرازی۔

قطعہ:

بر کرا خورشید چرخ اقتدار
داد بر او رنگ وحدت خویش جائے

نیست حاجت باو زیر و میر ہم
گر عنایت می برد بر سر زپائے

ایں فقیر نیز صحبت بایشاں داشتہ و بعضے از نوادر علوم از حضرت بدیع الدین معائنہ کردہ شد و غرائب آثار مشاہدہ افتاد کہ در اکثر اولیائے روزگار مکشوف نہ شدہ واز علم سکر بہرہ تام داشتہ اند۔

ترجمہ: بہت سے مشائخ طریقت کا توجہ اول سلوک میں ہی اس مقام اویسیہ کی جانب ہوتا ہے۔ جیسے حضرت ابو القاسم گرگانی طوسی اور حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانی حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ وغیرہ کا ابتدائے سلوک میں یہی حال رہا کہ ہمیشہ "اویس اویس" کہتے تھے۔ آخر اپنے پیروں کی مدد سے نسبت ظاہری کو بھی نسبت باطنی کی طرح درست کر لیے سارے مشائخ کی طرح۔ اور بعض مشائخ اسی بھنور میں ڈوبے رہے۔

نسبت اویسیہ دوسرے بزرگوں میں تقسیم کرنے والوں میں سے متقدمین میں حضرت محمد معشوق ترک اور حضرت شیخ نظام گنجوی ہیں اور متقدمین میں حضرت شیخ بدیع الدین ہیں جن کا لقب شاہ مدار ہے۔ اور دوسرے حضرت خواجہ حافظ شیرازی ہیں، جس کا چرخ اقتدار سورج پر ہو تو وہ وحدت کے تخت شاہی پر اپنی جگہ بنالے۔ اسے کسی وزیر و میر کی حاجت نہیں رہ جاتی ہے اس کے سر سے پاوں تلک عنایتوں کا سہرا ہے۔

یہ فقیر اشرف بھی ان بزرگوار قطب المدار سے صحبت رکھتا ہے، اور حضرت شیخ بدیع الدین مدار رضی اللہ تعالی عنہ سے بعض ایسے علوم نوادر مشاہدہ میں آئے اور انوکھے خوارق عادات معائنہ میں آئے جو اکثر اولیائے روزگار کے

علم میں نہیں تھے۔اور علم سکر سے بھی آپ پوری طرح واقف ہیں۔

و دیگر اہل بصیرت بریں متفق اند کہ قطب المدار اویسی بود و از روحانیت حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ تربیت و تکمیل یافتہ۔[۱]

دوسرے اہل بصیرت اس بات پر متفق ہیں کہ قطب المدار اویسی تھے۔ حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی روحانیت سے تربیت و تکمیل پائے ہوئے تھے۔

اویسیت قطب المدار رضی اللہ تعالی عنہ سے متعلق قاضی شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کا مکتوب

رضا لائبریری رام پور میں مکتوب شاہ مدار کے نام سے ۲۵/ صفحات پر مشتمل ایک قلمی مخطوطہ ہے جس کا نمبر لائبریری میں سلوک فارسی ۴۶۲/ ہے۔

اس مکتوب کا عکس ناچیز ابو الحماد محمد اسرافیل حیدری المداری کی ذاتی لائبریری میں بھی موجود ہے۔

مکتوب کا ابتدائیہ اسطرح ہے:

"بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مکتوب قطب الاقطاب شیخ بدیع الحق و الشرع و الدین شاہ مدار قدس سرہ العزیز بجانب قاضی شہاب الدین شمس عمر دولت آبادی بداند کہ کتاب شریف نبیرۂ سید المرسلین سید طاہر ادام اللہ سیادتہ و نظافتہ بر درویش رسانیدہ۔"

اس جگہ میں مرات مداری کے حوالے سے اس مکتوب شریف کا کچھ خاص

---

[۱] مراۃ مداری ص۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳، مطبوعہ المجمع المداری جہراں سدھارت نگر

حصہ مع ترجمہ نذر قارئین کر رہا ہوں۔

"ھو الموجود: برادرم قاضی شہاب الدین شمش عمر دولت آبادی بداں کہ مکتوب آں برادر بنیرۂ سید المرسلین سید طاہر ادام اللہ سیادتہ و نظافتہ بریں درویش از خویش رسانید در کتاب آں برادر چنیں باز دیدہ شد کہ از بیشتر مردماں تسامع می شود کہ مخصوص ملاقات حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم بے واسطہ بحسب ظاہر شمارا میسر بودہ است"

ترجمہ: برادرم قاضی شہاب الدین شمس عمر دولت آبادی کو معلوم ہو کہ آنجناب کے خط کو نبیرۂ سید المرسلین سید طاہر ادام اللہ سیادتہ و نظافتہ نے اس درویش کو بذات خود پہنچایا۔ آپ کے مکتوب میں اس طرح لکھا دیکھا کہ اکثر حضرات سے سننے کو مل رہا ہے کہ آپ کو حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بے واسطہ ظاہری طور پر مخصوص ملاقات میسر ہوئی ہے۔[1]

(مکتوب شاہ مدار میں یہاں تک عبارت اس طرح ہے)

از بیشتر مردماں چناں تسامع می شود کہ سید مذکور را مخصوص ملاقات آنحضرت میسر می آید و تنہا ایں معنی بدورو مینماید و ہیچ یکے مرد دیگر را آں در بستہ نمی کشاید چگونہ بود؟ و دیگر آں کہ العلماء ورثۃ الانبیاء ہمیں علم است؟ ایں دو لطیفہ را بجواب حل گردانیدہ مرقوم فرمایند۔

جواب: اے برادر عوام را دانستن خواص حضرت الوھیت بس

---

[1] مکتوب زندہ شاہ مدار

مشکل است۔ بدانکہ گوشہ نشینان خانقاہ عدم مر دانند و بر مرکب "وَ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ" شہسوار اند، کہ بندگاں را در اسرار شاہاں آنجا راہ نیست، از بس کہ ایشاں در مقام قرب اقرب اند، و از سایۂ حدوث خویش دور اند۔ جبرائیل علیہ السلام را برکاب برداری نمی گیرند، و میکائیل علیہ السلام را بغاشیہ برداری نمی پزیرند۔ بیک تگ از ہر دو عالم بیرون شدہ اند، و بصحرائے الوہیت بہ عالم لامکان کہ لا محدود ولا متناہی است جولاں گری می نمایند۔ "ولیس عند الله صباح ولا مساء" مقام دارند۔ و بعلم "یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ" محو در محو اند، بے نام و بے نشاں از جملہ خلائق دور اند۔

مکتوب زندہ شاہ مدار جو رضا لائبریری رام پور میں ہے اس میں اس طرح ہے کہ بہت سے لوگوں سے ایسا سنا جاتا ہے کہ سید مذکور یعنی سرکار زندہ شاہ مدار کو آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مخصوص ملاقات ہوتی ہے یہ معنیٰ سعادت صرف آپ کو حاصل ہے، کسی دوسرے پر یہ راز سربستہ کسی طرح نہیں کھلتا ہے کہ ملاقات کیسے ہوئی؟

دوسرے یہ کہ العلماء ورثۃ الانبیاء سے یہی علوم مراد ہیں جو ہم حاصل کیے ہوئے ہیں یا وہ کوئی دوسری قسم کا علم ہے؟ ان دونوں لطیفوں کا جواب حل فرما کر تحریر فرمائیں۔

جواب: اے برادر! عام لوگوں کے لیے مقربین بارگاہ الوھیت کے اسرار کا علم بہت مشکل ہے۔ جان لو کہ وہ لوگ خانقاہ عدم کے گوشہ نشین اور "نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ" کے مرکب کے شہسوار ہیں، کہ غلاموں کو بادشاہوں کے

اسرار اور بھیدوں تک رسائی نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ وہ مقام قرب اقرب میں کہ اپنے حدوث کے سائے سے بھی دور ہیں۔ وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اپنی رکاب برداری میں قبول نہیں فرماتے اور حضرت میکائیل علیہ السلام کو اپنی غاشیہ برداری میں قبول نہیں کرتے۔ ایک قدم میں دونوں جہانوں سے باہر نکل جاتے ہیں اور صحرائے عشق الوہیت سے اس عالم لامکاں میں جو لامحدود وغیرہ متناہی ہے قدم رنجی فرماتے رہتے ہیں۔ وہ اللہ کے پاس اس مقام میں رہتے ہیں جہاں صبح ومساء کا تصور نہیں ہے۔

حق تعالی از غیرتے کہ دریں قوم است از مردماں محفوظ و مستور می دارد، ومگر آں کہ اورامی خواہد "لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ" مراورا است۔ ایں درویش دربستہ بروئے می کشاید، ومامور بامر اللہ تعالی واللہ غالب علی امرہ پیش می آید، وخویشتن رابکسوت بشریت بدو می نماید کہ بداں امر است۔ حکایت دشت ارزن کہ آں برادر شنیدہ باشد "اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ دوصد سال و کثیرے پیش از ولادت خود بامر حق تعالی بدن مثالی گرفتہ سلمان فارسی راز پیش شیر خلاص ساختہ بود۔ پس ارواح درگاہ الوھیت را پیش از وجود عنصری، ودروجود عنصری، وبعد از گزاشتن وجود عنصری تصرف یکساں می باشد۔ گاہے لباس عنصری می پوشند، وگاہے وجود مثالی۔ چنانچہ بعضے ازاں طائفہ در مقام مناجات مہتر موسی صلوۃ اللہ علیہ حاضر بودند۔ وچوں نود ہزار تکلم در مقام" قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى"حق تعالی درشب معراج مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودمی

شنید ند۔ وبا درویشاں صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم مصافحہ داشتہ اند۔
ودر حیات وممات بایشاں حاضر بودند وہستند۔ کل را دریافتہ اند تا بجز
چہ رسد۔ چوں ایں معنی برادر را محقق ومعلوم گشتہ۔

ترجمہ: کہ علم میں مستغرق ہو کر محو در محو ہوتے ہیں، اور بے نام ونشان ہو کر جملہ خلائق سے دور رہتے ہیں۔ اللہ تعالی کو اس قوم سے ایسی غیرتِ محبت ہے کہ اس سبب سے وہ لوگوں سے انہیں مستور و محفوظ رکھتا ہے۔ "لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ" کا مژدہ انہیں کو زیب دیتا ہے۔ یہ فقیر اس بند دروازے کو اسی کے لیے کھولتا ہے جس کے لیے کھولنے کا حکم اللہ تعالی کی طرف سے اسے ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالی ہی اپنے امر پر غالب ہے۔ اور یہ بندہ خود کو بشریت کے لباس میں اسی کو دکھاتا ہے جس کے لیے یہ مامور ہوتا ہے۔ دشت ارزن کی حکایت آنجناب نے سنی ہو گی کہ حضرت علی اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنی پیدائش سے کم و بیش دو سو سال پہلے اللہ تعالی کے حکم سے مثالی بدن اپنا کر حضرت سلمان فارسی کو شیر کے حملے سے بچایا تھا۔ پس وجود عنصری سے پہلے، اور وجود عنصری میں، اور وجود عنصری چھوڑنے کے بعد درگاہ الوھیت کی ارواح مقدسہ کا تصرف یکساں ہوتا ہے۔ کبھی وہ لباس عنصری پہن لیتے ہیں، اور کبھی وجود مثالی اختیار کر لیتے ہیں۔ چنانچہ اس جماعت میں سے بعض حضرات حضرت موسی علیہ السلام کے مقام مناجات میں حاضر تھے۔

اور جب نوے ہزار (۹۰۰۰۰) تکلم شب معراج میں حق تعالی نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مقام،، قاب قوسین او ادنی،، میں فرمایا تھا تو وہ حضرات بھی سن رہے تھے۔ اور صحابہ کرام کے اصحاب صفہ سے ان حضرات کا

مصافحہ ہوتا رہتا ہے۔ اور اپنی زندگی میں اور بعد حیات بھی ان کے ساتھ حضوری ہوتی رہتی ہے۔ وہ کل کو حاصل کر چکے ہیں، اب جزء کی کیا حیثیت ہے۔ جب یہ معنی برادر کو محقق و معلوم ہو گیا تو۔

العلماء ورثة الانبیاء کہ پرسیدی نیز مستمع باش، بیش ازانکہ از کنج خانۂ عدم بسوئے منزل وجود "يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَ التَّرَآئِبِ" درباز نبود۔ مردان حضرت مقبلاں از ازل در روز میثاق ندائے الست بربکم از جلیل الجبار بے حرف و بے صوت شنیدند۔ ہنوز یاد داشتہ اند فراموش نکردہ اند، وھما حالت درایشاں اثر است۔ ودر مکان ایشاں نے ماضی است ونہ مستقبل، ہر چہ در کتاب ازل وابد است بداں واقف اند۔ ایں علم میراث انبیاء است۔ وایشاں مواھب الٰہی واسرار نامتناہی واز ہمہ مخلوقات آں علم پوشیدہ است۔اِنّ مِنَ الْعِلْمِ کبیت المکنون لا یعلمھا الا اللہ و العلماء باللہ، وآنچہ درلوح محفوظ مکنون است معائنہ ومشاہدہ می کنند. در نظر ایشاں است۔ وبداں اطلاع دارند، از ازل تا دخول بہشت و دوزخ آنچہ بودند وبودہ است وخواہد بود از ماہ تا بماہی بدانند۔ و فرداپس فرداابد انند، کما قال اللہ تعالی وَامْتَازُواالیوم اَیُّھا المُجرمون۔ علیحدہ کنند مجرماں راازمخلصاں از بہر ظہور "فریق فی الجنة و فریق فی النار" کہ روز بعث ایشاں را بیک دیگر آمیختہ۔ بدر آرند۔ امروز آں مجرماں را از مخلصاں علیحدہ گردانند تاسعید و شقی بہ شناسند۔ ومردماں باندک علم مغرور اند وباندک زہد مسرور اند وباندک سکر مسکور اند چہ تواں کرد کُل مُیَسَّر لہ لما

خلق لہ، علمے کہ آں برادر تحصیل کردہ است بواسطہ آں علم براسرار
ایں سِرّ نتواں رسید۔ زیرا کہ معنیٔ ایں علم دراز است۔

ترجمہ: تو جزء کی کیا حقیقت ہے؟ جب یہ ایک بات آپ کو معلوم ہو گئ تو العلماء ورثۃ الانبیاء کے بارے میں جو آپ نے سوال کیا ہے اسے بھی گوش و ہوش سے سنیں! اس سے پہلے کے عدم کے نہاں خانے سے منزل و وجود کی طرف "یَخْرُجُ مِنْ بَیْنِ الصُّلْبِ وَ التَّرَآئِبِ" کے بموجب مردان حق ازل سے مثاق کے دن اللہ تعالی کی طرف سے بے حرف وصوت ندائے الست بربکم کو سنے تھے وہ ابھی تک یاد ہے۔ بھولے نہیں ہیں۔ وہی حالت ان میں ابھی تک موجود ہے۔ ان کے مکان میں نہ ماضی ہے نہ مستقبل، ازل وابد کی کتاب میں جو کچھ موجود ہے وہ لوگ ان سے باخبر ہیں۔ یہ صرف انبیاء علیہم السلام کی میراث ہے، اور ان کے لیے مواہب الہیہ اور اسرار باطنیہ ہے۔ اور تمام مخلوق سے وہ علم چھپا ہوا ہے" ان من العلم کبیت المکنون لایعلمھا الا اللہ والعلماء باللہ" کے موافق۔ اور یہ حضرات جو کچھ لوح محفوظ میں پوشیدہ ہے اسے معائنہ ومشاہدہ کرتے ہیں۔ اور وہ ان کی نظروں میں ہے۔ اور وہ اس کی خبر رکھتے ہیں۔ ازل سے لے کر ابد تک ودخول بہشت ودوزخ تک جو بھی ہوا ہے اور جو کچھ ہو گا ازماہ تاباماہ جانتے ہیں۔ وہ آنے والے کل اور پرسوں کے حالات بھی جانتے ہیں۔ کما قال اللہ تعالی " وامتاز وا الیوم ایھا المجرمون" جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ظہور کے لیے مجرموں کو مخلصوں سے علیٰحدہ کریں۔ بموجب فریق فی الجنۃ و فریق فی النار کے ایک فریق جنت میں اور ایک جہنم میں۔ ظہور کے لیے بعث کے دن سب کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر نکالا جائے گا۔ اور آج کے دن ان

مجرموں کو مخلصوں سے الگ تھلگ کردو تاکہ سعید و شقی کی پہچان ہو سکے۔ اور یہ حضرات عالم خدایگانگی میں محیط ہیں۔ ان کو حق ہے کہ العلماء ورثۃ الانبیاء انہیں کو کہیں۔ کیونکہ کچھ لوگ تھوڑے علم پر مغرور اور تھوڑے تقویٰ پر مسرور اور تھوڑے نشہ پر چور ہو جاتے ہیں۔ کیا کیا جائے ہر شخص کے لئے وہی میسر ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ اور جو علم آپ نے حاصل کیا ہے اس علم کے وسیلہ سے اس بھید کی تہ تک پہنچنا ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ اس سر مخفی کا معنی بہت طول وطویل ہے۔

دریں مسطورآں علم نوشتہ نہ شد کہ علمائے ظاہر طاقت شنیدند احوال حقائق نہ دارند۔ کردن از حقیقت ایں معنی راہ شریعت مغلوب کنند، بعضے اولیاء مستہلک دریں کشتہ شدند، بمطلوب و مقصود نہ رسیدند کہ بدیں مقام "العلماء ورثۃ الانبیاء" نبودند، کہ علم بانواع استت اگر دریں مختصر بیان کنم دراز گردد۔ مقصود از جملہ علمہا علم معرفت باری عزاسمہ است چوں علمائے ظاہر نیک نہ دانستن کہ آں علم بے دستگیرئی مرشد حاصل نمی شود۔ اور بے صفائی باطن آں در بستہ نمی کشاید۔ ودرخود آں استعداد سلوک صوفیائے اہل صفا ندید۔ لاچار در تحصیل علم ظاہری مشغول شدند۔ غم نسیمہ بردند۔ آخراً "العلم حجاب الاکبر" دیدند۔ معنیٰ" العلماء ورثۃ الانبیاء" ایں باشد۔ علمے کہ آں برادر دارد از کسب بسیار وکدّے بے شمار حاصل نمودہ است۔ ودر علم ورثہ نہ رنج است ونہ محنت۔ ہر چند در نظر اہل عالم رنج درآید اما محض مواہب الٰہی واز کارخانہ نامتناہی است۔ وہ ہر کرا آں مقام

حاصل است از عرش تا ثریٰ زیر پائے اوست۔ بہشت بخشاں دوزخ آشاماں در گاہند از صلب پدر ور حم مادر با میراث امدہ آند۔ "وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ" ایشان آند۔ پیش مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قوم درویشاں بودند چوں سلطان "لولاك لما خلقت الافلاك و لما اظهرت الربوبية" مرتبہ و مقام و منزل ایشان نزد حق سبحانہ و تعالی بلند دید، وبدیں مسکیناں پرداخت و از حق تعالی سبحانہ بدعا درخواست "اللهم احيني مسكينا و امتني مسكينا واحشرني في زمرة المساكين" فهم من فهم والسلام.

ترجمہ ان سطروں میں وہ علم نہیں لکھا جا سکتا۔ کیونکہ علمائے ظاہر احوال حقیقت سننے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں۔ اس معنی کی حقیقت ظاہر کرنے سے وہ راہ شریعت میں مغلوب ہو جائیں گے اور بعضے اولیاء اسی راہ میں ہلاک ہو کر فوت ہو گئے، اور اصل مطلوب و مقصود تک نہ پہنچ سکے کہ وہ دراصل "اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاء" کے مقام پر ہی نہیں تھے۔ اور علم کی کئی قسمیں ہیں اگر اس مختصر تحریر میں بیان کر دوں تو بہت زیادہ ہو جائے گا۔ اور تمام علوم سے مقصود علم معرفت باری تعالی عز اسمہ ہے۔ اور بعض علمائے ظاہر یہ بات اچھی طرح نہیں جانتے کہ یہ علم مرشد کی رہنمائی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا، اور بغیر باطن کی صفائی کے وہ بند دروازہ نہیں کھل سکتا۔ اور انہوں نے اپنے اندر سلوک صوفیائے اہل صفا کی قابلیت نہیں دیکھی تو مجبوراً علم ظاہری کی تحصیل میں مشغول ہو گئے اور غم نسیمہ لے گئے۔ اخر کار علم ان کیلئے حِجَابُ الْاَكْبَر ثابت ہوا۔ "اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ

الْاَنبِیَاء" کا یہی معنی ہے۔

اور وہ علم جو آپ کے پاس ہے، اسے آپ نے بہت محنت اور بے شمار جدوجہد سے حاصل کیا ہے۔ اور وہ علم جو ورثۂ انبیاء ہے اس میں نہ رنج ہے نہ محنت اس میں صرف وھب ہے جو خود بخود وارث تک پہونچ جاتا ہے ہر چند کہ دنیا والوں کی نظر میں رنج و مشقت معلوم ہوتی ہے مگر یہ محض فضل و عطائے الٰہی اور کرم و بخشش کے کارخانۂ لامتناہی سے ہے۔ اور جس کسی کو یہ مقام حاصل ہے عرش اعظم سے لے کر تحت الثریٰ تک سب اس کے زیر قدم ہے۔ یہ درگاہ الوہیت سے جنت بخشی اور دوزخ آشامی کے کام پر مقرر کر دیے گئے ہیں۔ یہ پشتِ پدر اور رحمِ مادر سے ہی میراث کے ساتھ آئے ہیں۔

اور فرمان باری تعالیٰ "وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓىٕكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ" (اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھائے پھر فرشتوں پر پیش فرمایا اور کہا کہ ان ناموں کی مجھے خبر دو اگر تم سچے ہو) کے مصداق یہی حضرات ہیں۔

مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور درویشوں کی ایک جماعت رہتی تھی، جب سلطانِ "لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ وَلَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوبِيَةَ" نے اللہ کے نزدیک ان کا مرتبہ و مقام و منزل بلند دیکھا تو ان مسکینوں کی طرف متوجہ ہو کر اللہ عزوجل سے دعا کی۔ "اَللّٰهم اَحْيِنِى مِسْكِيناً وَ اَمِتْنِى مِسْكِينًا وَاحْشُرنِى فِىْ زَمَرَةِ الْمَسَاكِيْنَ" ۔فَهِمَ مَنْ فَهِمَ.

"یعنی اے اللہ! ہمیں مسکینوں والی حیات عطا فرما اور مسکین کی حالت میں موت عطا فرمانا! اور مسکینوں میں میرا حشر فرمانا۔ سمجھا جس نے سمجھا فقط والسلام۔

دعائے بشمخ شریف

یہ دعا حضور سیدنا بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ کو حضرت خضر علیہ السلام نے تعلیم فرمائی اور آپ سے کئی خانقاہوں اور سلسلوں میں یہ دعا باجازت پہنچی۔

اس دعا کے بے شمار فضائل و فوائد ہیں اور متعدد طرق سے مختلف فوائد منقول وماثور ہیں۔ فتح مہمات اور حل المشکلات میں اکسیر کا کام کرتی ہے اور اس کا عامل علم ہیمیا سیمیا وکیمیا وریمیا کے حصول کیلئے مستعد ہو جاتا ہے اس پر اسرار کے دروازے کھل جاتے ہیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمْ

اَللّٰهُمَّ يَا بَشْمَخُ بِشْمُخُ ذَالَا هَامُو شِيْطِيْثُوْنْ ،

اَللّٰهُمَّ يَاذَا نُوْ مَلْخُوْثُوْ دَمُوْثُوْ دَائِمُوْنْ ،

اَللّٰهُمَّ يَاخِيْثُوْ مَيْمُونَ اَرْقِشْ دَارَ عِلِّيُوْنْ ،

اَللّٰهُمَّ يَارَحْمِيْثَا رَحِلِيْلُونَ مَيْتَطِرُوْنْ ،

اَللّٰهُمَّ يَارَخِتِيْثُوْ اَخْلَاقَ اَخْلَاقُوْنْ ،

اَللّٰهُمَّ يَارَحِمِيْثُوْ اَرْخِيْمَا اَرْخِيْمُوْنْ ،

اَللّٰهُمَّ يَا إِهْيًا اِشْرَاهِيَا اَذُوْنِيْ اَصْبَاؤُثُ اَصْبَاءُثُوْنْ ،

اَللّٰهُمَّ يَا اَرْغِشْ اَرْعِيْ تَطْلِيْثُوْنْ ،

اَللّٰهُمَّ يَا اَشْبَرُ اِشْبَرُ اَسْمَاءُ اَسْمَاءُوْنْ ،

اَللّٰهُمَّ يَا مَلِيعُوْثَا اَمْلِيْخَا مَلْخَا مَلْخُوْنْ ،

اَللّٰھُمَّ یَا عَلَّامُ اَرْعِدْ اَرْعِیْ یَذْنُوْنُ ،

اَللّٰھُمَّ یَا مَشْمَخُ مَشْمَخِیْثَا مَثْلَا مُوْنُ ،

اِنَّمَآ اَمْرُہٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ﴿۸۲﴾ فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾

دعائے بشمخ شریف پڑھنے سے سے قبل اس کا حصار ضرور پڑھے، اس میں اسماء جلالی ہیں اور احتیاط لازمی ہے اس لیئے دعائے حصار ضرور پڑھ لے۔

انتخاب المشائخ موصوف کے خلیفہ صوفی قاری افتخار علی بہرائچی نے رسالہ حجۃ النجات میں اس حصار کو حصار نقل فرمایا ہے۔ اور سیر المدار کے مصنف نے بھی اسے سیر المدار میں درج کیا ہے:

حصار دعائے بشمخ شریف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ یَاحَافِظَ نُوْحٍ فِی الْمَاءِ وَیُوْسُفَ فِی الْبِئْرِ وَاَیُّوْبَ فِی الضُّرِّ وَمُوْسٰی فِی الْیَمِّ وَعِیْسٰی فِي الرَّحْمِ وَیُوْنُسُ فِیْ بَطْنِ الْحُوْتِ وَاِبْرَاھِیْمَ فِي النَّارِ وَاِسْمٰعِیْلَ تَحْتَ السِّکِّیْنِ وَمُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِي الْغَارِ اِحْفَظْنَا مِنَ الْأَعْدَاءِ وَالْحُسَّادِ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰي سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَآلِہٖ الْمَدَارِ الْبَدِیْعِ الْکَرِیْمِ ،وَأُفَوِّضُ اَمْرِيْ إِلَي اللّٰہِ إِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ وَإِذَا سَالَ عِبَادِی عَنِّيْ فَإِنِّيْ قَرِیْبٌ أُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِيْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِيْ، لَعَلَّھُمْ یُرْشَدُونَ عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَداً إِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَإِنَّہٗ یَسْلُكُ مِن بَیْنِ یَدَیْہِ وَمِنْ خَلْفِہٖ رَصَدًا

وَمَاكَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللهُ إِلَّا وَحْياً أَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلُ رَسُولاً فَيُوْحِي بِإِذْنِهٖ مَايَشَاءُ إِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ،وَكَذٰلِكَ أَوْحَينَا اِلَيْكَ رُوْحاً مِنْ أَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَاالْكِتَابُ وَلَاالْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنَاهُ نُوْراً نَهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَشاء مِنْ عِبَادِنَا وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْ إِلٰي صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ صِرَاطَ اللهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَمَا فِيْ الْأَرْضِ،وَ إلي الله تَصِيرُ الْأُمُورُ، حَسْبِيْ رَبِّيْ جَلَّ اللهُ مَافِيْ قَلْبِيْ غَيْرُاللهِ ،نُورُمُحَمَّد صَلَّى اللهُ،لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّي اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰي خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَأَتْبَاعِهٖ أَجْمَعِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِين۔

اس کے بعد اختتام دعائے بشمخ پڑھے

اختتام دعائے بشمخ

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ يَا اَللهُ يَا اَللهُ يا اَللهُ اَنْ تَحْفِظْنِيْ مِنْ كُلِّ بَلَاءٍ وآفةٍوَعَاهَةٍوَوَجْعٍ وَمِنْ كُلِّ عِلَّةٍ وَبَلِيَّةٍ وَمِنْ كُلِّ فِتنَةٍ وَشِدَّةٍ وَزِلزَالٍ وَزَلْزَلَةٍ وَمِنْ كُلِّ شَرِّالِانْسِ وَالْجِنّ ومِنْ كُلِّ شَرِّ السُلْطَانِ الْجَابرِ ومِنْ كُلِّ حاسِدٍ اِذَا حَسَدَالٰهِي بِحَقِّ هٰذِهِ الأَسْمَاءِ الْعِظَامِ وَبِحَقِّ يا هُو وَبِحقِّ يَا مَنْ لَا اِلٰهَ إِلّا هُوَ اِحْفَظْنِيْ مِنْ جَمِيْعِ البَلَاءَ والْاٰفاتِ وَالْاَمْرَاضِ بِحَقِّ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ اَجِبْ يابَرهائيلُ يا برقائيلُ يا بَريوشُ سَامِعاً مُطِيعاًبِحَقِّ هٰذِهِ الأَسماءِ اَنْ تَقْضِيَ حَاجَاتِي يا رَبَّ الْعَالَمِينَ۔

سلام بدرگاہ خیر الانام

نور بدرالدجیٰ تم پہ لاکھوں سلام
اے میرے مصطفٰی تم پہ لاکھوں سلام

کشتئ نوح کے تم ہی ساحل بنے
تم دعائے خلیلی کے حامل بنے
محرم کبریا تم پہ لاکھوں سلام
اے میرے مصطفٰی تم پہ لاکھوں سلام

یہ سہانا سماں اور یہ نوری سحر
سب ہیں آنکھیں بچھائے سر رہ گزر
ہے سبھی کی صدا تم پہ لاکھوں سلام
اے میرے مصطفٰی تم پہ لاکھوں سلام

فخر کعبہ تم ہی نور فاراں تم ہی
معنئ جملہ آیات قرآں تم ہی
اے وقار حرا تم پہ لاکھوں سلام
اے میرے مصطفٰی تم پہ لاکھوں سلام

ہو تمہیں تو امام صف انبیاء
ہو تمہیں تو سکون و قرار عرش کا
لامکاں زیر پا تم پہ لاکھوں سلام
اے میرے مصطفیٰ تم پہ لاکھوں سلام

شافع عاصیاں اے حبیب خدا
حشر کے دن ادیب خطاکار کا
ہو تمہیں آسرا تم پہ لاکھوں سلام
اے میرے مصطفیٰ تم پہ لاکھوں سلام

سلام بہ بارگاہ قطب المدار

رہبر عارفاں تم پہ لاکھوں سلام
اے مدار جہاں تم پہ لاکھوں سلام

فیض پاتا ہے تم سے ہر ایک سلسلہ
تم ہو محسن تو پھر کیوں نا بھیجیں بھلا
اولیائے زماں تم پہ لاکھوں سلام
اے مدار جہاں تم پہ لاکھوں سلام

تم ہو قطب جہاں تم ہو زندہ ولی
جد اعلیٰ تمہارے حیات النبی
زندۂ جاوداں تم پہ لاکھوں سلام
اے مدار جہاں تم پہ لاکھوں سلام

کی حمایت غریبوں کی تم نے سدا
ہم تمہیں سے لگائے ہیں بس آسرا
مونس بے کساں تم پہ لاکھوں سلام
اے مدار جہاں تم پہ لاکھوں سلام

محفل اولیاء میں ہو تم تاجور
کوئی تم سا جہاں میں نہ آیا نظر
سر ور سروراں تم پہ لاکھوں سلام
اے مدار جہاں تم پہ لاکھوں سلام

صدر بزم ولا نور خیرالبشر
سوز بیکس پہ بھی ہو کرم کی نظر
ائے شہ انس و جاں تم پہ لاکھوں سلام
اے مدار جہاں تم پہ لاکھوں سلام

دم مدار
بیڑا پار
MADAARI MEDIA
The Silsila e Aaliya Madaariya Social Platform

FOLLOW US!

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

Authority : Ghulam Farid Haidari Madaari
Www.MadaariMedia.Com

مصنف کی دیگر تالیفات

- نصیبۃ الابرار۔
- فیضان مدار العالمین۔
- سلسلۂ مداریہ ہندی۔
- خاندان علویہ تاریخ کے آئینے میں۔
- مدار الارواح۔
- تعزیہ داری جائز ہے۔
- الحسین زیر طبع۔
- سوانح حضرت ابو طالب زیر طبع۔
- طواف استفاضہ مصباح نور دیار حضور میں۔
- شرف زیارت مدار۔
- معارف قطب المدار۔

AL-MADAR OFFSET, KANPUR M.8795601301